بعون صانع بیچون و بکرم و فضل خلاق زمین و زمان

بستان

بمطبع نامی گرامی منشی نولکشور مطبوع جہان ہوا

بعون صانع ملک و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع ہوا

بسم الله الرحمن الرحيم

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝ وَنُصَلِّيْ عَلٰى أَشْرَفِ لَدُ آدَمَ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ ۝ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِيْنَ يَفِرُّ الشَّيْطَانُ مِنْ ظِلَالِهِمْ فَجَعَلُوْهُ كَالرَّمِيْمِ ۝

أما بعد خاکسار ذرہ بی مقدار علی بخش عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ فی زماننا جناب سی ایس آئی سید احمد خانصاحب بہادر نے تہذیب الاخلاق مین خلاف قرآن و حدیث و جمہور اہل سلام کے ایک تقریر جدید لکھی ہے جسمین وجود حقیقی ابلیس سے اور اکثر مضامین آیات بینات سے انکار کیا ہے اور اوس تحریر کا نام سرگذشت آدم رکھا ہے گویا زبان آدم خیالی سے تفسیر آیات قرآنی کے بیان کی گئی ہے اور حتی المقدور بہت فکر کی ہے جس سے معنی مجازی تمام آیات کے قرار پاسکین آور بعد شہرت اوس تحریر کے مولوی سید مہدی علی صاحب بہادر نے یہ لکھا کہ وجود سے ہمیشہ وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہین ہوتا پس وجود جسمانی شیطان کا انکار کرنا بڑی غلطی اور نادانی ہے میرے نزدیک اون لوگون کی دلیلین جو کہ شیطان کے وجود خارجی سے منکر ہین ناقص ہین اور ہین او

مخالف ہون اور اونکی سمجھ اور فہم کی غلطی پر افسوس کرتا ہون **اسلئے قولہ** اور محمول کرنا اوسکو
امور باطنی پر اور صرف کرنا اون لفظون کا اوسکے ظواہر سے اور بیان کرنا اوسکی حقیقت روحانی
بھی صراحتاً غلط تاویل ہے پس ایسی تاویل بدعت ہے اور یہ اشعار فرقہ باطنیہ کا ہے اگر ایسی ہی
تاویل نصوص صریحہ کی کیجاوے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اوٹھہ جاوے اور عقائد
اسلامیہ یونانی حکیمون کے مسئلے اور شریعت محمدیہ عیسائیون کی سی شریعت ہو جاوے
کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نرہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اوسکی لی جاوے
حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت محمدیہ کے ہے انتہی مختصراً اس تحریر کو دیکھکر جناب
سی ایس آئی صاحب بہادر نے پھر اصرار اپنے ہی خیالات پر کرکے تقریر کو بڑہا دیا اور اپنے
دوست کو کشان کشان پھر اپنی طرف بولایا۔ غنیمت نہ سمجھے کہ مولوی سید مہدی علیصاحب
نے حضرت کو الزام کفر سے بچایا گو بدعتی اور نادان ٹھہرایا۔ اور انکے عقیدے کو مخالف
شرع محمدی اور مماثل ملت عیسوی بتایا مگر ہرچہ از دوست میرسد نکوست۔ اب میرا ارادہ
ہے کہ بخوبی ثابت کردون کہ تفسیر بالرای جناب سی ایس آئی بہادر کی محض غلط ہے اور
خیالات اونکے باطل ہین لہذا پہلے خلاصہ تقریر جناب موصوف کا لکھتا ہون وہی ہذہ
آدم خیالی سے جناب سید احمد خانصاحب نے سوال کیا۔ کہ تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے
جواب ملا کہ یہ تو مین نہین جانتا کہ مین کون ہون مگر میرا نام آدم ہے بس تمہر کیا گذری ج
مین نے اپنے تئین اسی دنیا مین پایا مگر یہ نہ جانا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا مین نے اور بھی
بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا مین دیکھے ہین سمجھا کہ جس طرح یہ سب بنے ہونگے
اوسی طرح مین بھی بنا ہونگا مگر دل گھبراتا تھا ایک دن مین نے اپنے پہلو کے پاس ایک اپنی ہی
صورت کی چیز دیکھی ہم دونون ایک دوسرے کو دیکھکر خوش ہونے لگے مین نے پوچھا تو
تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی بہائی یہ تو مین نہین جانتی کہ مین کون ہون جو
تم ہو وہی مین ہون مگر میرا نام حوّا ہے مین بہت خوش ہوا اور تالیان بجا کر خوب اوچہلا کودا
اور اوپر کو دیکھکر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کرکے خوب گیت گانے
اور نہایت ذوق شوق مین یون چلایا آدا آدا ری آؤ ا ری آدا ری آؤا ری وہ جو ہے ازی

وہ پہواری ہم جو بہگاری وہ جو بہگاری وہ جو توہے اری وہ جو توہے میرے شکر لیے اوس نے کام
نے اپنا شکار لیا اب تم اوسی برکت کی پہل پہول ہوس ۔ اوجان یہ تو تمنے حال کی کہی ہم تو اوسکے
بہی پہلے کی پوچہتے ہین سچ میری پیاری وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے پہلے کی بات ہے
مین بہی زمین سے پیدا ہوا رفتہ رفتہ مجکو یہ صورت ملی ہے جب زمین سے نکلا تہا تو بال سے
بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا ہنگا تہا اور اوسی مین حسن و جمال عقل و کمال سب
چہپا تہا جیسے بیج مین درخت کی تمام پہل پہول پتی ٹہنی چہپی ہوتی ہین یہ اوسکی قدرت ہی کہ اپنی قدرت و
کمال سے ایسا ضعیف و ناچیز فرشتون پر فوق لیجاتا ہے اور اپنے آپ ہی سے اپنے جمال کو
پہچانتا ہے تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اوسی مین تہین اور سب اوسکی فرمانبردار
حاضر تہین جس کام پر وہ مامور تہین اونکو کرتی تہین اور اپنے کام مین ذراسی بہی خطا نہین
کرتی تہین بلکہ ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی
بلکہ طرح طرح کے جذبات کو جو غصہ اور غضب اور بغض و کینہ و عداوت و خون ریزی چوری
و زناکاری کے نشا مین تحریک دیتی تہی مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسی پر شیخ
بابا میرا کام ہے گو وہ بہی جتاتی تہی کہ مین تیری دشمنی کبہی نہین چہوڑونگی وہ قوت اگرچہ دشمن
تہی لیکن اگر وہ نہوتی تو ایک اور چیز ہم مین نہوتی کمال و جمال انسانی کی باعث ہے اسی
سبب سے وہ قوت کبہی دشمن اور کبہی دوست سمجہہ مین آتی تہی مگر میری طاعت مین کبہی نہی خدا نے
مجکو ایک جگہ ڈال دیا جہان نہ مجکو بہوک تہی نہ پیاس نہ دہوپ کی گرمی لگتی تہی نہ کپڑا پہننے کی
حاجت ہوتی تہی تمام قوتین جو مجہہ مین تہین میرے کام مین آتی تہین لیکن ایک قوت مجہہ مین
تہی کہ میرے کام مین نہ تہی نہ مین اوسکو کام مین لاتا تہا جب مین بڑا ہوا اور مین تمیز کو پہونچا
تو اوسی دشمن قوت نے مجکو بتایا کہ اس سے بہی کام لے کیونکہ وہ جانتی تہی کہ جب مین وہ
کام لونگا تب ہی مصیبت مین پہنسونگا مگر اوسی قوت سے کام لیا کمال کا بہی سبب تہا اسلیے
اوس دشمن قوت نے بہکایا کہ اگر اوس سے کام لیگا تو فرشتہ ہوجائیگا اور کبہی فنا نہوگا مین اوسکو
کام مین لایا اور اوسی وقت میرے عیب مجہپر کہل گئے مین نے جانا کہ مین تو نہایت ادنی
ہستی ہون بیشک مجہہ مین فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہے مگر اوسکے ساتہ برائی

دشمن بھی لگا ہوا ہے اوسی سے بچنا نہایت مشکل ہے مین اپنے عیبون کے چھپانے کی فکر مین
پڑا اور خدا نے للکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا اب جبتک
زمین پر رہنا ہے نیک بد سمجھ اور اپنا کام کر ۔ پھر مین سمجھا کہ خدا کی نشانیان اور ہدایتین ہمارے
ساتھ ہین اونہین کو سمجھو اور ہدایت پر چلو مگر یہ سمجھ مین نہ آتا تھا کہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بعد
غور کے سمجھا کہ جو چیز مجھہ مین ٹیڑہی ہوگئی ہے اوسی کا سیدہا کرنا اوسکا علاج ہے تب مین نے
خدا سے کہا ربنا ظلمنا انفسنا الآیہ ۔ پھر تو خدا نے مجکو اپنا نائب کر دیا اور فرشتے غلام ہی مجازی ہے
۔ اور تمہارے اور تمام دنیا کے سمجھ مین آجانے کے لائق تو اسی بات کو موسے اور محمد نے
بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہے ۔ اونہون ملکی قوی کا نام فرشتہ رکہا ہے اور اوس دشمن وسوست نما
قوت کا نام شیطان اور اوس قوت کا نام جو مجھہ مین تہی پر میرے کام مین نہ تہی درخت اور اوسوقت
یا حالت کا نام جب مین اوسکو کام مین لا سکنے لایق ہوا اوس درخت کا مزہ چکہنا رکہا ہے
چنانچہ قصہ اکل شجر ممنوعہ کا اور بہشت سے آدم و حوا کا نکالا جانا بیان کرکے فرمایا ہے لہ پھر خدا نے
آدم کو زمین پر اپنا نائب بنایا ۔ فرشتون نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی نیابت دیگا جو
اوسمین فساد کرے اور خون بہاوے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجکو یاد کرتے ہین خدا نے کہا
کہ ہان مین سب کچہ جانتا ہون جو مین جانتا ہون تم نہین جانتے ۔ پھر خدا نے آدم کو سب چیزون کے
نام بتائے اور فرشتے نہ بتا سکے آدم نے سب بتا دیے بس آپ نے یہ کیا فرمایا کہ خدا نے
آدم و حوا کو پہلے پیدا کیا پھر انکو اس صورت پر جواب ہی بتایا آج بیٹا تمنے قرآن پڑہا ہے
اوسمین تو صاف لکہا ہے کہ لقد خلقناکم ثم صورناکم ۔ اصل یہ ہے کہ انسان نطفہ مین نہایت باریک ہونگے
کے مانند پیدا ہوتا ہے پھر اوسکی صورت بنتی ہے بس جب قوی ہم مین موجود تھے اونہین مین سے
خدا نے کسی کو فرشتہ کسی کو شیطان بنایا کیا وہ ہم سے علیحدہ دوسری چیزین تہین ج انسان
عجیب مختلف قوتون سے بنا ہوا ہے کہ باوصف مرکب ہوسکنے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی
ہے مگر تمہاری سمجھہ مین نہ آیا ۔ جب اس زمانہ مین ہی تم اوسکو نہ سمجھہ سکے تو موسیٰ کے اور
اوس سے پہلے کے زمانہ مین کون سمجھہ سکتا تہا اسلیے خدا نے اس مطلب کو ایسی لفظون مین
بیان کیا کہ سینا کے جنگل مین پہرنے والون اور عرب کے ریگستان کے رہنے والون سے

لیکن سقراط اور بقراط کے درجون تک کے لوگ سمجھ لین ۔ مرکب چیز جب متعدد چیزون سے ملتی ہے تو ایک قسم کا خاص مزاج پیدا ہو جاتا ہے مثلاً بہت سی گرم و سرد و خشک و تر دوا اون سے ملکر ایک معجون بناؤ تو ایک دوا کا بھی مزاج اپنی حالت اصلی پر نہین رہتا ہے ۔ مگر انسان ایک عجیب معجون مرکب ہے اگرچہ یہ سب قوی آپسمین ملی ہوئی ہین جیسے دودہ مین پانی اوسپر بھی سب اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہی ہین پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لیے تمام نبیون نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ ان قوی کے جدا جدا کام تہے اسیطرح اونکو بیان کیا گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزین ہین پس دادا جان یہ بات تو ہماری سمجھہ مین بالکل آگئی اور اس بیان سے ایک اور عقدہ حل ہو گیا کہ بعض روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے بھی یہی قوت مصورہ مراد ہے جو خدا نے اوسمین رکھی ہے مگر یہ بتا دیجیے کہ اون ملکی قوی کے سجدہ کرنے اور ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہے ج بیٹا یہ تو بہت صاف بات ہے تم خود اپنے آپ ہی کو دیکھو تمام قوتین جس جس مطلب کے لیے تمہارے مین پیدا ہوتی ہین سب تمہارے تابع ہین جسوقت تم کسی ایسے قوت کو تحریک دینا چاہتے ہو جو نیکی کی محرک ہے فی الفور تحریک مین آتی ہے اور تم سے نیکی ظہور مین آتی ہے اور صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام قوی جو اون چیزون کے منشا ہین تمکو سجدہ کر رہی ہین یعنے تمہاری مطیع و فرمانبردار ہین برخلاف اسکے اوس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا محرک ہے تم اون افعال کو جو اوس سے پیدا ہوتے ہین برا جانتے ہو اور اونکے نکرنیکا ارادہ بھی کرتے ہو اور پھر کرتے بھی جاتے ہو وہ قوت سرکش کیسی نافرمانبردار ہے پس قال فبما اغویتنی الا یہی کیا مراد ہے کیا خدا شیطان کا شیطان تہا ج اسمین اشارہ ہے کہ وہ قوت سرکش خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی کی قوت خود خدا نے اوسمین رکھی ہے اوسکا بہکانا ہیگا انسان مین خدا نے ایسے قوی بھی رکھے ہین جو اوسکو مطیع کر سکتے ہین اور یہی حکم دیتا ہے کہ آدم کو سجدہ کر یون کہا کہ اوسنے سرکشی کی اور خدا کا حکم نمانا یعنے وہ قوت ایسی سرکش ہے کہ مطیع ہو ہی نہین سکتی اور یہی نافرمانی ہے اور یہی مثل تمہارے جائز الخطا ہونے جسقدر مجکو وحی آتی ہے اوسمین غلطی نہین ہوتی ہے سبب

باتین مین نے وحی سے نہین کہی ہین بلکہ خود اپنے مین اور تم مین دیکہکر کہی ہین پس شیطان کو آگ سی پیدا کر نیکے کیا معنی ہین ج تمام قویٰ پہر جسمین وہ سرکش قوت بہی داخل تہی فرشتون کا اطلاق کیا گیا ہے اور ایک قوت کا سرکش ہونا اوس سے مراد فرشتون سے علیحدہ ہے ـ اور ہر دو دیکہنا ہے ـ اور تمہارے قویٰ کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے ہین اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے پس وہ سب سے اوپر ہے باقی قوتین اوس سے نیچے ہین یہ معنی ہین خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کے مولوی صاحب کے روٹی پکانے کے چولہے کی آگ سے شیطان نہین بنا ہے پس جس درخت کے کہانے سے خدا نے منع کیا تہا وہ کیا قوت تہی اور اوسکا کہانا یا استعمال مین لانا کیا حالت تہی ج بیٹا وہ قوت عقل و علم ہے کیونکہ علم کے لیے عقل کا ہونا بہی لازم ہے اور جب انسان اوس حد کو پہونچتا ہے کہ اوس قوت کو استعمال مین لا سکے قابل ہو جاوے اوسکا نام انبیا کی زبان مین شجرہ ممنوعہ کا کہانا ہے اور زبان شرع مین مکلف ہونا اور زبان حکما مین بالغ ہونا ہے پس دادا جان یہان تو بڑی مشکل پیش آتی اسلیے کہ انسان کا جہیٹ پہننے سے بڑا ہونا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہونچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے اگر انسان زندہ ہے تو خواہ نخواہ اوس حالت تک پہونچتا ہے پہر خدا کا اوس درخت کے کہانے سے منع کرنیکا اور انسان کا اوسکے کہا لینے کا اور خدا کی نافرمانی کر کے گنہ گار ہونیکا کیا مطلب ہے ج جو تمنے کہا سچ ہے مگر اس مقام پر ایک نہایت مشکل مسئلہ جبر اور قدر کا نہایت خوبی اور سہل تمثیل سے حل کیا گیا ہے بعضے لوگ کہتے ہین کہ انسان بالکل مجبور ہے اوسکو وہی باتین کرنی پڑتی ہین جو اوسکے لیے مقرر ہو چکی ہین اور بعضے خیال کرتے ہین کہ وہ خود مختار ہے اور اپنی تمام افعال پر قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بعضے کہتے ہین کہ نہ مجبور ہی نہ قادر ہے بین الجبر والاختیار ہے جیسے ایک مچہلی والے نے ایک بادشاہ کو مچہلی نذر کرتے وقت اس خیال سے کہ بادشاہ اوسکا جوڑا نہ مانگے کہا تہا کہ یہ مچہلی مخنث ہے اس مقام پر خدا تعالیٰ کو یہ بات بتلانی تہی کہ جو قویٰ انسان کو دیگئی ہین وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور اونسبکو خود کام مین لا سکتا ہے پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اوسکے کہا لینے سے انسان کا اون قویٰ پر جو اوسکو دیے گئے ہین قادر ہونا اور اونکا استعمال کی خود قدرت رکہنا بتایا گیا ہے اور چونکہ اوس

حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونیکا سبب ہے اسلیے خدا نے فرمایا کہ
اوس حالت پر پہونچنے کے بعد آدم گنہ گار ہوا — السَّعِيدُ مَن سَعِدَ فِي بَطْنِ اُمِّهٖ وَالشَّقِيُّ مَن شَقِيَ فِي
بَطْنِ اُمِّهٖ نہایت صحیح اور سچا قول ہے جو کچھ اسوقت ہم انسان کی حالت دیکھتے ہوا چہی یا بری نہایت
کہ نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقون کا حسن عاشقون کا عشق شاعرون
کی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر یہ سب وہ اپنے مان کے پیٹ میں سے لیکر نکلے ہیں پس
نبی کو نبوت اور زاہدون کو زہد اور فاسقون کو فسق اور کافرونکو کفر لازمی اور ضروری ہے نہ
کرنے ہوتے رہ بہی نہین سکتا جو شخص جو کچھ اپنی مان کے پیٹ سے لایا ہے وہ اوسی کو گاتا ہے
انبیا یون فرماتے ہین اَنَا نَبِيٌّ وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ سعدا یون کہتے ہین اَنَا سَعِيدٌ و
آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ اشقیا کا یہ قول ہے کہ اَنَا شَقِيٌّ وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ اور ہمارا
یہ قول ہے کہ اَنَا اَحْمَدُ وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ — مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے اور نہ فاسق
کی درکات اوسکے فسق پر بلکہ انسان کی نجات صرف اسپر ہے کہ جو قویٰ خدا تعالیٰ نے اوسمین
رکہے ہین اور جسقدر رکہے ہین اون سبکو بقدر اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قواے
بہیمیہ اوسپر غالب ہین اور قواے ملکیہ کمزور تو ان کمزور قویٰ کو بیکار نہ چہوڑے اونکو بہی کام مین لاتا رہے کہ
یہی اون گناہون کا علاج ہے جسکو توبہ اور کفارہ کہتے ہین پس دادا جان خدا کا شکر ہے
کہ ہم بہی ان حقائق و معارف کا بیان آپ کی زبان سے سنتا اپنے مان کے پیٹ سے لیکر
نکلے تہے مگر یہ تو فرمایئے کہ آدم کا زمین پر نائب کرنا اور فرشتونکا تکرار کرنا اور خدا کا آدم کو سب چیزونکے
نام سکہانا کیا معنی — سچ بیٹا زمین موجود ہے انسان موجود ہے دیکہو کہ خدا کی نیابت کسکو
ہے کیسے فرشتے کیسی تکرار یہ تو خطابیات کی قسم سے بیان ہے قویٰ جسقدر کہ ہین ہمیشہ وہی
کام کرتے ہین جسکے لیے وہ مخلوق ہین لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ
مگر انسان ہی ایسی مخلوق ہے کہ وہ نیکی بہی کر سکتا ہے اور بدی بہی پس خدا نے اس مقام
انسان کی حقیقت بیان کردی کہ وہ کیسے کیسے سخت گناہون کے کرنے پر قادر ہے مگر اوسی کو
نائب کرنے کی وجہ کو بہی بتایا کہ وہ قابل تعلیم ہے اور اوسکی غلطیان اصلاح کے قابل ہین اور
ایسے اعلیٰ درجہ تک ترقی کر سکتا ہے جہان فرشتون کا بہی مقدور نہین کیونکہ اون مین جو بات ہے

۱؎ اوس حالت کا یہ پتہ ہے کہ انسان کو سن بلوغ تک پہونچنا اور علم و عقل حاصل کرنا تو لازمی ہے پہر اوس پر عمل کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے فقیر ۱۲

۲؎ [illegible]

اوس سے زیادہ ترقی کی قوا ونہین ہو فالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا تمام خدا نے آدم کو تمام چیزون کے نام اس طرح نہین سکہائے تہے جس طرح اتا بچے کو سکہاتی ہے بلکہ تمام چیزونکا سکہانا وہ ملکہ علم انسان مین ودیعت کرنا ہے اور اسی سے مراد ہے وعلم آدم الاسماء کلہا مگر خدا نے انسان کو حقیقت اشیاء کچہ نہین بتائی صرف اسماء بتائی ہین نہ حقائق اسیواسطے لفظ اسماء کا فرمایا ہے — اور خدا نے جو قصہ آدم کا بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت انسانی کا بیان ہے جسکو اس زمانہ کے حکما نیچر کہتے ہین خود انسان کی فطرت زبان حال سے بیان کیا ہے پس تمام عبادات اور تمام شکر اور تمام انسانیت یہی ہے کہ انسان اپنے تمام قوی کو جو خدا نے اوسکو دیئے ہین کام مین لاتا ہے اوس طرح جسطرح کام مین لانا صانع کی مرضی ہے اور اوس مرضی کا انسان پر ظاہر ہونیکا خداتعالی نے ان لفظون سے وعدہ کیا ہے اھبطوا منہا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون انتھی محصلا ومختصرا مضمون خط مصنف بنام سید مہدی علی صاحب — میرے پیاری مہدی — ابخیال کرو کہ قرآن شریف مین شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت وماہیت کچہ بیان نہین ہوتی — البتہ ہم اوسکے کچہ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتین ہین بڑی صفت اوسکی جو بمنزلہ ذاتیات کے ہے اور اوس سے گویا اوسکی حقیقت یا ماہیت — پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف مغوی آدم ہی نہین تہا بلکہ وہ تاقیامت مغوی للانسان علے المعصیة ہے کما قال اللہ تبارک وتعالی قال فبعزتک لاغوینھم اجمعین اور یہ کہ وہ ہمارے بدنمین ہمارے خون کے ساتہ پہرتا ہے کما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان یجری من الانسان مجری الدم — اور یہ کہ وہ ہم مین اور ہماری نماز مین (خواہ نماز کا وجود موجود فی الخارج سمجہو یا نہ سمجہو) حائل ہوتا ہے کما روی عنہ صلعم — الشیطان حال بینی وبین صلوتی پس یہی اوصاف حمیدہ ان بزرگ ذات کے ہین جو ہمکو شارع نے بتائی ہین اور اسواسطے مراد لینے وجود مستقل کی ثبوت قطعی اور واقعی ہی چاہیے کیونکہ صرف نام سے وجود خارجی ثابت نہوسکیگا — اب ان صفات شیطان کا جو ہمارے پاک خدا اور سچے

تبلاتے ہین ہم اپنے مین اثر تو پاتے ہین مگر کسی وجود خارجی کو محسوس نہین پاتے بلکہ
معلوم ہوتا ہے کہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے رستے سے پہیرتی ہے شیطان سمجھکر
اوسکی ڈاڑہی پکڑ لیتے ہین اور زور سے طمانچہ مارتے ہین مگر جب آنکھ کہلتی ہے تو اپنی ہی
سفید ڈاڑہی اپنے ہاتھ مین اور اپنا ہی گال لال دیکہتے ہین ۔ کتاب وسنت سے وجود
خارجی کا ثبوت نہین ہوتا ہے انتہی مختصراً خط ثانی مصنف بنام مولوی مہدی علیصاحب بہادر
میرے پیارے مہدی ۔ مین ہمیشہ آپکو کہا کرتا ہون کہ جو خراب اثر مشرقی طریقہ تعلیم کا انسان کے
دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے آپ کبہی ایمن نہین آپ سمجہے ہین کہ نبی آخر الزمان
صلعم کو امی محض رکہنے مین کیا حکمت تہی یہی حکمت تہی کہ نیچرل فیض جو اندرونی چشمون کا
جاری رہتا ہے اوسکو کوئی بیرونی چیز مزاحم نہو اور جو کچہ باہر نکلے خالص بے میل
ہو پس آپ نیچر کے سرچشمہ کے جاری رکہنے پر متوجہ رہا کرین اور جس علم کی نسبت یہ کہا گیا
ہے کہ اَلعِلمُ حِجَابُ الاَکبَر اوسکے پیرو ہرگز نہو وین ۔ مجہے یقین ہے کہ آپکا دل یہ بات
کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج عن الانسان مراد لیا جاوے تو ضرور قرآن مجید کو
نعوذ باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت مین کوئی وجود خارجی معنوی عن الانسان
موجود نہین ہے جو لوگ وجود خارجی کا دعوے کرتے ہین اوسکا اثبات اونکے ذمہ ہے
منکر کی دلیل کو ناقص کہدینا کافی نہین ہے ۔ اور پہلی بسم اللہ قرآن مجید مین لفظ
قال کا بنسبت خدا اور فرشتون اور شیطان کے آیا ہے کوئی نہین کہسکتا کہ تینون جگہہ
لفظ قال اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہے کیونکہ خدا کے قول کو مثل اقوال انسان مرکب صوت
والفاظ سے کوئی یقین نہین کرسکتا اور غالباً اقوال فرشتگان وشیطان کے بہی اس قسم کے
نہونگے پس بمجرد ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچہ آدم و شیطان و فرشتون کی نسبت بیان
ہوا ہے وہ قصہ وحکایت نرہیگا بلکہ صرف حال رہجائیگا وما ہو الا الہمنی ربی پہر لفظ شجر کا ہی
کیا حقیقت مین وہ لٹو والی اور ککر کسان کا بویا ہوا تہا جب حقیقی معنی مراد نہین ہین تو وہ ایک
تمثیل رہجائیگی وما ہو الا الہمنی ربی کیا سچ سچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما
سوآتہما سے حضرت آدم کی وہ چیز گول گول اور لمبی لمبی دکہائی دینے لگی یا حضرت حوا کی

شرمگاہ۔ کسقدر رنج وغم کی بات ہے کہ آپ سا آدمی جو مہدی ہذا الزمان ہو مفسرون اور ترجمہ نویسونکی
ایسی بلادت کی پیروی کیا کرے۔ کیا لفظ سوءۃ کے اور معنی عرب کے زبان مین نہین فی القاموس
السوءۃ الفرج والفاحشۃ والخلیۃ القبیحۃ۔ زوال حد مستہم فی التفسیر الکبیر بدو العورۃ کنایۃ عن سقوط الحرمۃ
وزوال الجاہ والمعنی ان غرضہ من القاء تلک الوسوسۃ الی آدم وذہاب منصبہ الخ اور کیا یہ لفظ اور معنون
مین مستعمل نہین ہوتا ہے اسی سورہ مین آیا ہے۔ یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری
سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلہم یذکرون
یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما ای لباس التقوی
بدلیل قولہ تعالی ولباس التقوی ذلک خیر لیریہما سوآتہما ای الخلۃ القبیحۃ التی کانت مستورۃ فیہما
انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون
ان سب آیتون مین تشبیہ و استعارہ ہے اپنے حقیقی مراد نہین ہین جیسا کہ اور علما نے تسلیم کیا ہے
وما ہو الا ما المعنی بھائی مہدی انصاف کرو کہ اگر قرآن کے یہ معنے لیے جاوین کہ جب آدم و
حوا نے گیہون کے درخت کا پھل کھایا تو انکے اعضاء مخصوصہ دکھائی دینے لگے تو یہ مجبوری کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ
عالم بالاعلوم حضرت کو بہکٹ لینے ہی نہین آتے چہ جای خدای۔ کہان گیہون کا کھانا اور
کہان اعضاء مخصوصہ کا دکھائی دینا اور کیا تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا مین اور فرشتون مین ایسی
تکرار اور مناظرہ ہوا تھا جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجھا جاتا ہے اگر وہی معنی ہون تو خدا مین اور
فرشتون مین خدای اور بندگی کا ہیکو ٹھہارو ن سکے تو تو مین مین ہوئی اگر یہ سچ ہو تو ہمکو اپنے نوکرون
کی شکایت نہین رہیگی کیونکہ خدا کے نوکر ہمارے نوکرون سے زیادہ بڑے ہین اور جب زیادہ
حقیقت جنت و آدم و اکل درخت و سجدہ ملائکہ وغیرہ کے بیان نہین کیے گئے تو پھر آیات کو
نصوص کہنا نہ چاہیے یہ سب مضامین بیچ بیچ مین روحانی تربیت حاصل معنی ہے جسطرح
شیطان کا وجود خارجی کوئی شخص خیال کرے ایک لمبی سینگ مثل شیطان کی دم کی لیکن لاحول
پڑہی اوسیطرح ایک دانا نیچرل است اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجھے کہ وہ سب نیچر انسان کا
بیان ہے جو تمثیلی زبان مین بیان ہوا ہے دونون کو قرآن سے وہی نتیجہ روحانی برابر ملیگا
اگر اسکا نام بدعت ہے تو ہدایت کسکا نام ہے علماء سابقین نے مصلحتا یہ اسرار ظاہر نہین کیے

جناب عالی ... السوأۃ فرج الرجل والمرأۃ وذلک ان ... قال ابن عباس ... [illegible]

اب وہ زمانہ نہین رہا۔ حقائق اشیا روز بروز معلوم ہوتے جاتے ہین لا ادری کہدینا کافی نہین
ہے اب کسی وحشت کے وقت تیسیر الخط آپکو عیسائیون کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت لکھونگا
انتہی مختصراً و محصلاً **اقول وباللہ التوفیق** جناب لوہر ثانی نیچرل اسٹ لاثانی نے جو
یہ تفسیر جدید قرآن شریف کے وہم و خیال سے ایجاد کی جسکی سند نہ کسی حدیث سے ملتی
ہے نہ جمہور امت مرحومہ کے موافق ہے نہ علم حکمت سے مطابق ہے نہ محاورہ اہل لسان
و کتب لغت سے نشان ملتا ہے کچھ ثبوت نہین کہ قوت شیطانی کس قوت کا نام ہے
حالانکہ جسقدر قویٰ ہین سب خادم نفس انسان ہین نہ کوئی سرکشی اور دشمنی کرتی ہے محض
وسوسہ و عداوت روح کسی قوت کا کام ہے۔ جب تک جو ایک قوت مخترعہ کا ثابت نہو
سرے سے تمام خیالات باطل ٹھہر جائینگے۔ اگر یہ معنی مصطلحہ شرعیہ ہین تو کوئی سند پیش کیجیے
مگر یہان ایجاد حضور کا کچھ علاج نہین قیاس فی اللغت بھی ہونے لگا۔ اور جب منطوق آیات
قرانی و احادیث رسول ربانی اور ظاہر الفاظ و سباق و سیاق و تبادر اذہان و طریقہ نظم کلام ہمارے
موافق ہے تو ہمیہ کہنا کہ وجود خارجی ابلیس کا ثبوت پیش کرو عجیب بات ہے۔ خیر ہم بھی حکومت
مان لینگے اور آپکی شہادت کا جواب کتاب و سنت سے دینگے مگر یہ بھی خیال رہے کہ آپ صرف
مانع نہین ہین بلکہ اسقدر دعوی مین خود ہی مدعی ہین کہ ملائکہ سے مراد قوای انسانی ہین اور ابلیس
نام ہے ایک قوت کا جو روح سے معادات رکھتی ہے اور جسکا صرف اغوای انسان ہی کام ہے
اور وہ اطاعت آدم سے ہمیشہ باہر ہے اور سجدہ نام ہے اطاعت قوت کا اور سرکشی نام ہے
انکار سجدہ کا و غیر ذالک من الاوہام۔ اور ہم آپ کے ایجاد کو محض باطل اور تفسیر بالرای اور
انکار نصوص کا بیان کرتے ہین تو اپنے دعوے پر آپکو بھی کوئی برہان پیش کرنی چاہیے ورنہ محض
تحکم و مکابرہ بیفائدہ ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ قاعدہ کلیہ کہان سے نکالا ہے کہ جس چیز کو
آپ حواس بدنی سے معلوم نہ کرسکین وہ معدوم اور وجود خارجی سے محروم ہوتی ہے آخر ملائکہ
اور جن کا وجود خارجی انکار کے لایق نہین ہے وہ کب آپکو محسوس ہوتے ہین۔ اور تبیین الکلام
کے صفحہ ۱۰ مین سدرۃ المنتہی کا وجود قول سے قاضی عیاض کے (قال القاضی ان
سدرۃ المنتہی فی الارض) اور حدیث معراج سے قایم کرکے مطابقت توریت کی ہے

بلکہ دو نہرین چہوٹی دو بڑی اوسکی جڑ مین سے جاری ہوتی بہی تسلیم کی ہین اگر وہ آپ کی سند مطابق
دعوے کے ہوتی تو کسواسطے پیش کیجاتی اور اپنی رای اوسکے خلاف لکہنی منظور ہوتی تو مطابقت
توریت مین کوئی اور آیت یا حدیث لکہی جاتی ہان اسقدر تصرف کیا ہے کہ اپنی طرف سے شجر مذکور
کی یون لکہی ہے (ای شجر علم الخیر والشر) ہر چند یہ معنی مجرد دعوی کے طور پر ہین اور اوسپر کوئی دلیل
نہین لکہی مگر اتنا خیال کر لینا واجب تہا کہ پہر اوسکی جڑ مین سے فرات او نیل وغیرہ کہان سے آنکلیں
او مضمون حدیث معراج سے کیونکر تطابق ہوگا جسمین اوسکے پہل اور پتے بہی موجود ہین لا محالہ تاویل
علیل سے کچہ کام نہین نکلیگا اور وجود فی الخارج ماننا پڑیگا اب ارشاد فرمایئے کہ بخاری کی حدیث المعراج
کو کیا سمجہ کر بحث مشہور یا تہا جسکے الفاظ نقل کیے ہین ورفعت الی سدرة المنتهى فی اصلها
اربعة انهار نهران باطنان ونهران ظاهران فسئلت جبرئيل فقال اما الباطنان
ففی الجنة واما الظاهران فالفرات والنيل اس حدیث کا ترجمہ جناب نے یون لکہا ہے
رسول خدا نے فرمایا کہ مجکو سدرة المنتہی کہا یا گیا اوسکی جڑ تلین (یعنی جہان
وہ ہے) یہ لفظ یعنی جہان وہ ہے باقرار جناب مخاطب کے وجود خارجی پر دال ہے خواہ اوسکو
افلاک پر ٹہراوین خواہ موافق قول قاضی عیاض کے اوسکی اصل زمین پر قیاس کرین) چار نہرین
ہین دو نہرین چہوٹی ہین اور دو نہرین بڑی ہین پہر پوچہا مین نے جبرئیل سے
کہا اونہون نے کہ چہوٹی نہرین باغمین ہین اور بڑی نہرین ہین فرات اور
نیل بلفظہ اس مقام پر مین یہ عرض کرتا ہون کہ باطنان وظاہران کا ترجمہ چہوٹی اور بڑی
اور جنت کا ترجمہ مطلق باغ حضرت نے اسواسطے کیا ہے کہ توریت کی اس عبارت سے مطابقت
ہوجاوے اور اوگایا خدای معبود نے زمین سے ہر درخت اچہا دیکہنے مین او ستہرا
کہانے مین اور درخت زندگی کا بیچ مین باغ کے اور درخت پہچان بہلائی اور
برائی کا اور نہر نکلی عدن سے واسطے سینچنے باغ کے اور وہین سے اکیلی ہوی
اور ہوئین چار دہارین بلفظہ اگرچہ باطن وظاہر کا ترجمہ غلط کیا ہے اور معراج کا قصہ اور جبرئیل سے
پوچہنا جو معنے حقیقی پر اشارہ کرتا ہے اوس سے بہی چشم پوشی کی ہے مگر یہان متعلق باغ عدن کے
ہمارے واسطے حجت قائم ہے کہ اس قسم کے موجودات خارجیہ تسلیم کیے گئے ہین جنکو جواہر

[illegible]

زذ بلکہ وہ بہی
جنت دار الثواب
کا تفسیر کرین
القول الثالث
ویہو قول جمہور
ان ہذہ الجنۃ ہی
دار الثواب الخ
۱۲ منہ

بشری سے خواہ جغرافیہ خواہ دلیل عقلی سے جناب عالی ثابت نہیں کر سکتے ہیں لا محالہ جو کچھ جواب اسکا مجکو عنایت ہوگا وہی بحث ابلیس میں کافی ہوگا فتدبر و لا تکن من الغافلین — علاوہ اسکے ہم نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ واسطے ثبوت وجود خارجی کے حس بصر شرط ہے بلکہ جائز ہے کہ اگر مخبر صادق کی تصدیق سے اور خود خالق ابلیس کے ارشاد سے ثابت ہو جاوے کہ شیطان وجود خارجی رکھتا ہے تو اہل اسلام کے واسطے کافی ہے کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خالق مطلق نے کل اشیاء مخلوق کا علم ہمکو دیا ہے اور ہر شے اس قابل کردی ہے کہ ہم اسکو اپنے حواس سے دیکھ سکتے ہیں بلکہ سچا یہ قول ہے لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۔ جب صاف صریح وجود ابلیس کا قرآن شریف اخبار میں ارشاد ہو گیا ہے اور اوسکو ایسا تسلط دیا گیا ہے کہ وہ ہمکو اغوا کر سکتا ہے اور ہم اغوا حالت کو اپنے میں دیکھتے ہیں تو کیا ضرور ہے کہ تحریف معنوی آیات و احادیث پر کمر باندھیں اور ایسے فلسفی بنکر بیٹھیں کہ جو چیز نظر نہ آوے یا اوسکو لمس مس نکر سکیں اوسکے وجود سے ہی منکر ہوتے چلے جاویں ورنہ قرآن شریف معاذ اللہ معما ہو جائیگا اور کوئی آیت متعلق احکام حلال و حرام و معاد وغیرہ بھی ایسی نرہیگی کہ معنی مجازی ساتھ تاویلات و تخیلات کے قائم نکردی جاویں۔ کما یعلم الفطین الخبیر — اس مقام پر مجکو یہ بھی عرض کرنے کا موقع ہے کہ حدیث معراج کو جناب مخاطب نے قبول کر کے اپنی سند میں پیش کیا ہے تو ضرور ہے کہ اوسکا پورا مضمون تسلیم فرماوینگے پھر تو اونکی تقریرات میں سے کتنی مسئلے خود باطل ہو جاوینگے لہذا پہلے مختصر وہ حدیث معراج مشکوٰۃ شریف سے نقل کی جاتی ہے — عن قتادۃ عن انس بن مالک عن مالک بن صعصعۃ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثہم عن لیلۃ اسری بہ قال بینما انا فی الحطیم وربما قال فی الحجر مضطجعا اذ اتانی آت فشق ما بین ھذہ الی ھذہ یعنی من ثغرۃ نحرہ الی شعرتہ فاستخرج قلبی ثم اتیت بطست من ذھب مملوء ایمانا فغسل قلبی ثم حشی ثم اعید وفی روایۃ ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملئ ایمانا وحکمۃ ثم اتیت بدابۃ دون البغل وفوق الحمار ابیض یقال لہ البراق یضع خطوہ عند اقصی طرفہ فحملت

عليه فانطلق بي جبريل حتى اتى السماء الدنيا فاستفتح فقيل من هذا
قال جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا
به فنعم المجيء جاء ففتح فلما خلصت فاذا فيها ادم فقال هذا ابوك
ادم الى قوله ثم صعد بي حتى اتى السماء الثانية فاستفتح الى قوله ثم صعد بي
الى السماء الثالثة فاستفتح الى قوله ثم صعد بي حتى اتى السماء الرابعة فاستفتح
الى قوله ثم صعد بي حتى اتى السماء الخامسة فاستفتح الى قوله ثم صعد بي
حتى اتى السماء السادسة فاستفتح الى قوله ثم صعد بي الى السماء السابعة
فاستفتح الى قوله ثم رفعت الى سدرة المنتهى فاذا نبقها مثل قلال هجر
واذا ورقها مثل اذان الفيلة قال هذا سدرة المنتهى فاذا اربعة
انهار نهران باطنان ونهران ظاهران قلت ما هذان يا جبريل قال
اما الباطنان فنهران في الجنة واما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع
الى البيت المعمور ثم اتيت باناء من خمر واناء من لبن واناء من
عسل فاخذت اللبن فقال هي الفطرة انت عليها وامتك الخ متفق عليه

اس حدیث سے جو حضرت مخاطب نے سند توافق تورنت مین ساتہ ملت
اسلام کے پیش کی ہے ثابت ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلعم لیٹے ہوے
تہے کہ ناگہان آیا انکے پاس فرشتہ پہر چیرا اوسنے گڑہے سے
حلق کے زیر ناف تک پہر نکالا دل کو پہر فرمایا حضرت نے کہ لایا گیا
لگن سونیکا بہرا ہوا ایمان سے پہر دہویا گیا دل میرا پہر بہر اگیا دل میرا پہر اصلی جگہہ پر رکہا گیا اور ایک
روایت مین ہے کہ پہر دہویا گیا پیٹ یعنی اندر کی چیزین زمزم کے پانی سے پہر بہر اگیا ایمان و
حکمت سے پہر لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور اونچا گدہے سے سفید رنگ کہا جاتا
براق رکہتا تہا قدم نزدیک تمام ہونے نگاہ کے پہر سوار کیا گیا مین اوسپر پہر لیگیا مجکو جبرئیل یہانتک
کہ آیا نیچے آسمان دنیا کو پہر کہلوانا چاہا جبرئیل نے دروازہ آسمان کا اوسکے دربانون سے اونہو
پوچہا کون ہے کہا جبرئیل نے کہ مین ہون جبرئیل کہا اونہو نے کون ہے تیرے ساتہ کہا محمد صلعم

نہین کہا فرشتون نے کیا تمہارے ساتھ آتے ہین بلاتے ہوئے کہا جبرئیل نے ہان کہا فرشتون نے
مرحبا محمد صلعم کو پھر کہا فرشتون نے کیا اچھا آنا آیا پھر جب داخل ہوا مین آسمان مین تو ملاقات کی
آدم علیہ السلام سے اور اونکو سلام کیا اسی طرح ہر ایک آسمان مین داخل ہوکر وہی گفتگو دربانون سے کرتے
ہوئے اور انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرتے ہوئے سدرۃ المنتہی تک پہونچے جسکے پھل ہجر کے
مٹکون کے برابر تھے اور پتے اوسکے ہاتھی کے کانون کے برابر تھے ناگہان وہان چار نہرین تھین
دو نہرین چھپی ہوئی اور دو ظاہر کہا جبرئیل نے یہ دو نہرین چھپی ہوئی بہشت مین ہین اور دو نہرین
ظاہر نیل اور فرات ہین پھر کہا گیا مجکو بیت المعمور پھر لایا گیا میرے لیے ایک برتن شراب کا
دوسرا دودہ کا تیسرا شہد کا پھر اختیار کیا مین نے اونمین سے دودہ کو تب کہا گیا مجھے کہ یہی
فطرۃ اور تیری امت کی ہے الی آخر القصہ —— اب خاکسار یہ التماس کرتا ہے کہ شق
صدر حضرت کا اور براق کا وجود خارجی اور وجود سات آسمانونکا اور انمین ہونا دروازون کا او
نمین ہونا دربانونکا اور وجود سدرۃ المنتہی کا اور اوسمین سے دو نہرونکا بہشت مین جانا اور
دو نہرونکا دنیا مین آنا اور بیت المعمور کا وجود خارجی ہونا دلالت الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوا
پھر وجہ انکار کی کوئی نہین رہی اور جب حضرت مخاطب نے سدرۃ المنتہی کا وجود خارجی
تبیین الکلام مین مان لیا گو اوسکی جڑ زمین مین موافق قول قاضی عیاض کے تسلیم کی ہو
تو اب کس منہ سے دعوی کرتے ہین کہ حواس ظاہری سے جو شئے محسوس نہو وہ معدوم محض
ہے قاعدہ کلیہ اونکا باطل ہو گیا اور بعد تسلیم حدیث کی صحت حدیث مین بھی کلام نرہا ابھو
سوائے اسکے تشبیہات و استعارہ و محاورات متعلق وجود افلاک و بیت المعمور و براق
وانہار جنت و شق صدر وغیرہ کی اپنے خیالات سے بنائے جاوین اور کچھ چارہ نہین رہا تو یہ ہمارے
جناب مخاطب خدانخواستہ ایسے متعصب نہین ہین کہ حق پسندی کو چھوڑ دینگے غالبا اپنے
اصرار و سخن پروری سے باز آوینگے اور آیات و حدیث کو ہرگز معما و چیستان نہ بناینگے انشاء اللہ تعالی
—— اور اب ہمارا یہ بھی سوال ہے کہ قرآن شریف مین جو قصہ یاجوج ماجوج کا مذکور ہے اوس قسم کی
تفصیل آپ کے یا کسیکے مشاہدہ مین آئی ہے یا کتب جغرافیہ مین کہین دیکھی ہے شق اول مین
ضرور ہے کہ ثابت کیجیے اور شق ثانی مین اقرار کرنا پڑیگا کہ جو چیز حواس انسانی سے نظر نہ

وہ معدوم الحقیقت اور وجود خارجی سے خارج نہین ہوتی اور التشریح الملعونہ فی القرآن
بھی کیا آپ نے دیکھا ہے اور اوسکے باب مین کیا ارشاد ہے فائدہ مجکو خیال ہوتا ہے
کہ جناب نیچر تاب جب کوئی سفرنامہ دیکھینگے تو وجود افلاک کے انکار پر فلاسفہ جدید اہل یورپ کی
تقلید پر آمادہ ہونگے گو تقلید ائمہ دین کو ضلالت اور اندہا پن سمجہتے ہین مگر اہل یورپ جو کچھ فرماتے ہین وہ
بسروچشم قبول کر لیتے ہین خواہ اونمین اختلاف بھی موجود ہو اور خود بدولت نے بھی اونکے
دلائل پر علم قطعی حاصل نکیا ہو سرا وہی معتمد سمجھکر قرآن وحدیث سے اعراض کرنا جائز ہی
لا محالہ یہی ارشاد ہوگا کہ سنگر گلیلیو جو کچھ لکھ گیا ہے آمنا بہ اور برخلاف حدیث معراج مین کلام
کرنے لگین گے اور نیتوتن الکلام ہے کو اوسسے بھی دور بھاگین گے حالانکہ میری دانست مین
فلاسفہ جدید کا یہ حال ہے کہ وہ نظام شمسی مین دو قسم کے خیالات رکھتے ہین بعض جسقدر علم ہندسہ
سے قریب و بعید باہمی کواکب کا اور اونکا قطر وغیرہ دریافت کیا ہے متاخرین اوسکو قطعاً تسلیم
کرتے ہین اور افلاک کے باب مین اونکا اسی قدر قول ہے کہ ہمکو دوربین کے ذریعہ سے
نظر نہین آتے ہین پھر بھی بعض فلاسفہ کواکب ثوابت کے ساتھ آسمانون کو مانتے ہین مگر
سیارون سے بے علاقہ جانتے ہین اور دوربین کے اعتماد سے خود سنگر گلیلیو نادم اور حیران
ہوگیا تھا جب شیشون کی غلطی دیکھی تو گھبرا گیا تھا اور اپنی غلطی کے ظہور سے ڈرتا تھا جب خود
اوس حکیم فلسفی کا یہ حال ہے تو محض اوہام وظنون فلاسفہ جدید پر تکیہ کرنا اور اوس مسئلہ کو مان لینا
جسکی قطعیت ابتک ثابت نہین ہوئی اور اوسکے مقابلہ مین کلام الہی واحادیث نبوی سے
ہاتھ دہو بیٹھنا کسقدر ناعاقبت اندیشی ہے ممکن ہے کہ آئندہ بذریعہ کسی ایجاد دوربین کے
حکماء یورپ وجود افلاک کے قائل ہوجاوین تو یہ تفسیر آیات بینات قرآنی کے جواب کی
کی گئی ہے کہان جائیگی گویا یہ نتیجہ نکلیگا کہ قرآن شریف کے معنے بیان کرنا منحصر اہل یورپ کی
مرضی پر ہے جدہر وہان کی ہوا پہرے اودہر یہان ایمان بھی پہرنے لگے ہین اس مقام پر خیال
کرتا ہون کہ حضرت مخاطب شاید میرے اس قول کی تصدیق مین تامل کرنے لگین سنگر گلیلیو
وغیرہ کا جو حال بیان ہوا وہ کسی کتاب علم ہیئت سے ثابت بھی ہے یا نہین لہذا مجکو ضرور
ہوگا کہ عبارت انگریزی کتاب کی مع ترجمہ حضور اعلیٰ مین پیش کرکے دکھا دون بایں ہمہ

کتاب اول رسالۂ ہیئت مولفہ مسٹر چیمبر صاحب مین مکتوب سوم جو مسٹر
گلیلیو صاحب نے بنام ولسر کے مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۶۱۲ع لکہا ہے صفحہ ۱۲۳
باب ۱۲۲ مین ہے اور وجہ اوسکے لکہنے کی یہ ہوئی ہے کہ اوسکو پہلے بذریعہ دوربین
کے معلوم ہوا تہا کہ زحل بشکل بیضاوی ہے اور گرد اوسکے دو چہوٹے چہوٹے
ستارے ساتہ ہین بعدہٗ بملاحظۂ ثانی سے غلطی ملاحظۂ اول مین باقی تہی
وہی زحل ستارہ بشکل مستطیل نظر آیا اور دونو ستارے چہوٹے چہوٹے معدوم
تہے تب وہ نہایت حیرت کے ساتہہ لکہتا ہے کہ بہ نسبت ایسے تبدیل
عجیب کے کیا کہون کیا یہ دو چہوٹے ستارے مثل نقاط آفتاب کے معدوم ہو گئے
یا شاید زحل نے اپنے دونون بچون کو کہا لیا یا یہ ہیئت محض وہمی و فریب
تہی جو ایک دوربین کے شیشون نے مجہکو اور دوسرونکو جنہین مین نے دکہایا تہا
دہوکے مین رکہا ہے اب شاید وہ وقت آپونہچا کہ جو لوگ تجربات جدیدہ کو محض
مغالطہ اور غیر ممکن الوجود ثابت کرنے مین کوشش کرتے ہین انکی سوکہی ہوئی
امید سرسبز ہو جاوے ایسی حیرت انگیز نادر غیر متوقع حالت مین اب مین کیا کہون
تنگی فرصت اور غیر متوقع واقعہ اور ضعف فہم اور خوف غلطی نے مجہکو سخت گہبرا دیا
ہے انتہی محصلہٗ اور طرفہ یہ کہ دوربین کے ذریعہ سے جو دو ستارے زحل کے پاس ٹہرائے
گئے تہے بعد پچاس برس کے معلوم ہوا کہ وہ ستارے ہی نہ تہے تب یہ مان لیا گیا کہ وہ حلقے
زحل کے نور کے ہونگے جو کبہی نظر آتے ہین اور کبہی غائب ہو جاتے ہین اور گفتگوی اول
و دوم بحث علم ہیئت مندرجہ کتاب سوال و جواب مسٹر جوائس صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴
سیفتی فلک دایلاک بہی ملاحظہ کیجیے جسکا ترجمہ بطور حاصل معنی کے برعایت الفاظ یہ ہے
سوال کیا ثوابت کبہی اپنی جگہہ سے نہین ہلتے ہین جواب باعتبار آسمانون کے وہ گرد
قطب کے متحرک معلوم ہوتے ہین لیکن باعتبار مواقع آپس کی ایک ہی جگہہ پر وہ ہمیشہ قائم ہین
یا ونکو مقابلہ سیارات کے جنکی جگہہ بہ نسبت ثوابت کے اور نیز بہ نسبت آپس کے بدلا کرتی
ہین ثوابت کہتے ہین سوال مجہے شک نہین کہ قطب شمال کے معلوم کرنے مین [illegible]

آنے سے دقت کم ہوگی جواب مین اوسکو اور دوسرے ستارون کو جو شب گذشتہ مین بتاتے ہین
بخوبی دریافت کرونگا اگر اونکی جگہہ بدلی ہوگی وسے بہ نسبت یکدیگر کے ہمیشہ ایک ہی مقام پر قایم
ہین گو اونکے مقامات باعتبار آسمانون کے باوقات وایام مختلفہ متبدل معلوم ہوتے ہین فقط
اتنہو ظاہر ہوگیا کہ فلاسفہ جدید کو اپنی دوربینون کے ذریعہ سے دیکھنے پر قطعی جزم و یقین نہین
ہے اور وہ خود ہی غلطیان پاتے ہین اور اپنے تجربات سے شرمندہ ہوتے ہین اور بعض فلاسفہ یہ
بہی کہتے ہین کہ اتبک حرکات ثوابت کے متعلق وجود افلاک سے انکار نہین کرتے پس جبکہ حال
ہے تو کل مسائل ہیئت جدیدہ کے مانند اصول موضوعہ اقلیدس کے قطعی ٹہرالینا عبث ہے
کیونکہ منطوق آیات قرآنی واحادیث رسول ربانی سے اعراض کیا جاوے مجکو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ حکماے جدید کو وجود و عدم افلاک مین زیادہ بحث نہین ہے وہ اسقدر کہتے ہین کہ ہمکو شیشون کے
ذریعہ سے ابتک نظر نہین آتے ہین اسواسطے ہم اقرار وجود کا نہین کرتے ہین مگر مین یہ کہتا ہون
کہ ہمیشہ ایجاد جاری ہے اور نئے نئے شیشے دوربین کے بنتے جاتے ہین کئی سال پہلے اسقدر
ستارے دوربینون سے نظر نہ آتے تھے جو بعدہ معلوم ہونے لگے اسیطرح اگر کسی وقت مین افلاک
بہی نظر آنے لگین تو کیون ناامید ہونا چاہیے یا یہ خیال کرنا لازم ہوگا کہ افلاک محض شفاف ہین شعاع
اور چمک دمک نہین رکہتے ہین جو مثل ستارون عکس اونکا آنکہہ مین پڑے دیکہو ہوا اگرچہ اسقدر
شفاف نہین ہے تو بہی دوربین سے نظر نہین آتی ہے پہر کیا ضرور ہے کہ دوربین سے نظر
نہ آنے کو قطعی مان لیا جاوے اس مقام پر ہم یہ کہنا بے موقع نہین سمجھتے ہین کہ ہماری کتاب
آسمانی مین صرف وجود افلاک کا ذکر ہے الا یہ بیان نہین ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے ہین
یا نہین پس اگر ہیئت قدیمہ کو مانا جاوے تب تو وجود افلاک مین کلام ہی نہین ہے باقی رہی ہیئت
جدیدہ اوس سے بہی تکذیب قرآن کی نہین ثابت ہوتی ہے کئی وجہ سے اول قرآن شریف قطعیات
مین ہے اور دوربین سے نظر آنا خود ہی محل بحث و نظر ہے بانی مبانی علم ہیئت جدیدہ کا اوسکی
نسبت آزمائی کرتا ہے جیسا کہ ہم لکہہ چکے اور بعض فلاسفہ قطعاً منکر بہی نہین ہین دوم اسوقت
تک نظر نہ آنے سے لازم نہین آتا کہ آیندہ بہی امید منقطع ہے کیونکہ بہت سے سیارے پہلے
معدوم سمجھے جاتے تھے اور بعدہ معلوم ہوگئے سوم کیا ضرور ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے ہون

جائز ہے کہ سیارے موافق نظام شمسی جدید کے گردش کرتے ہون اور فلک کی حرکت کے تابع نہون
ہیئت قدیمہ کی تصدیق یا تکذیب قرآن مین کہان مذکور ہے چہارم جائز ہے کہ زمین ساکن ہو
اور آفتاب اوسکی گرد گردش کرے کوئی استحالہ عقلی نہین ہے یا ممکن ہے کہ زمین گرد آفتاب کے
گردش کرے دونون حالتون مین اختلاف فصول کا اور واقع ہونا خسوف کسوف کا اور تقسیم اقالیم
کی و کمی بیشی مدت لیل و نہار کی یکسان رہیگا اور پہر جب قرآن مین زمین کی حرکت و سکون کا تذکرہ
نہین ہے تو ہیئت جدیدہ سے کیا نقصان قرآن مین آتا ہے اور قرآن شریف کب بتاتا ہے کہ آسمان
مین ثوابت جڑے ہین اور وہ زمین ساکن کے گرد ۲۴ گہنٹے مین گردش کرتا ہے جائز ہے
کہ ثوابت جڑے ہی ہون اور زمین پورب سے پچہم کی طرف اپنے مرکز پر گہومتی ہے اور گردش
افلاک بہ متابعت گردش زمین ہو اور جائز ہے کہ افلاک فوق حقیقی اور منتہی تمام عالم اجسام کے ہون
اور محدد جہات ٹہرین اور تمام کواکب سے فوق رکہتے ہون جہان تک دوربین کام نہین کرتی
ہے پہر کیا وجہ ہے کہ استحالہ عقلی وجود افلاک پر قائم کر لیا جاوے فلک اول مین قمر اور چہارم
مین شمس کا جڑا ہوا ہونا قرآن مین نہین آیا ہے اور جائز ہے کہ تمام ہیئت جدیدہ آیندہ غلط نکلے
جیسے ہزار ہا برس کی ہیئت ایک دم سے چند نظر بازون نے غلط بتادی ہے کیا آیندہ دوربین
سے دیکہنے والے نہ پیدا ہونگے ہمارے واسطے خالق الارض والسموات کی گواہی کیا کم ہے
جو ہم فلاسفہ جدید کا منہ تکتے رہین اون سے پوچہہ پوچہہ کر قرآن کے معنی بدلتے رہین الحاصل مجرد
وجود افلاک کا اور انکا گردش کرنا اور اونکے متعلق باعتبار حقیقت مخصص کرنے کے کواکب کا شکل
پر صحیح واقع ہونا اور اونکے جسم کا قابل انشقاق و انفطار ہونا ہرگز ایسا مسئلہ نہین ہے کہ بعد تسلیم
ہیئت جدیدہ کی بہی وجود افلاک سے انکار کرنیکی ضرورت خواہ مخواہ اوپڑے یا قرآن شریف معاذ اللہ
غلط قرار پاوے شاید کوئی یہ خیال کرے کہ قرآن مین گہومنا سورج اور چاند کا بہی مذکور ہے یعنی
یہ تو مخالف ہیئت جدیدہ کا ہوا ہم کہتے ہین ہرگز مخالف ہیئت جدیدہ یا قدیمہ کی نہین ہے قدیمہ
تو اب کچہہ بحث نہین ہی رہ گئی جدیدہ اوسمین ثابت ہے کہ قمر گردش کرتا ہے اور اوسکی گردش
ایک مقدار معین سے کے طور پر ہوتی ہے باقی رہا شمس اوسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ
اپنے مرکز پر گہومتا ہے پندرہ روز مین اوسکا دورہ ختم ہوتا ہے کیونکہ چند داغ سیاہ جو اوسکے

جسم ہین ہین پیدا ہوین روز نظر آتے ہین اور بعض کا قول یہ ہے کہ شمس مع تمام نظام شمسی کی تابع
حرکت دیگر شموس کا ہے جنکا عکس بہ سبب بُعد کثیر کے ابتک زمین پر نہین پہونچا ہے تحقیق ہم
حرکت و دورہ شمس کا ہر حال مین مان لیا گیا ہے گو زمین کے گرد گھومنے مین رہے اختلاف
ہے اور کثرت رای عدم کی طرف گئی ہے پس وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا کسی طرح غلط نہین
ہو سکتا نہ ہیئت جدیدہ سے نہ ہیئت قدیمہ سے — چونکہ یہ رسالہ بحث افلاک تمام کرنے کے
لایق نہین ہے یا نحن فیہ دوسری بات ہے لہذا اولاً تو علم ہیئت پر پورے بحث کرنیکا مجکو
موقع نہین ملا ہے انشاء اللہ کسی علیحدہ رسالہ مین بشرط فرصت لکھنے کا ارادہ ہے —
اور طول تقریر کو اسقدر مختصر مضمون پر ختم کرتا ہون — کہ جناب مخاطب کو ہرگز زیب
نہین دیتا کہ بعد تصنیف تبیین الکلام کے وجود افلاک سے پہلا قیا ہوا وغیرہ مراد لی سکین
گو اپنا مذہب بھی بیان کر چکے ہین کہ آسمان سے مراد پہلاو ہے مگر خود ہی یہ بھی لکھہ چکے ہین
کہ ہوا اور کواکب سے علیحدہ خدا نے افلاک بناتے ہین جیسا کہ ترتیب سے ظاہر ہے
جب یہ حال ہے تو کواکب کو خواہ ہوا کو خواہ ابر کو یا وسعت محضہ کو فلک ٹھہرانا محض
تحکم ہوگا اَلْمَرْءُ يُؤْخَذُ بِاِقْرَارِهٖ ——— اور مولوی سید مہدی علی صاحب
کی تقریر متعلق افلاک کی نسبت آمنا او رصدقنا کیونکر پکارینگے خود تو یہ فرما چکے ہین
کہ کتب سماویہ سابقہ پر میرا مضبوط اعتقاد ہے اور توراۃ کی تفسیر کو ملت اسلام
سے مطابق کرنے پر کوشش کر چکے ہین اب مین تبیین الکلام کے صفحہ ۳۰ کی عبارت
لکھتا ہون وہی ہذہ — جب عالم شہادت اوسنے پیدا کرنا چاہا تو سب سے
پہلے پانی پیدا کیا پھر اندھیرا پھر نور پھر ہوا پھر آسمان پھر زمین پھر نباتات
پھر سورج چاند ستارے پھر حیوانات پھر حضرت انسان اور
یہی مذہب — عالم شہادت پیدا ہونے مین ہم مسلمانون کا ہے
انتہی بلفظہ — اب مین عبارت انگریزی مسند لہ اپنی بعینہ لکھتا ہون*

Chamber's Descriptive Astronomy, Book I, Chapter XI, Page 123.

Copy of Gablio's 3rd letter to Welsor, Dec. 4, 1612.

WHAT is to be said concerning so strange a metamorphosis? Are the two lesser stars consumed after the manner of star spots? Have they vanished or suddenly fled? Has Saturn perhaps devoured his own children? Or were the appearances illusion or fraud, with which the glasses have so long deceived me, as well as many others to whom I have shown them? Now perhaps is the time came to revive the well-nigh withered hopes of those who quitted by more profound contemplations, have discovered the fallacy of the new observations and demonstrated the utter impossibility of their existance. I do not know what to say in a case so surprising, so unlooked for, and so novel. The shortness of the time, the unexpected nature of the event, the weakness of my understanding, and the fear of being mistaken have greatly confounded me.

Scientific Dialogues, by Rev. J. Joyce,

Astronomy. Conversation II, Page 103.

JA.—But do they never move from their place.

FA.—With respect to the whole heavens they seem to move round the polar star; but they always remain in the same apparent relative position with respect to each other. Hence they are called fixed stars, in opposition to the planets, which like our earth are continually changing their places both with regard to the fixed stars, and to themselves also.

Conversation III, Page 104.

FA.—I have no doubt that you will have very little difficulty in discovering the north polar star soon, as we go into the open air.

JA.—I shall at once know where to look for that, the other stars which you pointed out last night if they have not changed their places.

FA.—They always keep the same position with respect to each other, though their situation, with regard to the heavens will be different at different seasons of the year, and in different hours of the night.

بعد فارغ ہونے کے بحث افلاک سے شاید ہمارے جناب مخاطب کو یہ شبہ باقی رہے
کہ زمین کا گرد آفتاب کے گھومنا صحیح ہے اس سبب سے ہیئت قدیمہ خواہ وجود افلاک
مین پہر بہی تردد کا مقام ہے ہم کہتے ہین کہ تمام بحث علم ہیئت لکہنے کا موقع اس رسالہ
نہین ہے لہذا جیسے چاہیے تقریر جامع و مانع کسی دوسرے رسالہ مین لکہ سکتے ہین — الا
ایک سوال کیا جاتا ہے پہلے اسکا جواب شافی تجویز کر لیا جاوے اوسکے بعد حرکت
سالانہ ارض پر گفتگو کا مضایقہ نہین یعنی یہ امر مسلم ہے تمام حکما جدید کے نزدیک
ارجو حرکت ارض کے قائل ہین کہ قوت کشش شمس کی اور قوت بہاگتی زمین کی آپسمین غالب
ومغلوب نہین ہین ورنہ ضرور ہوتا کہ یا تو زمین بحرکت مستقیمہ شمس سے دور بہاگ جاتی یا
شمس اپنی قوت سے زمین کو بلا لیتا اور یہ بہی وہ تسلیم کرتے ہین کہ جو حلقہ زمین کی گردش
کا گرد آفتاب کے ہے وہ مدور اور کروی نہین پڑتا ہے بلکہ بیضاوی پڑتا ہے — ہم
کہتے ہین کہ قوت جاذبہ شمسی قریب و بعید سے مساوی نہین رہ سکتی کما لا یخفی تو ضرور ہے
کہ اگر زمین گرد شمس کی حرکت سالانہ کرتی ہو حلقہ اوسکے دورہ کا ٹہیک گول واقع ہو جیسا
کہ ہر طرف سے آفتاب گول ہے مگر جب ایسا نہین ہوگا اور بیضاوی مان لیا گیا ہے تو
جسوقت زمین اوس گوشہ وسعت کی طرف جائیگی جو بہ نسبت سابق کے شمس سے بعید
واقع ہے تو اوسقدر قوت جاذبہ شمسی نرہیگی جو قریب مین تہی اور زمین کی قوت بہاگنے
کے جو مستقیم ہے غالب آویگی پہر کوئی وجہ نہین ہے کہ زمین بلا تفاوت مدت دورہ کے
اور بغیر تبدیل کیفیت سرعت و بطوء حرکت کے دائرہ بیضاوی قبول کرکے پہر اپنے
تئین گرد شمس کے بمجبوری لاوے اور اپنی حرکت طبعی چہوڑ دے بلکہ سیدہی بہاگ جائیگی اور
پہر شمس کے پاس کبہی نہ آئیگی اس شبہہ کا جواب کتاب علم ہیئت مولفہ ہرشل صاحب و
چمبر صاحب و نیوٹن صاحب وغیرہ مین جو اسوقت میرے پیش نظر ہین ایسا ہی نہین
ملا کہ مین اوسکا ذکر کرون لہذا مین نہین تسلیم کرتا ہون کہ زمین کی حرکت سالانہ کا
دعوی کسی برہان قطعی سے ثابت کیا گیا ہے اور میری سند المنع کا رفع کرنا بہی مدعیان
حرکت سالانہ ارضی پر واجب ہے اس مقام پر مت خیال کرو کہ حرکت سالانہ ثابت

نہو سکے کہ حرکت ہر روزہ پورب کی طرف پچھم سے ابتک غیر مخدوش ہے — ہم یہ کہتے ہین کہ
جب سارا قصہ نظام شمسی کا غارت ہوگیا تو پھر حرکت روزانہ کس طرح درست ہوگی اور نئی
ہیئت ایجاد کرنی پڑیگی خیر پہلے سالانہ حرکت کا ثبوت ہم دیکھتے ہین اوسکے بعد پوچھ لینگے کہ حرکت
روزانہ طبعی ہے یا قسری ہے یا ارادی ہے اور اوسکی وجہ کیا ہے اور نظام شمسی پھر کیونکر
صحیح ٹھہریگا فتدبر — الحاصل جو لوگ صرف افلاک کے معنی بُعد مجرد یا پہلاو کے لیتے ہین
اونکو اوس مضمون کی طرف بھی خیال رہے جسکے واسطے قرآن مجید مین فرمایا گیا ہے
یَوۡمَ نَطۡوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلۡکُتُبِ الآیۃ وغیر ذالک من الآیات حضور والا بہی
ہیئت کے ہر مسئلہ جدیدہ کو تو برہان سے قطعی کر دکھاوین اوسکے بعد قرآن مین معنی پہنا دین
اور آسمان و زمین کے قلابے ملا دین — علم مساحت و علم ہندسہ کے ذریعہ سے جسقدر
قرب و بعد آپس کا اور مدت ستارون کی گردش کے بعض حالات مین حکماء جدیدہ نے
بیان کیئے ہین وہ تو اس قابل ہے کہ اوسپر بحث کیجاے باقی جو احتمالات محض قایم کیے ہین
مثلاً ایک شمس کا مع کل نظام شمسی کے تابع ہونا حرکت شمس ثانی کا اور اوسکا ثالث کا
اور اوسکا رابع کا الی غیر النہایت — یا حرکت شمس کی ارادی ہونے یا قسری ہونے وغیرہ
من الخیالات ابتک قطعیات مین سے نہین ہے ہان درسی کتب جو مدارس مین پڑہائی
جاتی ہین اونمین تسلیم کے بعد حالات لکھے جاتے ہین نہ بطور ادلہ اثبات ہیئت جدیدہ کے
اوس سے کیا کام نکلیگا اور کیون قرآن شریف مین شک آویگا کما یعلم من لہ وجدان سلیم
— اور مخفی نہ رہے کہ حدیث معراج کو نیچر اور فلسفیت جدیدہ پیش کرکے اب ہنسی ٹھٹھو مین
اوڑا دینے کی گنجایش نہی اسی واسطے مین نے تہوڑی سی بحث افلاک کی لکھ دی ہے
اب مین اپنی اصل مبحث کی طرف رجوع کرکے عرض کرتا ہون کہ وجود خارجی جنکا قرآن
شریف سے ایسا ثابت ہے کہ انکار اوسکا محض مکابرہ ہے تمام قرآن پڑہنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ بہت آیات بینات مین جن و انس کو مکلف ساتہ ایمان کے ٹھہرایا گیا ہے اور یہہ بہی
فرمایا کہ اگر جن و انس دونون جمع ہوکر چاہین کہ ایسا قرآن بنا لاوین تو ہرگز نہ لا سکینگے اور یا معشر الجن
والانس ارشاد ہوتا ہے اور کفر اختیار کرنے پر وعید عذاب نار کا بہی جن و انس کو واسطے

مساوی آیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جن واسطے سننے قرآن شریف کے حاضر ہوئے اور جنکی بابت
اور حقیقت بھی ارشاد ہوئی ہے چنانچہ فرمایا ہے خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ
اور دوسری آیت مین مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ پس وجود خارجی جنکا انکار مستبعد ہے مجکو
صاف معلوم ہوا ہے کہ جناب مخاطب وجود خارجی کے منکر ہین اگر اب انکار کرینگے تو بہت
سی آیات قرآنی و احادیث رسول ربانی پیش کرونگا اور سورہ جن بھی پڑہ دونگا اور اوپر کی
دو آیات کا جو مین نے نشان دیا ہے وہ بھی ثبوت کافی ہے اس دعوی کا کہ حقیقت جنکی ناری
ہے جیسی کہ انسان کی طینی سی ہے اور کیونکر کوئی ذی علم غافل ہوگا کہ وجود ملائکہ کا نوری ہے
اور جن کا ناری اور آدم کا خاک سے ہے اگر اسکی بھی کوئی سند چاہیے تو مشکوٰۃ شریف
کی ایک حدیث تبرکاً لکہے دیتا ہون عن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال خلقت الملائکۃ من نور وخلق الجان من مارج من نار وخلق آدم مما وصف لکم
ابتو کچھ شک نہ رہا کہ جن کا وجود خارجی ہے بلکہ قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن تابع
حضرت سلیمان علیہ السلام کے رہتے تھے اور حضرت سلیمان نے وہ حکومت حاصل کی تھی
کہ بعد اونکے کسیکو نہوگی چنانچہ اونکی دعا کا قبول ہونا بھی اس باب مین قرآن و حدیث سے
ثابت ہے اگر جن کا وجود خارجی نہوتا تو کیونکر بعض انبیا کی حکومت مین مسخر رہ سکتے — اور اسمین
بھی شک نہین کہ جن بہ نسبت انس کے زیادہ قوی ہوتے ہین — اور انسان یا حیوان
کی شکل بھی بنا سکتے ہین بلکہ ملائکہ بھی صورت بنا سکتے ہین اور یہی وجہ تھی کہ ملائکہ انسانی شکل
مین انبیا علیہم السلام کے پاس حاضر ہوتے قرآن مجید مین اونکا ذکر ہے اور جن بھی خدمات
لائقہ اپنے حضور مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے بجا لاتے رہے جب حضرت سلیمان
کی وفات ہوئی تب قید سے چھوٹنا اونکا اور اپنی غیب دانی کے دعوے سے شرمانا بھی کلام مجید
مین آیا ہے اور جنمین کافر و فاجر و مومن و صالح ہر قسم کے ہین یہ سب حالات قرآن و حدیث سے
مین لیے اونسے گئے ہین غالباً کوئی انکار نکریگا — ہان اپنی پرورش سخن کی اگر جناب مخاطب انکار
کر جاوین تو مجبوری ہے احتیاطاً چند آیات بینات لکہی جاتی ہین — اولاً حضرت سلیمان
خدمت مین کام کرنا جنون کا جس آیت مین مذکور ہے اوسکے الفاظ یہ ہین وَمِنَ الْجِنِّ

مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ الآیۃ

دوم جن کا استراق سمع کے واسطے چڑہنا آسمان کی طرف اور شہاب ثاقب سے سزا پانا قرآن مجید مین وارد ہوا ہے وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا وغیر ذالک من الایات سوم خوراک بھی جنکی حدیث مین بتادی ہے چنانچہ ترمذی مین ہے عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فانہا زاد اخوانکم من الجن اب ہم یہ دعوی کرتے ہین کہ شیطان رجیم بھی ایک نوع ہے جن کے اور اسکی ثبوت مین اپنے شواہد پیش کرتے ہین اولا صاف صاف قرآن مین آیا ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ دوم جسطرح اور جن حضرت سلیمان کے خادم تھے اوسی طرح اُنکی نوع مین سے شیاطین بھی خدمات لائقہ متعلقہ اُنکی بجالاتے تھے چنانچہ قرآن مین مصرح ہے — وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ظاہر ہے کہ دریا مین غوطے لگاکر اشیاء بحری کا نکالنا اور اوسکے سوا دوسرے کام کرنا قوت بہیمیہ کا کام نہین ہے سوم جسطرح جن استراق سمع کے واسطے جاتے ہین اونہین مین شیاطین بھی ویساہی کرتے ہین چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ پہر دوسری آیت مین فرمایا ہے وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ — چہارم جسطرح جن کا وجود نار سے خدا نے بیان فرمایا ہے اسی طرح شیطان کا بھی ظاہر کردیا ہے خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۰ فائدہ یہان نار کا لفظ بمقابلہ عنصر ثانی طین کے وارد ہے جو عنصر نار حقیقی پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ لفظ طین اپنی حقیقت پر محمول ہے اور اسی تقابل سے ابلیس نے یہ قیاس کیا کہ عنصر نار لطافت و نورانیت وحدّت مین عنصر طین سے اعلی و اشرف ہے لہذا مجکو بادہ وجود آدم

لعنی تو استنجا کرو لید اور ہڈیون سے کہ وہ خوراک ہے جنون کی ۱۲ منہ

فضیلت ہونی چاہیے اور بے تکلف انا خیر منہ کہنے لگا علاوہ اسکے نار کا لفظ مطلق وارد
ہوا ہے واللفظ اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل اور فرد کامل نار حقیقی ہے
نہ مجازی لیس اول جناب مخاطب کے خلاف تبادر اذہان و اصول و سیاق و سباق آیات
و محاورہ اہل لسان ہے کما لا یخفی ـــ اتنا تو یہ ثابت ہوگیا کہ شیطان بھی ایک نوع ہے
جن کی تو پھر اوسکے وجود خارجی میں کیا کلام رہا ـــ فائدہ بعض مفسرین نے جو بطور احتمال
کے ابلیس کو ملایک میں معدود کیا ہے اور ملایک کے بھی اقسام مقرر کیے ہیں اور انمیں
سے بعض کا مادہ وجود نار سے قرار دیکر اونہی میں ابلیس کو داخل سمجھا ہے وہ قول بھی مفید
مخاطب نہیں ہو سکتا کیونکہ وجود خارجی ملایک کا قایل انکار نہیں ہے تو وجود خارجی ابلیس کا
بھی احتمال مذکور میں مان لینا پڑیگا اور پھر بھی قوت انسانی کا نام ابلیس نہ ٹھہریگا اور جب وہ ملایک
نار سے بنے ہوں تو گویا ایک قسم جن کی ٹھہرینگی اور قرآن مجید سے اوس احتمال کا ثبوت بھی نہیں
ہوتا غایت درجہ وہ شبہ استثناء متصل سے پیدا کیا گیا ہے مگر اوسکا جواب بھی مفسرین نے
بخوبی دیدیا ہے یعنی ابلیس کو ایسا شمول ملائکہ میں حاصل تھا کہ گویا اونہیں میں معدود گنا جاتا تھا
تفسیر عزیزی میں بھی اس بحث کو تفصیل کے ساتھ لکھدیا ہے دیگر اور مفسرین نے بھی طرح
طرح سے جواب لکھا ہے ـــ اور استثناء منقطع بھی جائز ہو سکتا ہے ـــ اگر اس مقام کی
بحث علم ادب کی متعلق دیکھنی منظور ہو تو علامہ زمخشری کی عبارت تفسیر کشاف بھی مد نظر رہے
حیث قال الا ابلیس استثناء متصل لانہ کان جنیا واحدا بین اظہر الالوف من الملائکة مغمورا
بہم فغلبوا علیہ فی قولہ فسجدوا ثم استثنی منہم استثناء واحد منہم ویجوز ان یجعل منقطعا
بلفظہ ترجمہ یعنی ابلیس اگرچہ جنی تھا مگر انہیں ملائکہ کے ساتھ تھا لہذا پہلے تو جمع کا صیغہ تغلیبا
فرمایا بعدہ اوسے ایک جنی کو مستثنیٰ کردیا اور یہ بھی ہے کہ استثناء منقطع ہو الحاصل وجود ابلیس کا
نار سے ہونا اور جنی ہونا اور اوسکا [illegible] ہونا استثناء کا قاعدہ نحوی قابل تسلیم ہو چکا تو
اب ضرور ہے کہ مطابق آیت الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء اور بھی آیت
ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعوا حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر
ہم تسلیم کرینگے کہ وہی ابلیس اور اوسکا گروہ ہمارا دشمن ہے اور موسوس و مغوی بھی ہے

اور ہم بہی اوسکے دشمن ہین اور اوسی پرہیز کرنا اور ہوشیار رہنا لازم ہے نہ کہ اپنی قوت بدنی
سے جو ہرگز ہماری دشمن نہین ہوسکتی نہ وہ صاحب ضرب جنود ہے کہ کوئی لشکر رکہتی ہو نہ
اوسکو بنی آدم کے دوزخی ہونے نہونے سے کچہ غرض اور فائدہ ہے یہ اوسی دشمن دغاباز شیطان
کا کام ہے جو وعدہ کرچکا ہے کہ بنی آدم کو اپنے ساتہ دوزخ مین لیجاؤنگا اور کافر و مشرک بناؤنگا
اور اوسی کی عبادت سے ہمکو خبری ہے اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ
اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ یعنے پہلے تو شیطان اغوا کرکے
کافر بناتا ہے پہر کہتا ہے مین تجہسے بری ہون مین تو خدا سے ڈرتا ہون غور کیجیے کہ قوت بدنی
جو بخواہ نخواہ جزو لاینفک ہے کیونکر عذاب کفر سے بری ہوسکتی ہے اور اوسکو کافر بنانے سے
کیا فائدہ خود بہی تو جسم کے ساتہ معذب فی النار ہوجائیگی اگر کوئی قوت شہوانیہ مراد ہو تو وہ محض
تفریح طبع کی طرف راجع ہوگی نہ واسطے دشمنی کرنیکے یا کافر بنانے کی سرکشی کی مستعد ہے
البتہ نفس انسان جو دنیا کی لذات سے خوش ہوتا ہے اسی واسطے اہل باطن اوس سے بچتے ہین
اور اوس دنیا پرستی کو شر نفس بولتے ہین اور پناہ مانگتے ہین بلکہ شیطان سے تشبیہ دیتے
ہین بحکم قرآن مین آیا ہے قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ
اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۔ یعنے ایک عفریت
نے سلیمان سے کہا کہ مین تخت بلقیس کو لاسکتا ہون آپکی اوٹہنی سے پہلے لامحالہ وجود خارجی
جن اور اوسکے اقسام کا ماننا لینا پڑیگا ورنہ تخت بلقیس کو اوٹہالانا کیونکر صحیح ہوگا بحکم
قرآن شریف مین ہے وَمَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ
وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا الآیہ ظاہر ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان کے جو شیاطین نے
شہرت دی کہ سحر کرنا سلیمان کا کام تہا اور خدا تعالی نے فرمایا کہ سلیمان اس کفریات سے
بری ہے یہ شیطان اپنی کفریات سکہاتے ہین اور سلیمان پر ناحق تہمت لگاتے ہین وجود
خارجی شیاطین کا قابل انکار نہین ہوسکتا ہے بحکم قرآن مین بہت آیات سے ثابت ہے
کہ شیطان اپنی پرستش کراتا ہے اور مشرک بناتا ہے چنانچہ ایک آیت مین عَبَدَ الطَّاغُوْتَ
کا لفظ ہے اور دوسری آیت مین ہے یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا اى باپ میری مت پرستش کر شیطان کی بیشک شیطان ہے خدا کا
نافرمان بردار باپ حضرت ابراہیم کا قوۃ بدنی کی پرستش نہین کرتا تہا ہشتم ضرب شیطان کا
ثبوت توہم دے چکے اب دیکھیے کہ ذریت و قوم شیطان کا بہی قرآن مین ذکر ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ اور فرمایا ہے اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ
لَا تَرَوْنَهُمْ نہین معلوم کہ قوۃ جسمانی کی اولاد اور لشکر اور قوم کہان سے آویگی اور یہ آیت
کیونکر مطابقت کریگی نہم قرآن مین ہے هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ
تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ نازل ہوتا شیطان کا خبرین غیب کی لانیکے واسطے کاہنون کو بار
وجود خارجی پر دلالت کرتا ہے دہم خاتمہ سورہ ناس یعنی مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الخ
کو ملاحظہ کیجیے کہ اوسکا انطباق قوۃ نفسانیہ پر نہین ہوسکیگا یازدہم قرآن مین ہے
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یعنے کہبرالے جسکو کہبرا سکے انمین
اپنی آواز سے اور پکار لا اونپر اپنے سوار اور پیدل سے اور ساجہا کرلے اونکے مال
اور اولاد مین ظاہر ہے کہ قوۃ بہیمیہ کو نہ لشکر ہے نہ تمام آیت کا مضمون اوسپر صادق ہے
پہر بہی اگر منظور نہ مانین تو شرکت شیطان کی بلفظ جن اولاد انسان مین حدیث سے
ثابت کیے دیتے ہین چنانچہ سنن ابی داؤد مین ہے عن عائشۃ قالت قال
رسول اللہ صلعم ہل رءی او کلمۃ غیرہا فیکم المغربون قلت وما المغربون
قال الذین مشترک فیہم الجن بالفظہ یعنے شیطان کا شریک
ہوتا ہے زنا کی اولاد کے نطفہ مین اونکو مغربون کہتے ہین دوازدہم قرآن مین ہے
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ظاہر ہے کہ گہٹنون
کے بل دوزخ مین شیطان کریگا نہ قوای بسیطہ غیر مجسمہ سیزدہم قرآن مین ایک ہی
ابلیس کا ذکر ہے جو واسطے سجدہ کے ساتہ ملایک کے مامور ہوکر نافرمانی سے مردود
ہوا اوسکے باب مین فرمایا ہے عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ یعنے خدا نے
آدم کو خبر دی کہ یہ تیرا بہی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بہی پہر کیونکر قوۃ بہیمیہ مراد لیجاے

وہ تو صرف آدم کی دشمن ٹھرائی جاتی ہے کیونکہ خاص روح کی اپنے ہی بدن مین آدم کیواسطے
وہ دشمن تھی نہ پرائی روح کی تھی اور حضرت حوا کی قوۃ بہیمہ جسمانی کا نہ کچھ ذکر ہے نہ آدم کی کوئی
قوۃ حوا کی دشمن ہوسکتی تھی بلکہ زوجہ کے ساتھ رغبت کرنا اور شہوت مباشرت کی طرف
رجوع کرانا قوای جسمانی آدم کا عین انتر کامل سمجھنا چاہیے پھر ایک ہی قوۃ آدم کی دونون دشمن
نہین ہوسکتی دشمن ادعی علیہ البیان چہاردہم قرآن شریف مین ہے یا ابت انی
اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطان ولیا ط
یعنے حضرت ابراہیم نے کہا ای میرے باپ مجکو خوف ہے کہ کہین آ لگے تجکو آفت خدا کی
یہان سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی غور فرمایئے کہ قوۃ بہیمہ تو ہر وقت ساتھی اور
رفیق رہتی ہے خدا کے عذاب کے وقت اوسکا ساتھی ہو جانا اور نہ ہو جانا کیونکر فرمایا جاتا
ہان شیطان کا کسی وقت ساتھی ہونا کسی وقت نہونا صحیح ہے اسی پر اشارہ ہے کہ شیطان کا
ساتھ نہ دے رحمن کی طرف رجوع لا اور آفت کیوقت شیطان کی رفاقت باعث خلود فی النار
ہوجائیگی الا قوۃ جسمانی سے یہان تطابق نہین ہوسکتا پانزدہم کلام الٰہی مین آیا ہے
وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم
فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا
تلوموني ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم وما
انتم بمصرخي اني کفرت بما اشرکتمون من قبل
ان الظالمین لہم عذاب الیم تطابق مضمون آیت کا قوۃ بہیمیہ کے
ساتھ متعذر ہے کئی وجہ سے اول وہ جسم انسانی سے خالی نہین ہے جو اپنے تئین
اہل دوزخ سے بری ہونیکی تقریر کرے دوم اقتضا اوسکا جو کچھ ٹھرایا جاوے مگر وہ
کوئی وعدہ نہین کرتی ہے جیسا کہ شیاطین مشرکون کے ساتھ وعدہ کرتے ہین کہ ہم تمکو
عذاب آخرت سے بچالینگے خواہ شفیع کفار بنکر خواہ خود معبود ٹھرکر اور اسی امید پر وہ شرک
کراتے ہین اور مشرک سمجھتے ہین هؤلاء شفعاؤنا عند اللہ ط لکن قوۃ جسمانی کو
نہ کوئی کافر و مشرک شفیع سمجھتا خدا کے یہان سمجھتا ہے نہ اوسکو اپنا معبود جانتے ہین پھر وہ

کیا وعدہ کریگی اور کہان سے دہوکا دینے کی عقل اوسکو حاصل ہوگی سوم ما کان لی علیکم
من سلطان قوت بہیمیہ پر منطبق نہوگا کیونکہ وہ عین انسان ہے پہر ضمیر حرف لی کے معا علیکم
کی ہونی ضرور ہے یعنی علیکم مین انسان کامل کے ساتہ خطاب ہے جسمین تمام قوی بہی شامل
ہین نہ بعض اجزاے جسمانی کے ساتہ لامحالہ وہ متکلم غیر انسان ہوگا جو شیطان رجیم ہے چہارم
فلا تلوموني ولوموا انفسکم بہی قوت جسمانی پر دلالت نہین کرتا ہے اور تقریر اوپر کے بیان
بہی قائم ہے اور اس لفظ نے وہ شبہہ بہی رفع کردیا جو محب اللہ آبادی کی عبارت سے
تبیین الکلام مین جناب مخاطب نے صوفیہ کے نزدیک وجود حقیقی ابلیس کا انکار سمجہا ہے
حالانکہ یہان صاف آیت مین موجود ہے کہ شیطان کہیگا کہ تم خود اپنے ہی نفس کو ملامت
کرو جسنے میرا کہنا مانا مین نے تو صرف اپنی طرف بولایا تہا اب مین تمہارے نفس کو دوزخ سے
بچانے پر قادر نہین ہون بس ظاہر ہوگیا کہ شیطان ماعداے نفس انسان ہے اور وہی
موسوس اور مغوی اور دہوکا دینے والا اور قیامت کے دن صاف علیحدہ ہوجانیوالا
ہے نہ کوئی قوت جسمانی پنجم لفظ بما اشرکتمون ہرگز قوت جسمانی پر صادق نہین آئیگا کیونکہ
خدا کا شریک اپنی ہی قوت بدنی کو کوئی کافر و مشرک نہین ٹہراتا ہے ہان شیطان کی پیروی
کرتے ہین وہ بتون مین سے کبہی کبہی آواز سناتا ہے اور انواع و اقسام کی زینت اونکی
اعمال شرک کو دیتا ہے کما لا یخفی ششم قاسمہما اني لکما لمن الناصحین
قوت بہیمیہ پر کیونکر منطبق ہوگی یعنے کسی انسان کی قوت قسم کہا کر نفس سے باتین
نہین کرتی ہے اگر بہت کوشش ثبوت مین کبہی قوت کی فرمائی جائیگی تب بہی قدرت
جسمانی کو معنی میں قوت خارج ہوگی اور بذریعہ دوسرہ کر شہوات نفسانیہ کا ظہور مین آنا جناب عالی
قائم کرسکینگی نہ کچہ زیادہ کیونکہ تعریف قوی کی بدل نہین ہوسکتی ہین نہ خلاف علم حکمت کی تقریر
کرسکتے ہین ہان یہ ہوسکتا ہے کہ جس کسی قوت کا نام کتب فن مین کچہ مقرر ہوا وسکو
دوسری لفظ کے ساتہ مجازاً بولتے ہونگے لاکن محل و مبدء و تعریف کی تبدیل متعذر ہے
تو پہر کیونکر با قدرت قوت قسم کہا سکتی ہے اور قسم کی لفظ کو بہی اگر حقیقی نہ سمجہینگی ا سارا
قرآن مجازی ہی ہوتا چلا جائیگا تو بہی یہ سوال ہوگا کہ اگر مجرد تاکید کا نام قسم ہے تو

إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ کہان جائیگا فقدبر علاوہ اسکے قسم کہانے والا واحد ہے یعنی
وہی ابلیس جسکا اوپر سے ذکر چلا آیا ہے اور ضمیر تثنیہ کی دلالت کرتی ہے کہ اوسے ایک ابلیس سے دونون
سامنے قسم کہائی — اس بات کی تصدیق پر کہ مین تمہارا خیرخواہ ہون اور نیک صلاح دیتا ہون
اب ذرا غور فرمائیے کہ جناب عالی نے صرف قوۃ آدم کو ابلیس ٹھرایا ہے نہ قوت حضرت حوا کو
بہی کیونکہ حکم سجدہ کا واسطے آدم کے تہا خواہ وہ سجدہ آپ ہی کا مخترعہ ہو خواہ حقیقی ہو مگر بہرکیف
سارا معاملہ حضرت آدم ہی کا چسپان کردیا ہے تو اسے آدم پر یہ ضرور ہوا کہ ابلیس قسم کہانے والا
بہی وہ ہی ایک قوت آدم کی ہو تو اب ارشاد فرمائیے کہ آدم کے بدن سے باہر تشریف لاکر حضرت
آدم کی قوت نے وادی صاحبہ کو کس طرح پکارا اور کیسی قسم کہا کر سمجہا دیا اور کیونکر تاکید کردی
وہ جو الفاظ ظرافت آمیز تقریر زبانی مین حضور ادا کرتے ہین کہ شیطان نے حوا سے کیا کہا ہوگا
اب یہان یاد کرلیجیے والعاقل تکفیہ الاشارۃ غرض کہ تمام آیات قرآنی کا لکہنا ضرور
نہین ہے اسقدر بہی انصاف دوست حق پسند طبیعت کے واسطے کافی ہے مگر متعصب
کا کچہ علاج نہین ہے اگر ناحق کی پیروی نہ کیجائیگی تو مخالفت کتاب سنت سے باز آوینگے
ورنہ بیفائدہ ہوگا گو ہم سارا قرآن پڑہ بہی سنا دینگے فائدہ جناب موحد ملت نیچریہ نے تعصب
کی مذمت اپنی تقریر مین جو لکہی ہے اوس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جو شخص پکا مضبوط عقائد
اہل سنت و مذہب حنفیہ شافعیہ حنبلیہ مالکیہ پر ہو اور مخالفت جمہور و ترک جماعت کو نہ مانتا ہو
اوسکو گویا متعصب کہنے لگتے ہین اوپہر در پردہ یہ جانتے ہین کہ اگر کوئی شخص ہماری مخترعات
کو نمانے تو وہ متعصب قرار پاوے لہذا ایک حدیث سنن ابی داؤد سے ہم لکہے دیتے ہین تاکہ تعصب
کی مراد اوسکو معلوم ہوجاوے کہ متعصب وہی شخص ہے جو امر ناحق کی پیروی کرتا ہو اور اوسکی طرف
دعوۃ و نصرۃ قوم کی کرے اوسی کے واسطے ہلاکت کا وعدہ ہے سنن ابی داود مین ہے
باب العصبیہ عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ قال
من نصر قومہ علی غیر الحق فھو کالبعیر الذی
رُدِّیَ فھو ینزع بذنبہ بلفظہ یعنے جو شخص نصرۃ دیگا اپنی قوم کو ناحق پر وہ
ہلاکت و گناہ مین ایسا کریگا جیسے اونٹ کوئین مین گرے اور دم کہینچنے سے نہ نکل سکے

بعد پیش کرنے کتاب اللہ کی اب ہم چند احادیث رسول اللہ صلعم کی اپنے مذہب مختار کے ثبوت میں نقل کرتے ہیں۔ مشکوۃ شریف میں ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا قرء ابن ادم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویلتی امر ابن آدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود فابیت فلی النار رواہ مسلم (یعنے بنی آدم جسوقت سجدے کی کوئی آیت پڑہ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان علٰحدہ ہوکر روتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس حکم دیا گیا ابن آدم کو سجدہ کرنیکا اوسنے سجدہ کیا اور اب اوسکے واسطے بہشت ہے مگر مجکو حکم دیا گیا سجدے کا پہر مین نے انکار کیا پس میرے واسطے دوزخ ہے) اس حدیث سے کئی فائدے حاصل ہوتے ہین اولاً امور لسجدہ ابلیس تہا جسکا وجود خارجی متحقق ہے اور جو بنی آدم کو دیکہکر روتا ہے اور اپنے انکار پر افسوس کرتا ہے تو اب قوۃ بہیمیہ خواہ کوئی دوسری قوۃ مراد نہین ہوسکتی ہے کیونکہ کسی بنی آدم کو ایسا اتفاق نہین ہوتا ہے کہ جب وہ خود یا دوسرے قاری قرآن کو سجدہ تلاوت مین دیکہتا ہو تو اوسکی ایک قوت کا اطاعت نکرنا یعنے وہ سجدہ نکرنا جو مخاطب نے ایجاد کیا ہے باعث گریہ وزاری ہوتا ہو خود ہی سجدہ کرکے خوش ہوتا ہے اور اوسی خیال سے سجدہ کرتا ہے کہ ہمکو جنت ملیگی مگر خود بہی یہ خیال نہین کرتا ہے کہ ہماری ایک قوۃ دوزخ کو جائیگی علاوہ اسکے ابن آدم تو مع تمام قوی کے مراد ہے پہر اوسی کا ایک جزو بدن تو روے اور باقی جسم ہنسے اور خوش ہو عجیب خرافات ہے یہ حال تو متعلق اپنے ہی سجدہ سے ہوا باقی رہا دوسرے شخص کا سجدہ مین دیکہنا حاشا کہ کسی مسلمان کو خیال بہی اوسوقت آتا ہو کہ افسوس سجدہ کرنے والا جنت کو جائیگا اور ہم قطعی جہنمی ہوچکے ہین یا ہماری ایک قوۃ جہنم کو جائیگی شاید حضور کو ہوتا ہوگا دوم یہ بہی ثابت ہوگیا کہ سجدہ سے مراد سجدہ حقیقی ہے یعنی پیشانی کا زمین پر رکہنا جناب حامی ملت نیچریہ نے جو اوسکے معنی قوۃ بدن کی اطاعت کی ٹہراتے ہین غلط ہین کیونکہ تلاوت کے وقت ابن آدم کا سجدہ حقیقی ہوتا ہے اوسی کو دیکہکر شیطان رجیم اپنے سجدہ نکرنے پر حسرت کرتا ہے سوم شیطان کا اس قابل وجود ہے کہ رونا اور حسرت کرنا اور دیکہنا اوسکا ثابت ہے پس وجود خارجی

ابلیس مین کیا کلام ہو سکتا ہے اور مطابقت اس حدیث کی ہرگز تفسیر مخترعہ جناب عالی سے نہین ہو سکتی کیا عجب ہے کہ پہلے ہی حدیث سے خاتمہ اپنے مذہب کا دیکھکر کسی تاویل علیل آمادہ ہون مگر ہم مجبور ہین اگر ایسی عمدہ حدیث نمانینگے فبای حدیث بعدہ یومنون انصاف کرین کہ ایسا کب ظہور مین آتا ہے کہ جب کوئی ابن آدم سجدہ کرتا تو کسی کی قوۃ بہیمیہ ویا کرتی ہے اور ایسا خیال کرتی ہی جو حدیث مین مذکور ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان قابل تسلیم ہی صحیح مسلم مین ہے عن ابی الدرداء قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فسمعناہ یقول اعوذ باللہ منک ثم قال العنک بلعنۃ اللہ ثلثا وبسط یدہ کانہ یتناول شیئا فلما فرغ من الصلوۃ قلنا یا رسول اللہ قد سمعناک تقول فی الصلوۃ شیئا لم نسمعک تقولہ قبل ذلک ورأیناک بسطت یدک قال ان عدو اللہ ابلیس جاء بشہاب من نار لیجعلہ فی وجہی فقلت اعوذ باللہ منک ثلث مرات ثم قلت العنک بلعنۃ اللہ التامۃ فلم یستاخر ثلث مرات ثم اردت اخذہ واللہ لولا دعوۃ اخینا سلیمان علیہ السلام لاصبح موثقا یلعب بہ ولدان اھل المدینۃ

ف ۔ حضرت سلیمان نے دعا کی تھی کہ میرے بعد حکومت جن و شیاطین وغیرہ پر کسیکو نہووے تسخیر جن و شیاطین و طیور وغیرہ کی خصوصیات حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوگئی ہے قرآن شریف مین اسکا ذکر ہوا ہے ۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ابلیس نے نماز مین آکر چاہا کہ انگارہ آگ کا حضرت رسول صلعم کے منہ پر مارے اور حضرت نے چاہا کہ اوسکو پکڑکر باندہ رکھین ایسا کہ صبح کو مدینہ کے لڑکے اوس سے کھیلین مگر بنظر دعای حضرت سلیمان کی چھوڑ دیا ۔ پس وجود خارجی ابلیس مین کیا کلام رہگیا ۔ اور مشکوۃ مین حدیث ہے ۔ عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناھم منزلۃ اعظمھم فتنۃ یجیئ احدھم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا قال ثم یجیئ احدھم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین

انت قال فيدنيه منه ويقول نعم انت قال الاعمش اراه قال فيلتزمه رواه مسلم
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابلیس لعین کا تخت دریا پر رکھا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے
اغوای بنی آدم کے روانہ کرتا ہے اور اونمین سے زیادہ تقرب اوسکو ہوتا ہے جو اغوا مین کوئی
بڑا کام کر کر آتا ہے پہر آتا ہے ایک اون لشکریون مین کا تو کہتا ہے کہ ایسا اور ایسا کام اغوا کا مین نے
کیا تب ابلیس جواب دیتا ہے کہ کچہ بہی نہین کیا پہر ایک آکر بولتا ہے کہ ابن آدم کو مین نے
نہ چہوڑا یہان تک کہ جورو خصم مین مفارقت کرادی تب اوسکو ابلیس اپنا مقرب گردانتا ہے
اور کہتا ہے کہ تو ہی اچہا ہے اور وہ ہی ملازم خاص اور مقرب کر لیا جاتا ہے ــ برائی خدا
انصاف سے فرمائیے کہ قوت بہیمیہ سے او رمضمون حدیث کیا علاقہ ہے اور اس سے زیادہ
کیا ثبوت وجود خارجی ابلیس و جنود ابلیس کا درکار ہی ہے ایک حدیث تمام اوہام کا ازالہ
کر رہی ہے ــ اور مشکواۃ شریف مین ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلعم
رصوا صفوفکم وقاربوا بینها وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی
لاری الشیطان یدخل من خلل الصفوف کانها الحذف رواہ ابو داود اور
احمد کی روایت مین ہی آیا ہے قال الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلة الحذف
حضرت رسول صلعم قسم خدا کی کہاتے ہین کہ ہم دیکہتے ہین شیطان کو کہ فاصلہ صفوف نماز مین
داخل ہوتا ہے جانور کا بچہ بن کر لہذا تاکید فرماتے ہین نمازیون کو کہ صفو مین فاصلہ نہ چہوڑا کرو
ملکر کہڑے ہوا کرو اب کسی مسلمان کی بہلا کیونکر یہ جرات ہو سکتی ہے کہ حضرت صلعم کی قسم کو
جہوٹا سمجہے یا تحریف معنوی مین مبتلا ہو ــ ہر گز کوئی قوت بہیمیہ صورت بنا کر خارج مین نہین جاتی
نہ کسیکو نظر آتی ہے نہ جسم سے مفارقت کرتی ہے اور مشکواۃ مین ہے عن ابن مسعود
قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیه وآلہ وسلم رجل فقیل له مازال نائماً حتی اصبح ما
قام الی الصلوۃ قال ذلك رجل بال الشیطان فی اذنه او قال فی اذنیه متفق علیه
ــ یہ حدیث متفق علیہ بخاری و مسلم کی ہے اور وجود خارجی ابلیس پر دال ہے اوسکا
فعل خارجی گو ہمکو نظر نہ آتا ہو مگر ہمارے رسول صلعم نے جو خبر دی ہے وہ غلط نہین ہو سکتی
اور مطابقت اوسکی قوت بہیمیہ پر متعذر ہے کیونکہ لفظ بال الشیطان اوس پر صادق نہین آتا

نہ کسی لغت یا محاورہ اہل لسان سے ثبوت ہو سکتا ہے ہان شیطان کا ایسا فعل اہل اللہ دریافت کر لیتے ہین چنانچہ اس حدیث کے شراح نے بیان بہی کر دیا ہے شرح مشکوۃ کی ملاحظہ فرما ئیے — اور مشکوۃ مین ہے عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر رواہ مسلم اس حدیث کا ترجمہ تبیین الکلام مین خود حضرت مخاطب نے ان الفاظ سے کیا ہے — ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تمسے (یعنے بنی نوع انسان مین سے) کوئی نہین ہے جسکے ساتہ ایک اوسکا ساتہی جن یعنے شیطان ہو اور ایک ساتہی فرشتون مین سے نہو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکو بہی آپ نے فرمایا کہ میرے بہی لیکن اللہ تعالے نے میری مدد کی اوسپر پہر وہ مطیع ہو گیا مجکو کچہ نہین کہتا مگر بہلائی کا اور بعد لکہنے ترجمہ کے اپنی رای یہ لکہی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان وہی قوای بہیمیہ ہین جنسے انسان کی ترکیب ہوتی ہے نہ اور کچہ بلفظہا خاکسار عرض کرتا ہے کہ مخاطب نے اس مقام پر کئی سو غلطی کی ہین اول اَسْلَمَ کا لفظ جو حدیث مین تہا اوس سے یہ مراد تہی کہ وہ شیطان جو حضرت کے ساتہ تہا بسبب عنایت الہی کے و بعصمت جناب رسالت پناہ کی مسلمان ہو گیا تہا سو بجا ہے مسلمان ہو جانے کے مطلق مطیع ہونا لکہا تہا کہ کسی قدر قوت بہیمیہ پر منطبق کرین ظاہر ہے کہ مطیع ہونا احکام خدا و رسول کا اور ایمان لانا وحدانیت و رسالت پر اور قبل اوس سے کافر ہونا شیطان مذکور کا لفظ اَسْلَمَ سے معلوم ہوتا تہا مگر مخاطب نے وہ معنی اختیار کیے ہین جس سے مسلمان ہونا نہین بلکہ استعمالًا اختیار مین آجانا نکلتا ہے فافہم دوم لفظ جن کا وارد ہوا ہے جو صاف دلالت کرتا ہے کہ شیطان جن ہے پہر کیونکر قوت بہیمیہ جن بہی ٹہہر جائیگی خصوصًا کلام نبوی مین — کہ تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق فصاحت اور ہدایت مین ہے پہیلی اور چیستان بولنے کو رسول نہین آئے تہے — اور مخاطبین کیونکر قوۂ بہیمیہ سمجہے ہونگے

جنھون نے ایاک یارسول اللہ کہکر سوال کیا تہا بلکہ صحابہ کرام خود جانتے تھے کہ انسان کا اثر ساتہ کل قوی کے ہوتا ہے لامحالہ قوی ضروریہ سے حضرت کا بہی جسم مبارک خالی نہ تہا انما انا بشر مثلکم حضرت کی بہی شان تہی پہر یہ سوال کرنا کہ آپ مین بہی وہ قوت ہے یا نہین جو ہر انسان کے واسطے لازم ہے خیال عجیب و قیاس غریب جناب مخاطب کا ہے ہان تعین وقرین ہونا شیطان کا باوجود ثبوت عصمت کے ظاہر امنافی شان عصمت کسی قدر سمجھکر سوال کیا تہا اوسکے مطابق جواب ملا کہ وہ شیطان مسلمان ہوگیا ہے اب کسی طرح وہ مجکو اغوا نہین کرتا ہے بلکہ میرے واسطے دلالت طرف خیر کے کرتا ہے لاکن بہوک اور پیاس اور شہوت جماع وغیرہ لوازم بشریت سے ہرگز بہرا ہونا حضرت صلعم کا مسلم نہین ہے بلکہ صحیح ترمذی مین ہے فاختار اللہ لنبیہ صلعم الاٰمرین فکان یطوی الایام لا یاکل حتی یشد الحجر علی بطنہ ومع ذلک یطوف علی نساءہ فی الساعۃ الواحدۃ انتہی مختصرًا علی ما نقل عنہ فی القسطلانی اور بخاری مین ہے ان انس ابن مالک حدثہم ان النبی صلعم کان یطوف علی نساءہ فی اللیلۃ الواحدۃ ولہ یومئذ تسع نسوۃ باللفظہ فائدہ جو حدیث ہماری مستند ہے اوس سے بہی ثابت ہوتی کہ جو شیطان حضرت کے ساتہ موکل تہا وہ مسلمان ہوگیا تہا اور اوسکے شر سے حضرت یہان تک محفوظ تھے کہ وہ امور خیر کی طرف دلالت کیا کرتا تہا مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دیگر شیاطین قصد ایذای رسول مقبول صلعم کا نکرتے ہون جیسا کہ دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے مگر بسبب عصمت وحفظ الہی کے حافظ حقیقی حضرت صلعم کو اون کے شر سے بہی محفوظ رکھتا تہا اور یہان تک حضرت صلعم کو قدرت دیتا تہا کہ اگر چاہتے تو بہ برکت اسماء الہی کے گرفتار کرکے ستون مسجد سے باندہ دیتے پس توافق کل احادیث مین ظاہر ہوگیا اور جو اکثر دعاؤن مین حضرت نے پناہ مانگی ہے شیاطین سے وہ اونہین شیاطین سے مراد ہے جو شیطنت پر قائم تھے نہ اوس سے بہی جو مسلمان ہوگیا تہا اور شیطنت کے اطلاق سے بہرا ہوا تہا یا واسطے امت اور حفظ اپنی کے ہے ایذای جسمانی سے مثل پہینکنے انگارون کے حضرت کے منہ پر — فافہم اور مشکٰوۃ شریف مین ہے

عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سمعتم صیاح الدیکۃ

فاسئلوا اللہ من فضلہ فانہا رات ملکا واذا سمعتم نہیق
الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان الرجیم فإنہ
رای شیطانا متفق علیہ غور کرنا چاہیے کہ حضرت رسول صلعم صاف فرماتے ہین کہ جسوقت
مرغ بانگ دے خدا سے دعا مانگو اوسکے فضل کی کیونکہ مرغ فرشتہ کو دیکھکر بولتا ہے
مگر جب گدہا بولا کرے تو پناہ مانگا کرو شیطان سے کیونکہ گدہا شیطان کو دیکھکر بولتا ہے
نہین معلوم کیونکہ جناب مخاطب قوت انسانی کا وجود خارجی بناکر اس قابل ٹھہرا سکینگے
کہ وحشی جانور اوسکو دیکھ سکین لامحالہ وجود خارجی شیطان کا اور ملائک کا مان لینا پڑیگا کما
نحفی — مشکوٰۃ شریف مین ہے عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یقول ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوٰۃ ذہب حتی
یکون مکان الروحاء قال الراوی والروحاء من المدینۃ علی ستۃ وثلثین میلا
رواہ مسلم اگر وجود خارجی ابلیس کا نہین ہے تو اذان سنکر ۳۶ میل تک کسکی قوت بہیمیہ بدن سے
نکلکر بہاگتی ہے اور کس مصلی کو معلوم ہوتا ہے کہ میرے بدن کی ایک قوت جدا ہوگئی
مشکوٰۃ شریف مین ہے عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلوٰۃ فانہا تطلع بین قرنی الشیطان
انتہی مختصرا بلفظہ رواہ مسلم اور دوسری حدیث مین ہے فاقصر عن الصلوٰۃ حتی
تغرب الشمس فانہا تغرب بین قرنی الشیطان وحینئذ یسجد لہ الکفار دونون حدیث سے
معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عین طلوع وغروب آفتاب کے وقت
نماز سے منع کیا ہے کیونکہ ان اوقات مین شیطان کھڑا ہوتا ہے سامنے آفتاب کے
اور اپنا سر اوسکی طرف نزدیک کرتا ہے اور سامنے ہوتا ہے آفتاب پرستون کے کہ اوسکو
سجدہ کرتے ہین گویا وہ عبادت شیطان کی ہوتی ہے تو ایسے وقت مین سجدہ کرنا خدا کو
حضرت رسالت پناہ نے پسند نہین فرمایا اور منع کر دیا تاکہ بلا ضرورت تنگی وقت وخوف
ترک فرض کی مشابہت ومماثلت شعار کفار عبدۃ الطاغوت وساجدین للشمس سے بچے کہ
ان احادیث مذکورہ سے وجود خارجی شیطان کا لازم آتا ہے اور قوت بہیمیہ سے کچھ تعلق

نہین ہوتا مشکوۃ شریف مین آیا ہے عن نافع قال کان عبد اللہ بن عمر اذا جلس فی الصلوۃ وضع یدیہ علے رکبتیہ واشار باصبعہ واتبعہا بصرہ ثم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لھی اشد علے الشیطان من الحدید یعنے السبابۃ رواہ احمد انصاف کیجے کہ جب کوئی مصلی نماز مین وقت تشہد کے سبابہ سے اشارہ کرتا ہے اوسکی قوت بہیمیہ کو نوک سنان کی زخم کی کیفیت اور صدمہ معلوم ہوتا ہے ہان یہ اشارہ شیطان پر شاق گذرتا ہے اوسکو وہ ایذا ہوتی ہے جو حدیث مین مذکور ہے وہو المقصود مشکوۃ شریف مین ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ما من بنی ادم مولود الا یمسہ الشیطان حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطان غیر مریم وابنہا متفق علیہ اس حدیث کا ترجمہ حضرت مخاطب نے تبیین الکلام مین کیا ہے اور بعدہ اپنی راے لکھی ہے چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے — اسی کتاب مین بخاری اور مسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بچہ بنی آدم کا نہین ہے جسکی پیدایش کے وقت شیطان نے اوسکو نچھوا ہو پھر وہ چلاتا ہے شیطان کے چھونے سے سواے مریم اور اونکی بیٹے حضرت مسیح کی — پس غور کرو کہ رونا بچہ کا بوقت پیدا ہونیکے ہوتا ہے بسبب تحریک قواے بہیمیہ کے جسکو اس جگہ شیطان کے چھونے سے تعبیر کیا گیا ہے — حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کو اس بات سے اسلیے مستثنے کیا ہے کہ قواے بہیمیہ غالب تر قوت جو انسان مین ہے اور جو اوسکی عفت وعصمت مین خلل انداز ہین اوس سے اونکا بری ہونا ظاہر پر ثابت کیا جاوے انتہی بلفظہ اقول تاویل علیل جناب مخاطب کی کئی وجہ کے مخدوش ہے اول لا نسلم کہ رونا بچہ کا بسبب تحریک اوس قوت خاص کی ہوتا ہے

جسکا نام آپنے شیطان رکہا ہے اپنے دعوے کو علم حکمت کے برہان قاطع عن الاحتمال سے ثابت
کیجیے ورنہ بمقابلہ نص صریح کے محض تحکم کس کام کا ہے دوم جبکہ مطلق اشارہ طرف قوت انسانی
کے حدیث مین نہین ہے نہ محاورہ اہل لسان کا ہے کہ شیطان بولاکرین اور قوت جسمانی خاص
مراد لین تو یہ خلاف تبادر اذہان کے کیونکر آپ کے معنی صحیح ہوسکتے ہین سوم مس ایک فعل
ایسا خارجی ہے جسکا وقوع خارج بدن پر ہونا چاہیے اور قوت انسانی وجود خارجی نہین رکہتی
ہے تو قابلیت مس کی بہی معدوم ہے والا وجود خارجی ابلیس سے انکار اور قوت انسانی کی
وجود فی الخارج کا اقرار کرنا پڑیگا چہارم لانسلم کہ حضرت مریمؑ خواہ حضرت مسیح انسان کامل نتھے جو
کسی قوت سے وہ دونون مستثنے ہون بلکہ مثل عیسی کمثل آدم سمجہنا چاہیے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت
مسیح انسان ناقص ہون اور یہ امر کسی قاعدہ علمی کے موافق نہین ہوسکتا ہے پنجم حضرت
مخاطب نے ہرگز نہین سمجہا ہے کہ قصہ استثناء حضرت مریمؑ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا کیا ہی
اصل بات یہ ہے کہ یہ دعا پہلے سے قبول ہوچکی تہی کہ حضرت مریم کو اور اونکی ذریت کو شر شیطان
رجیم سے پناہ ملیگی چنانچہ قرآن شریف مین آیا ہے اِنِّیۤ اُعِیۡذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ
الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ اور حدیث گویا تفسیر ہے اسی آیت کی اور جب یہ ثابت ہوا کہ پہلے سے
دعا قبول ہوچکی تہی کہ شیطان کے شر سے وہ دونون نفوس قدسیہ محفوظ رہین گے اور ویسا ہی
واقع ہوا تو کیونکر حدیث کے معنی مخاطب والا مراتب کے موافق ہوسکتے ہین موطا امام مالک
مین ہے اُسری برسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فرأى عفريتا من الجن
يطلبه بشعلة من نار كلما التفت رسول الله صلے الله عليه واله وسلم
راه فقال له جبرئيل افلا اعلمك كلمات تقولهن اذا انت قلتهن
طفئت شعلته وخر لفيه فقال رسول الله صلے الله عليه واله وسلم بلى فقال جبرئيل
قل اعوذ بوجه الله الكريم الخ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان رجیم کو حضرت
صلعم نے دیکہا اور اوسنے جو شعلہ آتش سے جلادینے کا قصد کیا تہا اوسکے بجہا دینے کو واسطے
جبرئیل علیہ السلام نے ایک دعا تعلیم کے مطابقت اس حدیث کی قوت بہیمیہ کے ساتہ ہرگز
نہین ہوسکتی ہے کیونکہ ساتہ عفریت کے لفظ جن کا بہی موجود ہے اور قوت انسانی نظر نہین آتی ہے

نہ اوس کا وہ فعل ہے کہ کسی پر انگارا آگ کا پہینک سکے کما لا یخفی اور مشکوٰۃ شریف میں ہے
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی آدم یطعن الشیطان فی جنبیہ باصبعہ
حین یولد الخ ظاہر ہے کہ قوت بہیمہ کی انگلیاں ہیں جو بچے کی پسلی میں چبھو دے نہ خارج بدن
انسان پر وہ حرکت کر سکتی ہے ومن ادعی فعلیہ البیان مشکوٰۃ شریف میں ہے عن حذیفہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الشیطان یستحل الطعام ان لا
یذکر اسم اللہ علیہ رواہ مسلم ایضاً فیہ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اذا دخل الرجل بیتہ فذکر اللہ تعالی عند دخولہ وعند طعامہ
یقول الشیطان لا مبیت لکم ولا عشاء واذا دخل فلم یذکر اللہ عند دخولہ قال
الشیطان ادرکتم المبیت واذا لم یذکر اللہ عند طعامہ قال ادرکتم المبیت والعشاء
رواہ مسلم ایضاً فیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یاکل
احدکم بشمالہ ولا یشربن بہا فان الشیطان یاکل بشمالہ ویشرب بہا
رواہ مسلم ایضاً فیہ عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول ان الشیطان یحضر احدکم عند کل شیء من شانہ حتی یحضرہ عند طعامہ فاذا سقطت
من احدکم اللقمۃ فلیمط ما کان بہا من اذی ثم لیاکلہا ولا یدعہا
الشیطان فاذا فرغ فلیلعق اصابعہ فانہ لا یدری فی ای
طعامہ تکون البرکۃ رواہ مسلم

چاروں احادیث مذکورہ سے فوائد معلوم ہوئے اول جب طعام پر خدا کا نام نہ لیا جاے
شیطان اوس کہانے میں شریک ہوتا ہے دوم جب کوئی شخص بغیر لیتے نام خدا کے گہر میں داخل
ہوتا ہے تو شیطان کو بہی اوسکے گہر میں رات کا رہنا میسر آتا ہے والا فلا علی ہذا القیاس جب بغیر
لیتے نام خدا کے گہر میں داخل ہوتا ہے اور کہانا بہی کہاتا ہے تو شیطان کو اوسکے گہر میں رات کا
رہنا اور کہانا میسر ہوتا ہے والا فلا سوم شیطان اپنے گروہ شیاطین سے کہتا ہے کہ اب ہمکو بیت
اور طعام دونوں میسر آتے چہارم قوت بہیمیہ کا کام نہیں ہے کہ وہ داہنے ہاتھ سے نہ کہا یا کرے
نہ پیا کرے بلکہ بائیں ہاتھ سے کہاتی پیتی ہو مگر شیطان کی یہ عادت حدیث میں مذکور ہوتی ہے

پیچھے جو لقمہ گر پڑے اوسکو جھاڑ پونچھ کر اگر نہ کہایا جاوے تو وہ شیطان کو ملتا ہے مگر قوت بہیمیہ کا یہ طعام و غذا نہین ہے کما لا یخفی ظاہر ہے کہ قوت انسان کی ایسی شئے نہین ہے کہ اوس کا داخل ہونا یا نہونا گہر مین یا کہانے سے محروم ہونا نہونا صحیح ہو سکے ہر روز و ہر شب و ہر ایک طعام کے وقت انسان کے ساتہ قوۃ رہتی ہے اور اوسکا جزو لاینفک ہے پس متعین ہوا کہ شیطان کا وجود خارجی ہے جو کبھی داخل ہو سکتا ہے اور کبھی نہین فافہم مشکوۃ مین ہے عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان الملئکۃ تنزل فی العنان وھو السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع الحدیث غور کیجیے کہ جب ملائک آسمین احکام الٰہی کو بیان کرتے ہین تو کس انسان کی قوت بہیمیہ واسطے استراق سمع کو وہان جاتی ہے اور خبرین لاتی ہے لامحالہ یہ کام اوسی شیطان کا ہے جسکا ذکر حدیث مین ہے اور وجود خارجی اوسکا بخوبی ثابت ہو گیا مشکوۃ مین ہے عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رءانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان خواب مین صورت انسان کی بنا کر دکہا سکتا ہے سوای صورت حقیقی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ کام کسی آدمی کی قوۃ بہیمیہ کا نہین ہے عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان جنح اللیل فکفوا صبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذ فاذا ذھب ساعۃ من اللیل فخلوھم واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطان لا یفتح بابا مغلقا اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ شام کے وقت شیاطین اوٹہتے پہرتے ہین اور خدا کا نام لیکر جو دروازہ بند کیا جاوے اوس گہر مین داخل ہوتے ہین مگر قوۃ بہیمیہ کا ہرگز یہ کام نہین ہے پہر وجود خارجی شیاطین مین کیا شک باقی رہیگا مشکوۃ مین ہے۔ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لما صور اللہ ادم فی الجنۃ ترکہ ما شاء اللہ ان یترکہ فجعل ابلیس یطیف بہ ینظر ما ھو فلما راہ اجوف عرف انہ خلق خلقا لا یتمالک

رواہ مسلم یعنے جب خدا نے آدم کو بنا کر بہشت مین رکہا تو ابلیس دیکہنے لگا کہ وہ کیسا شخص ہے اور
گرد گہومتا پہرا پہر جب دیکہا ابلیس نے کہ وہ اندر سے خالی ہے تو سمجہا کہ اوسکی خلقت مضبوط نہین ہے
ظاہر ہے کہ قوت بہیمیہ سے مطابقت مضمون حدیث کی نہین ہو سکتی تو وجود خارجی ابلیس کا تسلیم کا قابل
تسلیم ہے فتدبر موطا امام مالک مین ایک حدیث طویل مین سانپ کے مار ڈالنے کے باب مین
مذکور ہے فقال صلعم ان بالمدینۃ جنا قد اسلموا فاذا رأیتم منہم شیئا فاذنوہ
ثلثۃ ایام فان بدا لکم بعد ذلک فاقتلوہ فانما ہو الشیطان یعنے حضرت صلعم نے
فرمایا کہ مدینہ مین مسلمان جن ہین جب دیکہو یعنے سانپ کی شکل مین تو تین دن تک کی اجازت دو کہ
گہر سے نکلجاوین پہر اگر بعد اوسکے بہی نظر آوے تو اوس سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ نہین ہے مگر شیطان
اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جن اور شیاطین سانپ بنکر گہر مین پہرتے ہین جو مسلمان جن سانپ
بنکر آیا ہے تو وہ تین روز کے عرصہ مین نکل جاتا ہے مگر شیطان نہین نکلجاتا ہی لہذا اوسکو مار ڈالنے کا حکم دیا بحالہ وجود خارجی
جن اور شیطان کا لازم آیا اور اون دونون قسم کو شکل حیوانات ذی روح کی بنا لینے کا بہی خفتیار
ثابت ہوا اور یہ بہی مان لینا پڑا کہ شیطان بہی ایک قسم جن کی ہے نہ قوت بہیمیہ وہو المقصود اور اسی
کے موافق ہے حدیث سنن ابی داود مین انہ سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ
صلعم ان الہوام من الجن فمن رأی فی بیتہ شیئا فلیحرج علیہ ثلث مرات
فان عاد فلیقتلہ فانہ شیطان بلفظہ اور اسی مقام پر چند احادیث
اور بہی بمضمون واحد موجود ہین من شاء فلیرجع الیہ سنن ابی داود مین حضرت عبد اللہ بن عباس سے
باب فی اطفاء النار باللیل مین ایک حدیث مین یہ قصہ مذکور ہے کہ ایک چوہا چراغ کی بتی لیگیا
اور اوس سے آگ لگ گئی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوتے وقت چراغ گل کر دیا کرو
کیونکہ شیطان چوہے کو آمادہ کرتا ہے اس فعل پر پہر جلا دیتا ہے تمکو الفاظ حدیث کی بقدر ضرورت لکہتا ہون
فقال اذا نمتم فاطفئوا سرجکم فان الشیطان یدل مثل ہذہ علی ہذا فیحرقکم
غور فرمایئے کہ کس انسان کی قوت بہیمیہ چوہون کو بہکانے کے واسطے جاتی ہے جسکا نام شیطان رکہا
ہے کیا عجب ہے کہ ہمارے حضرت مخاطب چوہون مین بہی قوی ملکی اور شیطانی اور سجدہ
بصورت اطاعت و شجرہ علم و عقل اور تکلیف اوامر و نواہی وغیرہ مثل آدم کے قائم کر دین ہوگا

بفضلہ علیہ الشکل مشکوۃ میں ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تجعلوا بیوتکم مقابر ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ
رواہ مسلم یعنی سورہ بقر جس گہر میں پڑہی جاتی ہے شیطان اوس گہر سے بہاگ جاتا ہے نہیں معلوم
کسکے بدن سے قوت بہیمہ نکل جاتی ہے فافہم مشکوۃ شریف میں بخاری سے حدیث نقل کی ہے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ابوہریرہ کو حضرت صلعم نے متعین کیا تہا واسطے جمع کرکے تقسیم کرنے صدقہ
الفطر کی اور غلہ کا انبار لگا تہا اتنے میں ایک شخص آیا اور لپین بہر بہر کر غلہ لیجانے لگا ابوہریرہ نے
پکڑ لیا اوسنے کہا کہ میں محتاج ہون چہوڑ دو پہر نہ آونگا ابوہریرہ نے چہوڑ دیا تب حضرت رسول اللہ
صلعم نے ابوہریرہ کو خبر دی کہ وہ جہوٹا ہے پہر بہی آویگا چنانچہ وہ پہر آیا اور پہر ویسا سانحہ واقع ہوا
تیسری بار اوسکو ابوہریرہ نے پہر پکڑا اور کہا کہ نہ چہوڑونگا جبتک تجکو حضور میں سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے نہ لیجاونگا اوسنے کہا کہ مجہکو چہوڑ دو میں تمکو چند کلمات مفید بتادونگا ابوہریرہ نے
چہوڑ دیا اور اوسنے بتایا کہ جب بچہونے پر سونے کے واسطے جایا کرو تو آیت الکرسی پڑہ لیا کرو تو
شیطان تمہارے قریب نہ آسنے پاویگا صبح تک جب ابوہریرہ حضرت رسول صلعم کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ سب باتوں میں جہوٹا ہے
مگر اتنی بات اوس نے سچ کہی کہ آیۃ الکرسی پڑہنے سے شیطان قریب نہیں آتا ہے پہر
حضرت نے فرمایا کہ تمنے جانا اے ابوہریرہ کہ وہ کون تہا جسکو تمنے پکڑا تہا اور چہوڑ دیا
اور آیۃ الکرسی کا اثر بتا گیا ابوہریرہ نے کہا کہ نہیں معلوم حضرت نے فرمایا کہ وہ شیطان
تہا چنانچہ الفاظ حدیث کے بقدر ضرورت لکہتا ہون قال دعنی اعلمک کلمات
ینفعک اللہ بہا اذا اویت الی فراشک فاقرء آیۃ الکرسی اللہ لا الہ الا
ھو الحی القیوم حتی تختم الآیۃ فانک لن یزال علیک من اللہ حافظ
ولا یقربک شیطان حتی تصبح فخلیت سبیلہ فاصبحت فقال لی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعل اسیرک قلت زعم انہ یعلمنی
کلمات ینفعنی اللہ بہا قال اما انہ صدقک وھو کذوب تعلم من تخاطب
منذ ثلث لیال قلت لا قال ذاک شیطان رواہ البخاری۔

اتنو تمام خیالات حضرت مخاطب کا استیصال کلی ہوگیا کیونکہ تین رات تک برابر آدمی کی شکل بنکر شیطان کا آنا اور صدقات فطر کو کم کردینے کے واسطے اوٹھانا اور ابوہریرہ کا اوسکو پکڑ لینا اور آخرکار مجبور ہوکر ایک عمل بتا ابوہریرہ کو سکھانا اور حضرت رسول صلعم کا یہ فرمانا کہ اے ابوہریرہ تمنے جانا کہ تین رات سے تم کس کے مخاطب رہے وہ شیطان تھا الیسا صاف اور صریح وجود خارجی ابلیس کا ثبوت ہے کہ جواب نہیں ہوسکتا فائدہ نفیسہ دیکھنے مین آتا ہے کہ جناب مخاطب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے کلام کو معتمد سمجھا کرتے ہین یہانتک کہ بجوالکتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ضرورت مجتہد العصر کی شاہ صاحب ہی کے مذاق پر بیان کی ہے لہذا رسالہ قول الجمیل سے تھوڑی سی عبارت بطور ہدیہ پیش کرتا ہون وہی ہذہ ولمن خبطہ الشیطان یقرأ فی اذنہ الیمنی سبع مرات وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ الی آخرہ ——— شفاء العلیل مین اوسکا یہ ترجمہ لکہا ہے اور جسکو شیطان باؤلا کرڈالے یعنی جسپر آسیب کا خلل ہو تو اوسکے داہنے کان مین یہ آیت سات بار پڑہے الخ ایضاً فیہ ولاعلام الشیطان بالبیت یرمیہم بالحجارۃ یقرأ ہذہ الآیۃ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ الی آخرہ ترجمہ اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گہر سے اور اوسکے پتہر پہینکنے کے لیے یہ آیت پڑہے انہم یکیدون کیدا الخ الحمد للہ کہ بقول محدث دہلوی وجود ابلیس کا اور ہونا اوس کے آسیب کا بہی ثابت ہوا اگر جناب مخاطب انصاف سے دور نہ جاوینگے تو شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کو اپنا مقبول بناوینگے ورنہ پہر کس منہ سے اونہین کے اقوال سے مجتہد العصر بننے کے واسطے خیال دوڑاوینگے اسی مقام پر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر عزیزی سے مضمون ایک حدیث کا قابل گذارش ہے وہی ہذہ ابن ابی الدنیا در مکائد الشیطان از ابن عمر روایت آوردہ کہ روزی ابلیس با حضرت موسی علیہ السلام دوچار شد و گفت کہ اے موسی تراحقتعالی برسالت خود برگزیدہ و با تو ہمکلام شدہ من گنہگارم و میخواہم کہ توبہ کنم شفاعت من کن با حق تعالی تو بہ مرا قبول فرماید حضرت موسی علیہ السلام خوش شدند کہ آری من در جناب الہی دعا میکنم کہ توبہ ترا قبول کند حضرت موسی در دعا مشغول شدند از جناب الہی فرمان رسید کہ حقتعالی توبہ اورا

قبول کرد شفاعت تو او را بگو کہ بسوی قبر حضرت آدم سجدہ نماید تا عفو تقصیر او کنم حضرت موسی
این خبر را با ابلیس گفتند ابلیس گفت کہ من زندہ او را سجدہ نکردم مردہ او را چرا سجدہ کنم الخ آب خاکسار
خدمت مخاطب والا مراتب مین عرض کرتا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے جس حدیث کا
حوالہ دیا ہے غالبًا ایسے محدث اور محقق کذب صریح مین واغدار نہ ٹہرائے جا ئینگے نہ آپ اونکو
ایسا ناواقف فن شریف حدیث مین بتا ئینگے کہ وہ صحیح اور سقیم مین تمیز نہ کرتے ہون تو مقتضای
انصاف دوستی و حق پسندی یہی ہے کہ حضور والا بہی اپنے وساوس پر اصرار نفرما دین
اور مخالفت نصوص قرآنی و جمہور اہل اسلام سے باز آوین اور حصن حصین مین جو التزام
انتخاب احادیث صحیحہ کا کیا گیا ہے اور مصنف رح کے حال پر بسبب اوس تالیف شریف
کی جو عنایت خاص حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی ہے وہ بہی دیباچہ کتاب
مذکور سے ظاہر ہے اوسمین یہ حدیث منقول ہے وان اصیب احد بلمم من
الجن وضعہ بین یدیہ وعوذہ بالفاتحة والم الی المفلحون و
الٰھکم اللہ واحد الایة وایة الکرسی وللہ ما فی السموات
وما فی الارض الی آخر البقرة وشھد اللہ انہ الایة وان ربکم
اللہ الذی فی الاعراف الایة وفتعالی اللہ الی اخر المؤمنون وعشر
من اول الصافات الی لازب وثلث ایات من
آخر الحشر وانہ تعالی الایة من الجن وقل
ھو اللہ احد والمعوذتین مس ق ۲ شرح حصن حصین
ظفر جلیل مین حدیث موصوف کا ترجمہ اور اوسکے متعلق جو فوائد لکہے
ہین وہ بہی ملاحظہ ہون اور جو مبتلا ہووے کوئی ساتہ آسیب کے جن سے بٹہاوے
اوسکو آگے اپنے اور منتر پڑہے اوسپر ساتہ الحمد کے الی قولہ المفلحون کی یہ حاکم ابن ماجہ احمد نے
فـ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا بیٹا بیمار ہے فرمایا کیا بیمار ہے عرض کیا کہ اوسکو
آسیب ہو گیا ہے حضرت نے اوسکو بلا کر یہی عمل کیا پس اوٹہا وہ گویا کہ کچہ خلل نہین رکہتا تہا

کذا ذکر العلی اور تاثیر جنات کی حق ہے یہی ہی مذہب اہل حق کا اور غالب رہتا ہے آدمی
اوپر بسبب ذکر اللہ اور دعا اور تعویذ اور درود پڑہنے کی اور بڑی عمدہ چیز کہ اکثر آزمانے والون
نے آزمائی ہے دفع جنات کے لیے آیۃ الکرسی ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے
کہ ایک دفعہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ راہ مین جاتا تہا مین کہ ایک آسیب والے کو
دیکہا مین اوسکے پاس گیا اور کچہ اوسکے کان مین مین نے پڑہا پس وہ ہوشیار ہوا پہر آنحضرت
صلعم نے پوچہا کہ کیا پڑہا تہا تو نے عرض کیا مین نے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا
آخر آیت تک پڑہا فرمایا قسم اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے ہاتہ مین ہے اگر کوئی ہوشیار اسکو
پہاڑ پر پڑہے تو خوف الٰہی سے وہ بہی گر پڑے کذا ذکرہ الفخر رحمتہ قال خصائص کبرے مین
بیہقی سے روایت ہے کہ نقل کیا ابو دجانہ سے کہا ابو دجانہ نے کہ شکوہ لیگیا مین رسول خدا
صلعم کے پاس عرض کیا مین نے کہ یا رسول اللہ جسوقت کہ مین لیٹتا ہون بچہونے مین
تو ناگاہ سنتا ہون گہر اپنے مین آواز مانند آواز چکی کے اور بہن بہناہٹ مانند بہن بہنانی
آواز مکہی شہد کی اور دیکہتا ہون چمک مانند چمک بجلی کے اوٹہایا مین نے سر اپنا گہبرانے
ہوتے ڈرتے ہوتے ناگاہ دیکہا مین ایک سایہ سیاہ لٹکتا ہوا بلند اور لمبا ہوتا جاتا ہے صحن
گہر میرے مین پس قصد کیا مین نے طرف اوسکے پس ہاتہ لگایا مین نے جلد اوسکے کو پس ناگاہ
جلد اوسکی تہی مانند جلد سیہ کے پس پہینکا مونہہ میرے پر مثل شعلہ آگ کے پس گمان کیا مین نے
کہ اوسنے جلا دیا مجکو پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے رہنے والا گہر کا یعنی جن برا ہے ای ابودجانہ
پہر فرمایا کہ لاؤ میرے پاس دوات اور کاغذ پس لائے پس دی دوات اور کاغذ حضرت
علی بن ابی طالب رض کو فرمایا کہ لکہہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ھذا کتاب من محمد
رسول رب العالمین الی من طرق الدار من العمار والزوار والسائحین الا
طارق یطرق بخیر یا رحمن اما بعد فان لنا ولکم فی الحق سعۃ فان تک
عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راعیا حقا مبطلا ھذا کتاب اللہ ینطق
علینا وعلیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون ورسلنا یکتبون
ما تمکرون اترکوا صاحب کتابی ھذا وانطلقوا الی عبدۃ الاصنا

والی من بنی عمران مع الله الها آخر لا اله الا هو کل شیء هالک الا وجهه
له الحکم والیه ترجعون تغلبون حم لا ینصرون حم عسق
تفرق اعداء الله وبلغت حجة الله ولا حول ولا قوة الا
بالله فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم کہا ابودجانہ نے پس لیا
مین اوسکو اپنے گہر اور رکہا مین نے نیچے سر اپنے کے اور سویا مین اوس رات پس نہ جاگا مین مگر
آواز ایک چلانے والی کی سنے کہتا ہے ای ابودجانہ جلایا مجکو ای ابودجانہ قسم ہے لات اور عزی
کی ان کلمون نے پس ساتھ حق صاحب اپنے کے جب اوٹہا مین تو پیچہے ہے کتاب پس پہر
تیرے گہر مین اور نہ تیرے ہمسایہ مین پس صبح کی مین نے نماز صبح کی پہر آیا مین ساتھ رسول الله صلعم
کی اور خبر دی مین نے حضرت کو ساتھ اوس چیز کے کہ سنا مین نے جناب سے پس فرمایا ای ابودجانہ
اوٹہا قوم سے پس قسم ہے اوس ذات کی کہ بہیجا مجہے ساتھ حق کے تحقیق وہ پاتے ہین رنج عذاب کا ون
قیامت تک انتہی بلفظہ اور حصن حصین مین ہے واذا تغولت الغیلان فنادی
بالاذان مرقاۃ یعنی جب ظاہر ہون چلاوے پکار کے کہی اذان نقل کی مسلم نے اور ابن ماجہ
نے بعد ختم ہونے عبارت ظفر جلیل کی خاکسار خدمت مین جناب مخاطب کے عرض کرتا ہے
کہ احادیث نبوی سے ثابت ہو چکا کہ جن و شیاطین کا وجود خارجی ہے اور آسیب جن کا بہی ہوتا ہے
اور وہ گہرون مین بہی داخل ہوتے ہین اور اونکے نام خط بہی لکہے جاتے ہین تو اب یہ قاعدہ
کلیہ حضور کا کہان باقی رہا کہ جو شئے حواس کے ذریعہ سے معلوم نہو وہ وجود خارجی نہین رکہتی
ہے اتنی قدر حقیقت کا مرتفع ہو گیا تو معنی مجازی اور وہمی کا اختیار کرنا اور اوسپر اصرار اور استبداد
نہین ہے فائدہ الحمد لله کہ آیات واحادیث سے امور مفصلہ ذیل ہمنے ثابت کر دیے اول ابلیس بہی
جن کی ایک نوع ہے اور جن اور ابلیس کا وجود خارجی ہے دوم مادہ وجود ابلیس کا نار حقیقی ہے
سوم تمام جنون کے بلکہ سنن ابی داؤد مین ہے حدیث ہے قال قال رسول الله صلعم ان الغضب
من الشیطان وان الشیطان خلق من النار بعض انبیاء اور صحابہ نے شیطان کو دیکہا ہے
چہارم ابلیس اور اوسکے جنود کا یہ کام ہے کہ وہ انسان کو اغوا کرتے ہین بلکہ ابلیس کا تخت دریا پر
رکہا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے اغوای بنی آدم کے بہیجتا ہے اور جو اونمین افعال بہت

شیطان کی داد دیتا ہے پنجم ابلیس اور اوسکی ذریت و قوم سبکی سب دشمن بنی آدم کی ہین ششم اب تک ابلیس روتا ہے سجدہ نکرنے پر جب وہ ابن آدم کو سجدہ مین دیکھتا ہے جس سے وجود حقیقی سجدہ کا ثابت ہوتا ہے نہ مجازی ہفتم کبھی شیطان تسلط پاتا ہے ابن آدم پر اور کبھی بسبب برکت اسماء الٰہی و رتاثیر ادعیہ ماثورہ کی حاضر نہین ہوسکتا اور دور بہاگتا ہے کبھی کاتب لسان پر ہوجاتا ہے اور ردہ ادعیہ ماثورہ و کلمات طیبہ ایا فرانی سے دفع ہوجاتا ہے ہشتم یہانتک ابلیس کو تسلط دیا گیا ہے کہ طعام اموال اولاد مین بہی شرکت تصرفات کی حاصل کرلیتا ہے نہم ابلیس صاحب اولاد و صاحب قوم و لشکر ہے اور بعض جانور اوسکو دیکھتے ہین اور جانور نکو بہی ایذا دیتا اور اونکو ہلاک کرتا ہے اور غول بیابانی بنکر بہی ڈراتا ہے اور نماز مین بہی آکر ستاتا ہے دہم استراق سمع کیواسطے طرف آسمان کے جاتا ہے اور شہاب ثاقب سے مارکہاتا ہے وغیر ذلک من الاعمال والتصرفات

تو اب انصاف کرنا چاہیے کہ وجود خارجی ثابت ہونے مین کیا حالت منتظرہ باقی رہتی ہے اور جب یہ ثابت ہوا کہ منکر سجدہ حضرت آدم وہی ابلیس ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین نہ قوت انسانی تو اب دیکھنا چاہیے کہ اوسکو کس قدر تصرف اور کس کس قسم کا تسلط ابن آدم پر حاصل ہوا ہے پہلے ہم بیان کرتے ہین کہ خدا تعالی ہمکو خبر دے چکا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن بہی ہے اور گمراہ کرنے والا بہی ہے انہ عدو مضل مبین غور کرو کہ عداوت ابلیس کی اور اوسکے قوم کی انسان کے ساتھ جیسے یقینی ہوگئی اوسی طرح اغوا اور اضلال بہی قطعیات سے ہوگیا تو کیونکر کوئی ذی علم ایسا شبہہ کرسکتا ہے کہ شیطان صرف انسان کا دشمن ہے مگر مومنون مین نہین ہے کلام الٰہی نے اس شبہہ کو بہی دفع کردیا ہے اور انہ عدو مضل مبین کہکر ہمکو سمجہا دیا ہے اور اسی آیت کے موافق وہ احادیث بہی ہین جنمین وسوسہ شیطان کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ وسوسہ دو قسم پر ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کسی شکل اور صورت مین آکر مثلاً نماز مین خلل ڈالے اور خضوع اور خشوع مین فرق ڈالے یا دیگر امور خیر مین مخل ہوجاوے دوسرے یہ کہ ہمارے دلونمین وسوسہ پیدا کرے اور مثلاً غصہ کی حالت مین اشتعال طبع بڑہاکر جورو اور خصم مین مفارقت و مباینت کرادے اور پہر موافق مضمون حدیث کے عزازیل کی لشکریون مین وہ شیطان سب سے زیادہ تقرب پاوے بہرکیف اضلال کا لفظ قرآن مجید مین ایسا جامع واقع ہوا ہے کہ سب افراد پر صادق آتا ہے پس جب یہ بات طے ہوگئی کہ اضلال بہی کام ہے شیطان کا تو تسلط اوسکا اعضاء ظاہری و باطنی انسان مین قابل انکار نہ ہیگا اور کیونکر اوسکا تسلط کامل نہ مانا جاویگا حالانکہ

ف سنن ابی داود مین باب ما یفعل اذا اجتہد مین سیلان جیسا بہی مذکور ہے … صلعم نے الاعقل سے … من نفس … ونفخہ الشیطان ونفثہ الشعر ونفخہ الکبر … وسوسہ شیطان باعدای قرنفل بکا ابہوا سیط ساتہ … ایا ہے ۱۲ منہ رح

قرآن شریف کی متعدد آیات سے بھی ایسا ہی تصرف اور تسلط ثابت ہوتا ہے کہ ما مر سابقاً کیف
لا سورہ اعراف میں بھی ہے قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ
یعنے بولا ابلیس جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہے میں بیٹھونگا اونکی تاک میں تیری سیدھی راہ پر یعنے
اونکی بھی راہ مارونگا پھر اونپر اونگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور نہ پاویگا
تو اکثر اونمیں شکرگذار موضح القرآن اور عطیہ سے جو روایت ابن عباس سے ہے اوسکی
یہ عبارت ہے من بین ایدیھم من قبل دنیاھم یعنی ازینھا فی قلوبھم و
من خلفھم من قبل الاخرۃ فاقول لا بعث ولا جنۃ ولا نار وعن
ایمانھم من قبل حسناتھم وعن شمائلھم من قبل سیاٰتھم کما فی المعالم
یعنے دنیا کی زینت کو اونکے دلونمیں جگہہ دونگا اور آخرت کے باب میں یہ شک ڈالونگا کہ نہ حشر نشر ہے نہ جنت و نار کی کچھ اصل ہے اور حسنات سے باز رکھونگا اور گناہوں پر راغب کرونگا اور
قتادہ کا یہ قول ہے اتاھم من بین ایدیھم فاخبرھم انہ لا بعث و
لا جنۃ ولا نار ومن خلفھم من امور الدنیا یزینھا لھم ویدعوھم
الیھا وعن ایمانھم من قبل حسناتھم بطاھم عنھا وعن شمائلھم
زین لھم السیئات والمعاصی ودعاھم الیھا اتاک یا ابن ادم
من کل وجہ غیر انہ لم یاتک من فوقک لم یستطع ان
یحول بینک و بین رحمۃ اللہ کما فی المعالم
الغرض مفسرین کے سے اقوال سے معنی آیت میں اغوای ابلیس ہر قسم کا ظاہر ہوگیا اور یہی ایسکی
سو یہ ہے يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم
مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا یعنے اے اولاد آدم کہیں
بہکا نہ دے تمکو شیطان جیسے نکلوا دیا تمہارے ماں اور باپ یعنے آدم اور حوا کو بہشت سے اور
چھنوا دیا اونسے لباس اونکا اور یفتننکم کے معنی ہیں یضلنکم کما فی المعالم اور سے

فی زماننا بعضوں نے ایسا ہی اکثر شروع کیا ہے کہ بہشت و دوزخ ہم جنت سے ہمارا سب مجازات و استعارہ ہیں اصل میں واقعی شیطان نے ایسا ارادہ تو ہی پورا کر دکھایا ہے اور حضرت قتادہ و ابن عباس کی سے ساتھ یہ مضمون سب کا ثابت ہے قرآن شریف سے ہی رہا اس کا جواب ظاہر ہے جیسا کہ ہمیں ثابت ہے سر سید مراد

زیادہ صاف ہے قول ابلیس کا سورۂ حجر مین ہی لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ الآیۃ الحاصل خوب ثابت ہوا کہ اضلال و اغوا و عداوت اوسی شیطان رجیم کا کام ہے جسنے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت واسطے اغوای بنی آدم کے مانگی تہی اور سجدہ سے انکار کیا تہا اور جسکو بنی آدم کے قلوب و ظاہر و باطن بدن مین اثر پیدا کرنیکا اختیار یہان تک ملا ہے کہ دنیا کی زینت کو دل مین جگہہ دیتا ہے اور گناہون پر آمادہ کرتا ہے اور ثواب و عذاب آخرت سے انکار کراتا ہے اور وسوسہ اوسی اضلال و اغوا کا نام ہے تو اب کچہہ کلام نرہا کہ نماز مین جو وسوسہ ڈالنے والا ایک خاص شیطان ہے جسکا نام خنزب ہے یا حدیث مین جو آیا ہے کہ شیطان مانند خون کے بدن مین تیرتا ہے اوس سے مراد وہی اثر تسلط شیطان کا ہے جیسا آسیب وہ مین ایک خاص قسم کا اثر ہوجاتا ہے اور تاثیرات اشیاء خارجی کا کوئی انکار نہین کرسکتا ہے مثلاً سمیت ہوا کی کیسا اثر پیدا کرتی ہے اور ہوا کا وجود خارجی مگر سمیت کا وجود خارجی محسوس نہین ہوتا ہے وہ ایک طور کا اثر ہے اسیطرح شیطان کا وجود خارجی ہے اور اوس سے ظاہر و باطن بدن انسان مین ایک تاثیر اغوا و اضلال کی یا ایذا و تکلیف کی پیدا ہوجاتی ہے اور بعض احادیث مین نظر بد کا اثر پیدا ہونا اور اوسکا علاج ارشاد ہوا ہے حالانکہ وہ کیفیت ہی جسم انسان مین ایسا اثر پیدا کرتی ہے کہ بیماری سے بدتر کردیتی ہے اور صرف اوسی شخص کا وجود خارجی معلوم ہوتا ہے جسکی وہ نظر ہے مگر نظر کے واسطے وجود خارجی ضرور نہین ہے اسی طرح شیطان کا وجود خارجی ہے مگر اوسکے تسلط سے جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ قابل انکار نہین ہے اور بلا شک وہ اثر بدن مین ایسی سرایت کرتا ہے جیسے رگون مین خون جاری تو جس حدیث مین وسوسہ خنزب شیطان کا ذکر ہے یا خلل انداز ہونا نماز مین شیطان کا اور حضور قلب مصلے مین حجاب ہونا اوسکے سوء کا مذکور ہے جسکو حائل ہوتا ہے تکلف کہہ سکتے ہین وہ ہرگز قوت بہیمیہ پر دلالت نہین کرتی ہے بلکہ وجود ابلیس مین تائید دیتی ہے اور اثر ابلیس کا بدن مین جاکر تسلط پیدا کرنا اور مثل ہوا کے داخل جسم ہوجانا اور پہر اثر اپنا مانند سمیت وغیرہ کے پیدا کرنا ایسا امر نہین ہے جو خلاف عقل ہو یا اوسپر جری مجری الدم کی تشبیہ صادق نہ آوے مشبہ اور مشبہ بہ یعنے شیطان اور خون مین وجہ شبہ کی وہ ہی سرایت ہے جو ہم بیان کرچکے ہین تو اب حدیث ثانی بہی ہماری

[حاشیہ: ...حصین بن ... ملک ... انی ... بسم اللہ ... ثم قال ... سہل ... الناس ... لا ... یعنے جب انسان یا حیوان کو نظر لگ جاوے ... زائل کیا جاسکے ۱۲ منہ]

ہوئیں ٹہرے گی نہ حضرت مخاطب کی کیونکہ کسی حدیث مین قوت بہیمیہ کا ذکر بہی نہین ہے
اور بعد ثبوت کلی اس امر کے کہ اغوا و اضلال و وسوسہ خاصہ ہے اوسی ابلیس کا اور اسکے
جنود و ذریت کا جسکے واسطے عدو مضل صاف فرمایا ہے تو اول احادیث کی بحث جاتی
رہی جسمین اسی قسم کی وساوس و اضلال شیطانی کا ذکر ہے کیونکہ بعد رفع ہو جانے تعذر
حقیقت و ضرورت مجاز کے وہ سب احادیث لنا لا علینا سمجھے جائینگی کما یعلم الخبیر اور اوسی
مقام پر ہم یہ بہی ذکر کر دینا مناسب سمجھے ہین کہ جسطرح حقیقت ذات شیطان کی ہمنے ثابت
کر دی کہ وہ جن کی نوع سے ہے اور بنی آدم کا دشمن بہی ہے اور مغوی اور مضل بہی ہے اسی
اوسکو کہین ابلیس کہین جن کہین شیطان کہین عفریت کہین طاغوت کہین خناس بہی کہا گیا
ہے اسی طرح ہمکو جناب مخاطب یہ امر ثابت کر دین کہ لغت مین یا اہل لسان کے محاورہ
مین قوت بہیمیہ کو معنی حقیقی یا منقول عرفی یا شرعی مین ابلیس و شیطان کہتے ہین مثلاً جب
کہا جاوے کہ انسان مین کتنے قوی ہین تو جواب دیا جائیگا کہ شامہ و باصرہ و حس مشترک و وہم
و خیال و حافظہ و حس و متخیلہ و عقل و علم وغیرہ سے انسان بنایا گیا ہے اور اگر حضرت مخاطب
مجبور ہو کر فرماوین کہ قرآن مین تشبیہ مراد ہے تو تشبیہ کے واسطے مشبہ و مشبہ بہ چاہیے پہلے
اصلی شیطان کو مان لینا پڑیگا بعدہ باعتبار وجہ شبہ کسی انسان کی قوت کو شیطان کہہ سکتے ہین
اور تشبیہ مراد لے سکتے ہین ورنہ مشبہ اور مشبہ بہ واحد ہو جائینگی اور اگر استعارہ اور مجاز مراد ہے
تو کسی قاعدہ کے ساتھ تطبیق دیدیجئے تو تبادر اذہان ہے نہ سیاق سباق سے کچھ مناسبت ہے
نہ متعارف و شائع ہے نہ معانی متعددہ مین سے کسی ایک کا اختیار کرنا ہے نہ قرآن مین کوئی
لفظ طرف اوس معنی مجازی کے اشارہ کرتا ہے نہ کسی مثل یا قول مشہور کے موافق ہے
جس سے معنی مجازی خاص فہم مخاطبین مین قائم ہو سکین قرآن شریف مین جہان تشبیہ دی گئی
ہے اکثر لفظ مثل یا ضرب اللہ مثلاً یا کاف تشبیہ کا یا کوئی دوسرا اشارہ موجود ہے جیسے مثل نورہ
کمشکوۃ مثلہم کمثل الکلب ضرب اللہ مثلا وضرب المثل و مثلہم کمثل الذی استوقد نارا ضرب اللہ مثلا
رجلین الآیۃ وغیر ذلک من الآیات کسی اور قسم کا مجاز ہی اگر ایسا ہو تو محاورات اہل لسان و تبادر
اذہان کے خلاف کہین نہین ہے بخلاف آیات قصہ آدم کے کہ تمام و کمال الفاظ مراد مخاطب ہے

متنافر اور متغایر ہین اور صوفیہ کرام جو یہ فرماتے ہین کہ خدا کی یاد سے جو چیز ہمکو غافل کرے یا لذائذ دنیا کی طرف رغبت دے وہ ہمارے حقمین شیطان ہے یا یون کہتے ہین کہ ہمارا نفس جو دنیا طلبی مین ہمکو رکھنا چاہتا ہے وہ بھی ہمارا شیطان ہے اس سے حضرت مخاطب کو کچھ فائدہ نہوگا کیونکہ وے لوگ وجود حقیقی ابلیس کے منکر نہین ہین نہ کسی قوۃ مسلمہ مخاطب کو شیطان ٹھہراتے ہین بلکہ شیطان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین ہر چیز کو جو خدا کی یاد سے غافل کرے تو تہذیب الکلام مین صاحب لعد اللہ آبادی کے قول کی سند پیش کرنا محض بیفائدہ ہے پس جبکہ قوۃ بہیمیہ ابلیس نہین ٹھہری تو جو تفسیر آیات قرآنی کی اہل اسلام کرتے آتے ہین وہی درست ٹھہری گی نہ طبع آزمائی و ایجاد حضرت مخاطب کی وہو المقصود تنبیہ — جناب مخاطب کا یہ دعوی ہے کہ بدن انسان مین ایک قوت بہیمیہ ہے جو روح کے ساتھ عداوت رکھتی ہے اور روح کو اوسکے ساتھ عداوت ہے بلکہ تہذیب الکلام مین یہ بھی فرمایا ہے کہ قبل کھانے شجرہ ممنوعہ سے وہ عداوت اصلی آئی تھی اس دعوے پر دلیل ہمکو عنایت فرماوین کیونکہ کسی کتاب علم حکمت و یا شرع شریف مین ہم اس قول کی تصدیق نہین پاتے ہین جہان تک ہمکو معلوم ہے اسی قدر ہے کہ تمام قوای انسانی ظاہری و باطنی خادم نفس انسان کے ہین روح کی تفریح و تقویت چاہتے ہین کسی قوت کو عداوت ساتھ روح کے نہین ہے کیونکہ روح ذاتی ہے اور قوی اور اعضاء بدن صفات و عرضیات اوسکے ہین ہر ایک قوت سے قوام بدن و بقای روح ہوتا ہے جب کوئی قوت بیکار ہو جاتی ہے اوسی قدر روح کو صدمہ پہونچتا ہے اور اوسکے اعادہ کی خواہش کرتی ہے علاوہ اسکے کوئی قوت بہیمیہ ایسی نہین ہے جسکو فی نفسہا مثل انسان کامل کے علم و عقل نفع و ضرر کے سمجھنے کا حاصل ہو حالانکہ عداوت کرنا اور دھوکا دینا منحصر ہے اس امر کے فہم و ادراک پر کہ روح کو صدمہ پہونچانا کس فعل سے ہو سکیگا اور وہ فعل کیونکر سر انجام پاویگا اور اوسکا کیا نتیجہ نکلیگا اور ایسا علم و عقل تسلیم کے لایق نہین ہے جب تک ایک قوت کو جو دشمن ٹھہرائی جاتی ہے مثل انسان کامل کے نہ سمجھا جاوے جو بالبداہت باطل ہے مثلاً قوت سامعہ کا خاصہ ہے کہ جسقدر آواز اچھی یا بری آوے اوسکو قبول کرلے اور باصرہ کا اتنا ہی کام ہے کہ جب آنکھ کھولی جاوے تو جو چیز اچھی یا بری سامنے آوے اوسکا انعکاس قبول کرلے اور حس مشترک کا

بہی ایسا ہی حال ہے کہ بذریعہ قوت باصرہ کے جو حاصل ہوا اوسکو نگاہ رکہے اور واہمہ
وغیرہ کا بہی ایسا ہی عمل ہے اور بعض اعضا مین بعض قوت بہی خاص ہین جیسے زبان مین
قوت ذائقہ اور اعضاء تناسل مین قوت مباشرت اور کان مین قوت سمع ہان عقل کا یہ کام ہے
کہ جس قوت کا اقتضاء خلاف مصلحت او مخالف روح و نا ملائم حالات وقت سمجہتی ہے اوس سے
باز رکہنا چاہتی ہے اور روح انسانی عقل و علم کی بدولت استعمال بعض قوت کا بعض اوقات نا
پسند نہین کرتی ہے مثلا جب عقل کے ذریعہ سے روح کو معلوم ہوتا ہے کہ زہر کہانا اگرچہ
طعام لذیذ مین ملا ہو مناسب نہین ہے تو قوت ذائقہ و اشتہا ہی طعام کو استعمال نہین کرتی
یا جب معلوم ہوتا ہے کہ دیکہنا آفتاب کا ضعف بصر پیدا کریگا تو قوت باصرہ کو اوسکی طرف متوجہ
نہین ہونے دیتی اسیطرح ہر ایک قوت کا حال ہے ہان جب ضعف عقل ہوتا ہے تو ہر ایک
قوت سے ضرر پہونچ سکتا ہے اور وہی نقصان پہونچاتی ہے مثلا جب عقل نے طعام زہر آلود
کے کہانے سے نہ روکا تو قوت ذائقہ نے گو لطف اوٹہایا مگر روح کو صدمہ پہونچا اسیطرح بیہودہ
چیزین درد انگیز حکایتین بذریعہ سامعہ کے سننے مین آوینگی اور بذریعہ باصرہ کے صورت مکروہ دیکہنے
مین آوینگی اور بذریعہ قوت مباشرت کے زنا واقع ہوگا سارا مدار عقل و علم پر ہے اوسی کے کمال
سے ہر قوت سے نفع ہے اور اوسی کے نقصان سے ہر قوت سے نقصان ہے اور ضعف
اور قوۃ کا عقل کا کبہی تو جبلی ہوتا ہے اور کبہی سوء مزاج سے پیدا ہوتا ہے کبہی قلت علم اور تجربہ
سے ہوتا ہے اور قوت عقل کی کثرت علم و صحت جسمانی و صحبت صالحین و عقلا وغیرہ اسباب
سے پیدا ہوتی ہے اور زیادت علم تحصیل سے متعلق ہے یا خداداد ہے الحاصل کوئی خاص
قوت ایسی نہین ہے جسکو خود یہ قابلیت و استعداد حاصل ہو کہ ہمیشہ روح کی عداوت پر قائم رہی
اور روح اوسکو اپنا دشمن جانتی ہو اگر قوت بہیمیہ نام رکہا ہے قوت شوقیہ و شہوانیہ کا تو لا نسلم
کہ وہ دشمن روح ہے اوسی قوت کی بدولت کہانا لذیذ کہاتے ہین اور زن منکوحہ سے صحبت
کرتے ہین عمدہ اسباب کا استعمال کیا جاتا ہے نفیس چیزونکا پاس رکہنا مرغوب ہوتا ہے تفریح
روحانی کے واسطے اوسی قوت سے کام لینے کا دستور ہے برعکس اسکے گندہ چیزین ناپاک
مکان کثیف طعام وغیرہ خباثت سے روح کو صدمہ پہونچتا تو اب کوئی نہین کہہ سکتا ہے کہ

قوت شہوانیہ شوقیہ دشمن روح کی ہے یہان بہی وہی فائدہ کلیہ ہے کہ عقل انسان کی اون قوی سے بہی کام لین موقع اور مصلحت دیکہکر پسند کرتی ہے اگر عقل مین نقصان ہوجاتا ہے یا علم کچہ کمی کرتا ہے تو اوس قوت سے بہی ضرر پہونچتا ہے جسطرح کہ اور قوتون سے پہونچ سکتا ہے البتہ شیطان کا ایک ایسا وجود ہے جسکو نفع اور ضرر کا بخوبی علم ہے اور وہ بہی مثل انسان کے فہم کامل رکہتا ہے و نیک بد کا نتیجہ سوچ کر عقل مین تصرف اس قسم کا کرتا ہے کہ وہ دہوکہ کہاتی ہے اور اپنا کام عداوت قدیمہ کا بخوبی نکال لیتا ہے دیکہو غصہ بہی ایسی قوت نہین ہے جو ہر وقت ہمیشہ مذموم ہو اور اوسکو دشمن روح کا مان لیا جاوے مثلا جب کوئی انسان زید کو دیکہے کہ وہ معاذ اللہ قرآن شریف کو بے ادبی کے ساتہ پہینک کر اس فعل پر خوش ہو رہا ہے یا کسی مصلی کو نماز پڑہنے سے بجبر روکتا ہے اوس وقت یہ حرکت زید کی دیکہکر اگر غصہ آوے اور اوس حالت مین زید کو روکے اور سزا دے تو وہ غصہ عین حرارت ایمان کے در دوسرے مین داخل ہوگا الحاصل کوئی بہی قوت ایسی نہین ہے جسکو محض عداوت ساتہ روح کے ہو اور ہمیشہ دہوکہا دینے کا ارادہ کرے اور یہ سمجہتی ہو کہ وہ ایسا طہور مین لاؤن تب روح کو صدمہ پہونچے اور ایسا کام کرایا جاوے جس سے دوزخ مین داخل ہوسکے بلکہ جس وقت ذرا سا بہی صدمہ روح کو پہونچتا ہی تمام قوی انسانی اوسی کے دفع کرنے مین متوجہ ہوجاتی ہین اور روح کو بدن سے خارج ہونے سے بچاتی ہین اور ایسا کیون نکرین گی روح کے نکلتے ہی تمام قوے خود غارت ہوجاتینگے بخلاف شیطان کے کہ اوسکا کیا بگڑیگا خوب تماشا دیکہے گا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ہر ایک قوت کو خواہ اونمین سے بعض کو بفرض محال ایسا علم و شعور مان لو کہ وہ عقل کی بہی چراغ گل کرتی ہے اور خود علم و عقل ایسا رکہتی ہے کہ انسان کامل اوس اپنے ہی ایک جزو سے عاجز آجاتا ہے پہر بہی ایسی ذی عقل قوت اس امر سے غافل نہوگی کہ اگر روح ہمہ امتناع کریگی اور کفر اختیار کریگی تو دوزخ کے عذاب مین مبتلا ہوگی اور اوسکے ساتہ ہمکو بہی دوزخ مین جانا پڑیگا کیونکہ انسان کامل ساتہ سب قوی کے ہوتا ہے اور جب وہ انسان کامل دوزخ مین پہونچیگا تو قوی کیونکر نہ پہونچین گی بخلاف ابلیس کے کہ وہ خوب جان چکا ہے کہ اوسکی نجات نہین ہے ضرور دوزخی ہے تو وہ خدا سے چاہتا ہے کہ اوسی کی طرح ہر ایک بن آدم بہی دوزخ کا عذاب پاوے شاید اس مقام پر ہمارے جناب فلسفیت مآب یہ فرماوین کہ ہم حشر اجساد کے کب قائل ہین کیا ہماری تہذیب الاخلاق مین نہین

ف اور بعض علمائی اپنی اصطلاح میں قوای ملکیہ اون [illegible] روح [illegible] ... انسان حیوان کو [illegible] ... روحانی یا [illegible] نفس انسانی نہین بلکہ وہ کسی اصطلاح کے موافق بہی قول مخاطب کا صحیح نہین ۱۲ منہ

دیکھا ہے کہ دوزخ کی حقیقت غلط ہے وہان کوئی بہتی آگ کی یا مولویصاحب کے چولہے کی
آگ نہین ہے محض جہلاکے ڈرانے کے واسطے مجازات کا بیان ہوا ہے پہر قوت جسمانی
کیونکر دوزخ سے خوف کریگی اسکے جواب مین فقیر یہ عرض کریگا کہ پہر بہی قوت جسمانی ہی کا نقصان ہو
یعنے اگر روح کو تباہ کریگی اور روح جسم کو چہوڑ دیگی تو گو علم وعقل یا ادراک خاص قسم کا اوسکے
ساتہ رہے مگر قوای بہیمیہ تو معدوم ہو جاوینگی جنکا وجود منحصر ہے بقای اعضار جسمانی پہر جسس گہر مین
سارا کہیل تماشا ہے گویا اوسی مین آگ لگانی ہوگی روح کے ساتہ عداوت کرنی عین اپنے ہی ساتہ
عداوت ہے اگر ہمارے جناب مخاطب مجبور ہو کر یہ فرما دین کہ ہان ایسی کوئی قوت علم حکمت
یا کتاب وسنت مین بلفظ خاص مذکور نہین ہے مگر قوت شہوانیہ وغضبیہ وشوقیہ پر انطباق قوت
بہیمیہ کا ممکن ہے لہذا ہم اوسکو بلفظ قوت بہیمیہ مجازاً تعبیر کرتی ہین جیسا کہ باقی قوی کو ملکیہ بیان
کرتی ہین خاکسار عرض کریگا کہ اس مجاز خانہ خراب نے تو عذاب مین جان ڈالی ہے پہلے لفظ
ابلیس کا مجاز ہوا قوت انسانی سے اور دعوی کیا کہ ابلیس وشیطان سے وہی قوت بہیمیہ مراد ہے
جو آدم کے بدن مین موجود تہی جب اوس قوت کا بہی پتا نہ چلا تو اب اوسکا بہی مجاز نکلا کہ قوت
شہوانیہ یا غضبیہ وغیرہ کو مجازاً بہیمیہ کہا گیا ہے خیر یہ تو سُن لیا مگر یہ ارشاد فرمایئے کہ بہیمیہ کی وجہ تسمیہ
کیا ہے اور اوسکے واسطے جو نام تجویز ہوا ہے اور خطاب عطا فرمایا ہے اوسکو سرکشی خدا تعالی
کے ساتہ کرنے سے اور نافرمانی سے کیا علاقہ ہے اچہا یہ بہی جانے دو اتنا ہی جواب دو
کہ نام قوت کا بدلنا تو آپکی خاص اصطلاح ٹہرے گی پہر کیا ضرور ہے کہ وہ اصطلاح تمام اہل اسلام
مان لین یہ بہی سہی مگر ارشاد کیجیے کہ نام بدل دینے سے کیا تعریف ہے بدل جاتیگی یہ تعریف قوت
بہیمیہ کی علم وحکمت اور شرع مین کہان مذکور ہے کہ اوسکو روح کے ساتہ عداوت ہے اور
روح اوس سے عداوت رکہتی ہے اور اوسکا صرف کام وسوسہ ڈالنے کا ہے اگر بیچ کتب
علم طب وفلسفیت وشریعت مین ایک بہی قوت ایسی نہین مذکور ہے جسپر آپ کے بیان کے
مطابق تعریف صادق آتی ہو نہ قوت غضبیہ کا یہ کام ہے نہ قوت شہوانیہ وشوقیہ کی وہ تعریف ہی
تینون اقسام اصلی قوی کے اور اونکے اصناف ملاحظہ فرمالیجیے کہ اونکا مبدا اور لازم وتعریف
کیا ہے اور وہ کب جو مجسمات مین حرارت غریزیہ سے مرکب ہین اور اونکا کب یہ فعل ہے وہ تو

وہ تو سب کی سب روح کی تابع اور خادم ہین اگر کہو کہ لذائذ روحانی پر رغبت دلاتی ہین تو بھی لذائذ
روحانی ہرگز دشمنی روح مین داخل نہین ہے بلکہ تقویت روح کو چاہتی ہین اور اعضا کو اور ارواح
حیوانی و طبعی و نفسانی کو قوت دیتی ہین اور قوام بدن اوس سے درست ہے نہ ہر قسم کے لذائذ ممنوعہ
فی الشرع ہین تو عداوت محضہ کے کیا معنے ہین بخلاف ابلیس کے کہ وہ محض عداوت و اضلال ہی
کرتا ہے پہر کیونکر آپکی تقریر کسی علم سے مطابق ہو سکتی ہے اب ہم باقی تقریر جناب مخاطب زہبی
خدشات بیان کرتے ہین قولہ میرا نام آدم ہے اقول آپنے تبیین الکلام مین سوای ابوالبشر حضرت
آدمؑ کے ایک اور آدم کا وجود قائم کیا ہے اوسکے ثبوت مین یہ آیت پیش کی ہے اِذْ قَالَ
رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً پس ظاہر ہے کہ سارا
قصہ خلیفہ بنانے کا اور ملائکہ کے ساتھ سوال و جواب ہونیکا اور تعلیم اسما کا بیان جو کچھ قرآن شریف
مین ہے اسی آیت سے شروع ہو کر ساتھ حرف عطف کے آخر تک چلا گیا ہے اور وہ ایسے آدم
اول سے متعلق کیا جو ہم لوگونکا دادا اور حضرت حوا کا زوج نہین تہا بلکہ آپکا تبیین الکلام مین یہ
قول ہے کہ وہ آدم پہلا نر و مادہ ساتھ ساتھ پیدا ہوتے تہے اور اونکی غذا نباتات زمین ہوا کرتی
تہی اور اونکے بعد کئی آدم پیدا ہوئے یہان تک کہ حضرت ابوالبشر جب پیدا ہوتے تو زمین سنسان
تہی اور سبز کوئی قسم نباتات کی نہتہی صرف شبنم روی زمین کو تر کرتی تہی مگر اب سرگذشت آدم مین آیات
مذکور کو حضرت ابوالبشر کی شان مین قرار دیکر ارشاد ہوتا ہے کہ خدا نے اونکو اپنا نائب زمین بنایا
اور فرشتہ غل مچاتے رہے لہذا میری یہ عرض ہے کہ باب اول توریت کی تفسیر کو اور یہان کی تقریر کو
حضور مطابق کر دیجیے کہ وجہ اختلاف کی آپ ہی کی دونون تالیفات مین کیا ہے اور یہ کیا علم و
یقین تفسیر قرآن کا ہے کہ جس وقت جیسا واہمہ پیدا ہوتا ہے ویسے ہی معنے آیات کے ارشاد
ہوا کرتے ہین اسکے بعد یہ ارشاد ہو کہ آدم اول جنکا ذکر تبیین الکلام کی تفسیر باب اول مین ہے
قرآن و حدیث سے آپ کیونکر ثابت کرتے ہین مجرد اس قدر کہدینا کہ خدا کے کلمات اور مخلوق بے انتہا
ہین واسطے ثبوت آدم اول کے کافی نہین ہے لا دلالۃ للعام علی الخاص یہان
ثبوت ایک فرد خاص کے وجود کا چاہیے جسکے آپ مدعی ہین اور توریت کی مطابقت ملت
اسلامیہ سے کر رہے ہین پہر کیف حضور والا متعدد آدم کے وجود کو مانتے ہین پہر یہ آدم مجازی

ف
بیان سے تبیین الکلام کی مخاطب کی بنیاد منہدم ہوتی ہے

جو واسطے بیان کرنے تفسیر غلط آیات قرآن شریف کو آپکے سامنے حاضر ہوا تھا کیونکر جانا کہ وہ
حضرت ابو البشر تھے جیسا وہ سارا قصہ بلا آیات سجدہ وجنت وشجرہ و ابلیس وغیرہ کا مجازی بنایا گیا ہے تو گویا
اصلی آدم بھی نہ تھا مجازی آدم اور مجازی قرآن اور مجازی خدا بھی سمجھا ہوگا اور خود حضور بھی عالم خیال
مین مجازی تھے تو یہ تحریر بھی غالبًا وہی خیالات مجازیہ مین ہم سمجھتے تھے کہ آپ حقیقی تفسیر ہماری مسلم
اور مقبول قرآن شریف کے بیان کرینگے مگر یہ تو کوئی وہمی آدم نام ٹھہرا کہ شیطان حاضر ہوا ہوگا جو
اپنے خالق کا نام بھی نہین جانتا تھا نہ یہ پہچانتا تھا کہ مجکو کسنے پیدا کیا اور جب وہ پیدا ہوا تھا تو زمین
ویران تھی شبنم کے سوا اوسپر کچھ نہ تھا پھر وہ باغ عدن جسکو جنت ٹھہرایا جاتا ہے کہان سے آیا
ہوگا شاید للو بالی اور کلو کسان اوسی آدم خیالی کے ساتھ کیڑے مکوڑون مین پھرتے چلتے پرانے
جنے آدم گذشتہ کی نسل سے مل گئے ہونگے لاکن پھر تعجب ہے کہ زمین تو سنسان تھی وہ کیڑے
مکوڑے پرند چرند کہان سے آتے ہونگے اور جنکی غذا نباتات ہے وہ کیا کہاتے ہونگے اور کیونکر
جیتے ہونگے شاید للو کلو کے باغ کا سبزہ ہوگا نہ ملتا ہوگا مگر وہ بھی کہان تک اور کس قدر ہوگا اور
اوسپر طرہ یہ ہے کہ جب وہ آدم پیدا ہوا تو حضرت کے بیان سے ٹپکتا ہے کہ پہلے وہ محض نطفہ تھا
جو درخت کے تخم کیطرح تُہنگے سے بھی باریک اور رائی کے دانے سے بھی چھوٹا تھا اوسی مین
نبوت اور خلافت بھی چھپی ہوئی تھی پھر بھی یہ بات حضور کے معارف اور حقائق سے بصراحت
معلوم نہوئی کہ وہ نطفہ کسکے اعضاء تناسل سے نکلا تھا اور کسکے بطن مین ٹھہرا تھا شاید کسی جانور کا
نطفہ ہوگا اور زمین مین گر پڑا ہوگا اور زمین مین خاصیت تخم روئیدگی کی پیدا ہوتی ہوگی وہی سو گھاس کی طرح
جما ہوگا مگر شک ہے کہ جانورون نے وہ گہاس نوش جان نہ کی حضرت آدم خیالی بچ گئے مگر پھر
لطف یہ ہے کہ صغیر سن مین نہ بیچارہ کو دودھ پینے کو ملا ہوگا نہ کوئی سامان غذا کا ہوگا نہ خود ایسی
عقل تھی کہ بچپن مین کوئی فکر غذا کی کر سکتے تھے ہان شاید للو کلو کی جوڑوان بھی ہونگی اونہون نے
پرورش کر لیا ہوگا اور اپنے باغ مین اوٹھا کر لیگئے ہون گے یا شاید کسی سؤر یا کتے یا شیر وغیرہ
جانور وحشی و درند کی مادہ نے دودھ پلایا ہوگا جو کچھ حضور کی تحقیق ہو اور مجال الہٰی بی کے ذریعے سے
یا آدم مجازی کے معارف وحقائق مین ثابت کر لیا ہو ارشاد ہو جاوے کہ اوس باریک تہنگے
کی پرورش مین بلوغ تک پہونچنے مین موافق قاعدہ نیچر کے یا کسی آیت وحدیث کے کس طور پر

واقع ہوئی تھی چونکہ آدم وہمی ہر وقت پیش نظر رہتا ہے ایکی بار اوس سے یہ سوال بھی کر بیٹھو
کہ داداجان خدا نے فرشتون سے کہا تہا کہ آدم کو سجدہ کرنا اور یہ بھی فرمایا ہے اِذَا نَفَخْتُ
فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِیْنَ اس سے معلوم ہوا کہ بعد نفخ
روح کے وہ سجدہ واقع ہوا اور ابلیس نے انکار کیا اور کوئی لفظ کسی آیت کا ایسا پایا نہین جاتا
ہے کہ بعد نفخ روح کے مثلاً اٹھارہ برس تک سجدہ مین توقف ہوا تہا حرف اذا کے بعد ف
تعقیب کی بھی موجود ہے مشرقی تعلیم یافتہ کٹھ ملا اونچی ڈاڑہی اور اونچے پائنچے وعمامہ و جبے والے
لوگ کہتے ہین کہ بعد نفخ روح کے کوئی زمانہ ابوالبشر کے بچپن کا قطعی ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ
اونکا قالب ایسا تیار کیا گیا تہا کہ نفخ روح ہوتے ہی فرشتون نے سجدہ کیا اور علم اسماء کا تعلیم
ہوا اور اونکو حکم ہوا کہ جنت مین رہین فرض کیا کہ اگر عرصہ قلیلہ تک وہ زمین مین بھی قبل داخل ہونے
جنت سے رہے ہون مگر جوان عاقل عالم فرشتون کے اوستاد خدا کے خلیفہ تھے اپنے رزق کی
آپ فکر کرسکتے ہونگے مگر پہنگا سا ایک کیڑا جو بڑہتے بڑہتے سالہا سال مین جوان ہوا اوسنے کیونکر
اپنی پرورش آپ کرلی اور وہ کسکے بطن سے کسکے نطفہ سے پیدا ہوا تہا اور عالم اسباب مین
داداجان جب آپ پیدا ہوتے تھے تو اوس روز حضور نے کس کا دودہ پیا تہا خلاصہ یہ کہ
آپکی تربیت ہماری سمجھہ مین نہ آئی ذرا اسے بتا دیجیے اور کسی آیت قرآن سے ملا دیجیے اور جو کچھہ آپ
نے دیکھا وہ حضور ارشاد فرما دیجیے اور اگر آپ کو داداجان مہربان ہون تو ذرا اون سے اس آیت
کے معنی بھی پوچھہ دیجیے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى
یہ تو ظاہر ہے کہ آدم موہوم نے جنت حقیقی کی کبھی صورت بھی نہین دیکھی جو کچھ حال گذرا ہے وہ
باغ عدن ہی مین گذرا ہے تو وہ تینون حالتین زمین سے پیدا ہونے کی اور پہر زمین مین جا اوتر
کرنیکی اور پہر زمین ہی سے روز قیامت نکلنے کی نہایت خوبصورتی سے بیان کرینگے ہم لوگ تو محمدی اور
محمد صلعم کے زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگون کے اقوال سے سناتی یاد کہتے ہین تمہین حال کو زبانی کی
نیچریون کی تحقیق پیدائش اور تربیت وغذا وغیرہ با محتاج بچہ دو روزہ میان آدم کی کیا ہے
اور اونکی حالت نطفہ مین رہنے کے دانے سے بھی چھوٹے ہونے کی حالت مین کوئی صلب ابو البشر
متعین کرنیکے باب مین کیا راے ہے آخر تو یہ بات بر تفسیر قرآن ٹہری گئی ہے یہان بھی کوئی

افادہ تازہ و لطف بے اندازہ حاصل ہوگا فائدہ مین نے جو اس تقریر مین بحوالہ کتاب
تبیین الکلام مولفہ حضرت مخاطب کے ایک دوسرا آدم بیان کیا ہے مناسب سمجھتا ہون
کہ انتخاب عبارات کتاب مذکور کا بھی لکھ دون تا کہ ناظرین اس رسالہ کو تلاش کرنیکے وقت
جاتی رہے تورات کی کتاب پیدایش مین یہ عبارت ترجمہ کی تھی اور کہا خدا نے بناوین ہم
آدم کو اپنی پرچھائین سے مانند اپنی شبیہ کے اور غالب ہو مچھلیون دریا پر اور پرند آسمان پر
اور چوپائون پر اور ساری زمین پر اور سب رینگنے والون پر جو رینگتے ہین زمین پر جناب
مخاطب نے اوسکی مطابقت ساتھ ملت اہل اسلام کے اس تقریر کے ساتھ کی ہے
مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے ۲۶ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ
فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتون کو مجھے بنانا ہے زمین
سے ایک نائب بلفظہ جب حوالہ آیت کا دے چکے تب جناب موصوف تفسیر و تحقیق لفظ
آدم پر متوجہ ہوکر فرماتے ہین آدم یہان یہ سوال ہے کہ یہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا وہی
آدم ہے جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتوین درس مین ہے یا یہ اور کوئی آدم تھا یہ سوال
ایسا ہے کہ لوگ اسکے جواب کو دیکھکر تعجب کرینگے اور کچھ دور نہین کہ اسکو ایک نئی بات سمجھکر
مجکو بھی اسی طرح مجرم ٹھہراوین جس طرح گلیلیو کو زمین کی حرکت پر مجرم ٹھہرایا تھا مگر مین مجبور ہون
کیونکہ کتاب اقدس جس پر مین مضبوط اعتقاد رکھتا ہون یہی ہدایت کرتی ہے کہ یہ آدم اور تھا
اور وہ آدم ہمارا باپ جسکا ذکر دوسرے باب کی ساتوین درس مین ہے اور تھا اور معلوم
نہین کہ اُنکے درمیان مین اور کتنے آدم گذر گئے اور کتنی پشتین حیوانات اور نباتات کی
اس درمیان مین ہو گئین سورہ کہف مین ہے لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ
رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا
اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوقات بیحد و عد ہی دیکھو اس درس مین خدا نے
اس آدم کا بنانا چاہا اور ستائیسین درس سے ظاہر ہے کہ اوسکو پیدا کر دیا اور اوسکو اکیلا نہین
بنایا بلکہ نر و مادہ جوڑی کا جوڑا بنایا اسلئے قولہ یہ کارخانہ جو خدا نے بنایا تھا وہ سب پورا ہو چکا تھا کوئی
بات اسمین ہونی باقی نہین رہی تھی اب غور کرو کہ دوسرے باب کے ساتوین درس مین

ہمارے باپ آدم کے بنانے کا ذکر ہے وہاں مذکور ہے کہ اب تک یعنے ہمارے باپ آدم کی پیدا
ہونے تک میدان کے سب نباتات زمین پر نتھے اور میدان کی سب گہاس نہ اوگی تہی اور پہر
پہلے آدم کے پیدا ہونے سے پہلے تمام نباتات اوگ چکی تہی پہلے آدم کو سب نباتات کے پہل کہانے کی
اجازت دی تہی اور اس ہمارے باپ آدم کو سب درختوں کے پہل کہانے کی اجازت نتھی اوس آدم
کو خدا نے جوڑا بنایا اور اس آدم کو اکیلا بغیر جوڑے کے بنا کر باغ عدن مین رکہا اور پہر اوسکے پسلی
سے اوسکا جوڑا پیدا کیا الخ بعدہ باب دوم مین آدم ثانی حضرت ابو البشر کی پیدایش مین جناب صوفی
لکھتے ہین ۵ پہلے درسون سے عیانیہ ظاہر ہے کہ خدا تعالی تمام مخلوقات کی پیدایش کا بیان کر چکا
اور جو کچہ اوسکو پیدا کرنا تہا وہ پیدا کر چکا اب اس مقام پر جو پہر پیدایش کا ذکر شروع کیا ہے اسکی نسبت
یہودی اور عیسائی یہ بات کہتے ہین کہ پہلے تمام چیزون کی پیدایش سلسلہوار مختصراً بیان کی تہی اب
اونمین مین سے بعض چیزون کی خصوصاً حوا و آدم کی پیدایش کا مفصل حال بیان ہوتا ہے مگر
یہ بات ٹہیک نہین معلوم ہوتی کیونکہ اوس درس مین بیان ہی کہ اب تک درخت نتھے اور گہاس
نہ اوگی تہی اور خدا نے مینہ نہ برسایا تہا اور آدم نتہا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا ہے
کہ جو کچہ کارخانہ اشجار و حیوان کا پہلے پیدا ہو چکا تہا وہ سب برباد ہو گیا تہا صرف آسمان و زمین رہگئی
تہی مگر اوسپر کے اشجار و حیوان معہ انسان کے کچہ باقی نہین رہا تہا اور زمین خالی اور سنسان تہی
پہر خدا نے اوسکو آباد کرنا چاہا اور ایک اور آدم کو پیدا کیا اور پہر زمین کو آباد کیا زمین وہی اسباب سب وہی
تہی مگر زمین خالی اور ویران پڑی تہی اور شبنم زمین کے منہ کو تر کر دیتی تہی بلفظہ مختصراً **اقول** آپ تو
اقرار کر چکے تہے کہ جب آدم ثانی پیدا ہوئے تہے تو زمین سنسان تہی نہ اوسپر اشجار تہے نہ حیوان نہ انسان
ایسا ہے آدم ثانی کو پیدا کر کے آباد کیا گیا اب جو آدم خیالی نے بیان کیا کہ مین نے اپنے تئین ایسی دنیا مین
پایا مگر نجانا کہ کس طرح بنا اور کیسے بنایا مین نے اور بہی بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا
مین دیکہے مین سمجہا کہ جس طرح یہ بنے ہونگے اسی طرح مین بہی بنا ہونگا جب مین زمین سے نکلا
تو بال سے بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا بہنگا تہا الخ فرماتے وہ سب کچہ کہان تہا اوس
اگر آپ یہ فرماوین کہ جس وقت سے آدم رائی کے دانہ سے بہی چہوٹے اور بہنگے سے بہی باریک پیدا
ہوتے اوسی وقت اونکو باغ عدن مین ڈالا گیا تہا اور وہان بہوکہ پیاس نتہی تب بہی مشکل پڑیگی

کیونکہ جنت کو آپ باغ عدن دنیا ہی کا کیون نہ ٹہراوین اور قول اشخاص ظاہر الخطاب ہی
ایمان لاوین مگر بہر کیف حکم قُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ صاف موجود ہے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ بعد پیدا ہو چکنے حضرت حوا کے اوس باغ عدن مین جانیکی اجازت ملی تہی
اور اوسی کی وہ تعریف ہے إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ
یعنے نہ بہوکا ہوگا تو اوسمین نہ ننگا نہ پیاس لگے تجکو نہ دہوپ اگرچہ یہ شان کسی باغ دنیا کی نہین ہے
اور جنت حقیقی پر الفاظ آیت کے دلالت کر رہے ہین مگر اس کی بحث رہنے دو لیکن پیدا ہوے
اپنی جورو حوا کے جوانی کی عمر مین اوس باغ مین گئی تہی تو اوس سے پہلے کیا صورت پیدا ہو کر
ایک دن کے بچہ کی ہوتی تہی الحاصل آدم خیالی نے آپکو بڑا دہوکا دیا اولاً جو آیت پہلے آدم
کی شان مین تہی وہ اپنی شان مین جمادی دوسرے تبیین الکلام کی تفسیر بہی آپکو بہلا دی فتدبر

قولہ تمام قوتین حیوانی و انسانی و ملکی و شیطانی اوسمین تہین الخ اقول اگرچہ بحث
قوی کی ہم اوپر لکہ چکے ہین مگر اس مقام مین اتنا اور بہی لکہتے ہین کہ تمام قوی مین قوت
علم و عقل خیر و شر بہی ضرور داخل ہے اور آپ خود بہی فرماتے ہین کہ نطفہ آدم مین سب قوی موجود
تہے اور یہ بہی تسلیم کیا ہے کہ جو کچہ ماں کے پیٹ سے لیکر نکلتا ہے وہ ضرور واقع ہوتا ہے پس
قوت علم و عقل جو آدم کے نطفہ خواہ مادہ وجود مین تہی کیونکر شجرہ ممنوعہ قرار پاوے گی یعنے اوسکا
حاصل تقریر تبیین الکلام و تحریرات جدیدہ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوت عقل و علم خیر و شر کی آدم
کے سامنے پیش کی گئی اور منع کیا گیا اوسکو مت قبول کر اوسنے قبول کر لیا پس وہ علم شجرہ ممنوعہ
ہے اور اوسکا قبول کرنا بار امانت کا اوٹہانا ہے اور اوسکا استعمال شجرہ کا کہانا ہے حالانکہ تمام
قوی کا پہلے سے آدم مین موجود ہونا اقرار کر لیا گیا اور قوت عقل بہی ضرور تمام قوی مین داخل
سمجہی جاویگی کیونکہ آپ تسلیم کرتے ہین کہ شجرہ علم و عقل اس واسطے کہا جاتا ہے کہ علم کے واسطے
عقل لازم ہے لا محالہ شروع پیدایش سے قوت علم و عقل آدم مین موجود تہین اور آپ کا یہ بہی
اقرار ہے کہ تمام قوتین آدم کی اطاعت کرتی تہین مگر ایک قوت بہیمیہ سرکشی کرتی تہی تو پہر پیش کرنا
امانت کا اور منع کرنا آدم کو کہ علم و عقل مت لو اور گنہگار ہونا آدم کا اوس قوت کے کام مین لانے
سے جو اوسکے خمیر مین موجود تہے اور جسکی ملکوتی ہونے مین کلام نہین ہے کیونکر صحیح ٹہریگا اسر جاہل

ہے کہ نجات انسان کی آپکی تقریر مین منحصر ہے استعمال تمام قوای ملکیہ و شیطانیہ پر جو بان کے پیٹ سے لیکر نکلا ہے یعنے جو اوسکے فطرتے مین چھپے ہوتے ہین تو کیونکر خداتعالے حکم دیتا کہ قوت علم و عقل کو استعمال نکرنا بلکہ لینا بھی نہ چاہیے فافہم پہلے عبارت اپنی تبیین الکلام کی ملاحظہ فرمایئے صاحب

اس تمام کلام کا جو الہام کی زبان سے نکلا صرف اسقدر ہے کہ جب خداتعالے نے انسان کو پیدا کیا اور اوسمین جان ڈالی تو انسان مثل اور جانوروں کے محض بے عقل تھا اوسمین خود کسی بات کی بھلائی برائی جاننے کا مادہ نہ تھا جسقدر کہ خدا ہی تعالے بتاتا تھا اوسی قدر جانتا تھا اور اس سبب سے غیر مکلف اور محض بے گناہ تھا اور کسی قسم کی موت کا اوسکو اندیشہ نہ تھا کیونکہ جو کام اوسکے تھے وہ اپنی سمجھ سے نہ تھے خدا نے بابت پہچان بھلائی اور برائی کی اوسکے سامنے ظاہر کی اور یہ بات جتادی کہ اوسکو مت لو اگر لوگے تو ایک قسم کی موت مر جاوگے یعنے ایک سخت مصیبت مین پڑوگے اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ہوگے ہر ایک بات بھلی یا بری خود تمکو سمجھکر کرنی ہوگی اور بھلے کام کا بھلا اور برے کام کا برا پھل پاوگے انسان نے خدا کی نصیحت کو نہ مانا اور علم خیر و شر کو حاصل کیا اور انسان نے اپنی نادانی و بیوقوفی سے خواہش کی کہ وہ صفت پہچان نیک و بد کی اوسمین ڈالی جاوے بلفظہ الخ اب حال کی تحریر ملاحظہ ہو تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اوسمین تھین اور سب اوسکی اطاعت و فرمانبرداری مین حاضر تھین جسپر وہ مامور تھین اونکو کرتی تھین اور اپنے کام مین فی الحال بھی خطا نہین کرتی تھین مگر ایک قوت الخ کیا حضور ایسا کہہ سکتے ہین کہ تمام قوی مین قوت عقل جو لازمہ علم ہے داخل نہین ہے اور وہ خاص قوت عقل موافق عبارت تبیین الکلام کی ایک خاص وقت سن بلوغ مین سامنے کی گئی اور لینے سے منع بھی کیا مگر آدم نے لی حاشا و کلا اور اگر عموم و استغراق اپنے الفاظ مین خیال نہ کرکے تطابق ہر دو تالیف کی خاطر سے ایسا ہی جواب ملیگا تو فقیر دوسری عبارت بھی ذہن مین حاضر رکھتا ہے وہ پیش کرکے خاطر جمع کردیگا یعنے آپ نے خدا کے فضل سے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ جس قوت کا نام شجرہ ہے اور جسکے استعمال سے آدم ممنوع تھے وہ آدم مین پہلے سے موجود تھی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے تمام قوتین مجھ مین تھین تھین میرے کام مین آتی تھین ایک قوت مجھ مین تھی مگر میرے کام مین نہ آتی تھی اوسکو کام مین لایا تھا جب مین بڑا ہوا اور سن تمیز کو پہونچا تو اوسی دشمن قوت کی یعنی قوت بہیمیہ نے مجکو دیا کہ اس سے

بہی کام سے الخ تمام عبارت شروع رسالہ مین دیکہہ لیجیے اتبو صاف ظاہر ہوگیا کہ عبارت تالیف
سابق وحال مین موافقت نہین ہے ہردم نیا خیال ہے اور حافظہ شریف کا یہ حال ہے غالباً
الہام سابق الہام جدید سے منسوخ ہوگیا ہوگا جیسے قرآن کی آیات مین ناسخ ومنسوخ ہوتا ہے
توبہ توبہ حضرت مخاطب کو مین نے سنا ہے ناسخ ومنسوخ آیات کی بہی انکار ہے اتبو سخت دشواری
ہوگی **قولہ مگر ایک قوت نہایت قوی وشرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی حتی قال مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے الخ اقول** تبیین الکلام
اور تحریر جدیدہ سے پایا جاتا ہے کہ قوت علم وعقل سے حضرت آدم قبل عرض امانت اور سن بلوغ
کے بے نصیب تہی اتنا فرق ہے کہ تبیین الکلام سے وجود ہے قوت کا مفقود تہا اور تحریر جدیدہ مین
موجود تہا مگر استعمال اوسکا معدوم ثابت ہوتا ہے بہر کیف علم وعقل چاہے موجود ہو چاہے نہو کام مین
نہ آتا تہا پہر آپکے آدم خیالی نے قبل استعمال شجرہ علم وعقل سے کیونکر جان لیا تہا کہ وہ میری دشمن
ہے کیا دشمن ودوست کا پہچاننا اور جاننا علم خیر وشر سے خارج ہے **قولہ وہ بہی جانتی تہی کہ مین تیری دشمن ہون اقول** اوسوقت آدم تو مثل اور جانورون کے محض بے عقل
تہا کہانی تبیین الکلام پہر یہ قوت کسکو جانتی تہی اور محض بے عقل سے کیون سر پڑ آتی تہی اور
کیون کرکبہی دوست کبہی دشمن اوس جانور بے عقل کی سمجہ مین آتی تہی **قولہ خدا نے مجہکو ایک جگہہ ڈال دیا الی قولہ نہ کپڑا پہننے کی حاجت ہوتی تہی اقول** وہ جگہہ قرآن وحدیث
سے کہان واقع ہوتی ثابت کردے گے کس مقام مین ڈال دیا تہا اور لاتجوع ولاتعری کے معنی
خود ہی آپ بیان کرچکے ہین کہ نہ بہوکے رہو نہ ننگے پہر کیونکر وہ پہلے سے ننگے رہتے تہے اور
دوسری آیت مین ہے لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا
لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا الآیۃ اسکے ترجمہ مین خود حضور اعلی تبیین الکلام مین لکہہ چکے ہین بہکاوے
تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماباپ کو باغ سے اوترواتے اونکے کپڑے کہ دکہاوے اونکو
عیب اونکی الخ جس طرح سوآۃ کا ترجمہ عورۃ نہین کیا بلکہ خلط قبیح مین ملا دیا ہے اسی طرح لباس کا
ترجمہ لغوی نہین کیا ہے بلکہ کپڑا کا لفظ لکہا ہے تو اب اپنے معنی حقیقی مسلمہ سے کیونکر تجاوز
کرکے بات بنائی جاتی ہے خوب ثابت ہوا کہ آدم لباس پہنتے تہے اور گناہ کرنیکی سزا سے

وہ حلہ جنت بدن سے گر پڑا اور برہنگی سے شرمانے لگے اور پتون سے جنت کی بدن کو چھپانے
لگے چنانچہ برہنگی اور چھپانا بدن کا پتون سے آپ نے خود بہی تبیین الکلام مین مان لیا ہے لگی
جوڑنے لگے اوپر پتے جنت کے آگی عبارت مین موجود ہے پہر اگر وہ پہلے سے برہنہ ہوتے تو
لباس اونکا کیونکر چھین لیا جاتا اور اگر ہمیشہ کے عادی برہنگی کے ہوتے تو جان لیتے کہ خدا نے
ایسا ہی رکہا ہے جس حالت کو خدا نے دیا ہے اوسمین کیا شرم تہی جنت کے پتون سے بدن
چھپانیکی کیا ضرورت تہی مثلاً برہنگی اب ہی اپنی منکوحہ بی بی کے روبرو شرعاً منع نہین ہے اور
اوسیطرح لونڈی کے سامنے جو مالک یمین ہوا سوقت بہی خیال ہوتا ہے کہ خدا نے اس برہنگی
سے منع نہین کیا ہے پہر کیون شرم آویگی مگر غیر کے سامنے برہنہ ہونا نہایت شرم مین داخل
ہے وجہ اوسکی وہی ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف ہے اگر آدم وحوا بقول آپکے پہلے سے برہنہ
ہوتے اور کوئی نہی اوس باب مین وارد نہوتی تو کیون شرماتے اور جب کہ وہان کوئی غیر تہا
اور خلوت مین برہنہ ہونا اپنا ہی کسی انسان کو باعث شرم نہین ہوتا ہے تو پہر آدم جنت مین
کیون شرماتے ہان پہلے سے جب حلہ بہشت پہنا تہا کبہی بدن سے جدا نہوتا تہا کیفیت جدید
جو سزای عصیان مین پیش آئی تو شرمانے کی جگہ تہی اور خلاف عادت مستمرہ جو حالت جدید تہی
تو پتونکو چنکر بدن چھپانے لگے جیسا کہ قرآن شریف کے توافق آیات سے پایا جاتا ہے پس
آدم خیالی کی تقریر محض وسوسۂ شیطانی ہے مگر پہچ قولہ وہ جانتے تہے کہ اوس سے
کام لونگا الخ اقول ہرگز کوئی قوت عاقل اور عاقبت اندیش اور عقل انسان سے بہی
بڑہکر ذی علم و ذی شعور نہ تہی اپنے دعوے کو برہان سے ثابت کیجیے اور یہ جملہ آپکی عبارت کا
کہ اوسی قوت سے کام لینا کمال کا ہی سبب تہا اسلیے اوس دشمن قوت نے بہتکایا الخ قابل
غور ہے کہ جب وہ قوت روح کی دشمن تہی تو کمال پیدا کرنیکے اسباب حاصل ہونے دیگی ہرگز
نہ کریگی کوئی دشمن اپنے دشمن کو صاحب کمال دینی و دنیوی ہونا نہین چاہتا ہے قولہ
مین نے جانا کہ اوسکے ساتہ بڑا قوی دشمن بہی لگا ہوا ہے اقول قبل اکل شجرہ
علم خیر و شر سے بہی آپ یہ مقولہ آدم کا لکہتے ہین مین نے جان لیا کہ وہ میرا دشمن ہے اوسپر
فتح پانا بہت بڑا کام ہے اور وہ بہی جتاتی تہی کہ مین تیری دشمنی کبہی نہین چہوڑنے کی الخ تو اب

استعمال شجرہ علم وعقل کے یہ کہنا کہ مین نے اپنے دشمن کو جانا قابل غور ہے قبل علم وبعد علم کا
ایک ہی نتیجہ درباب علم شے غیر معلوم کے نکلتا ہے وہم لایعلمون قولہ خدا نے للکارا الخ
اقول اولاً للکارنا اور مطلق کلام کرنا محاورہ مین منافی الکیفیت ہین جبکہ قال ربک آپکے
نزدیک منافی شان ذات باری ہے لہذا مجازی ہونا بیان کیا ہے تو للکارنا جو خاص انسانکا
کام ہے اسکا اطلاق ذات بے کیف پر کیونکر ہوسکتا ہے یہ تو لفظ اردو کا ہے محاورہ اردو مین
للکارنا بمعنی القائی قلب الہام کے نہین آیا ہے نہ جدا نہ خصوصی ہے استعمال ہوتا ہے کوئی آواز سبب
شرط ہے ورنہ مجازی معنی بہی درست نہونگے ومن ادعی فعلیہ البیان ثانیاً آپکی یہ تقریر کہ گذشتہ
بدی کا یہ علاج سوچا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہا قابل غور کے لائق ہے کیونکہ قبل استعمال قوت علم وعقل
سے آدم کو مانند جانورون کے محض بے عقل و غیر ذی شعور تسلیم کیا ہے لامحالہ محض لایعقل
وجانور مکلف یا مامور کسی امرونہی کے ساتھ نہین ہوسکتا ہے ورنہ حالت بلوغ وقبل بلوغ ور زمانہ
تکلیف ومنع تکلیف مین کچھ فرق نہ رہیگا تو قبل استعمال قوت علم وعقل کے آدم محض بیگناہ
سمجھے جائینگے نہ تو گناہ شرعی نہ عرفانی کچھ بہی صادق نہ آویگا باقی رہا عرض کرنا امانت کا یعنی قوت
علم وعقل کا وہ بہی اوسی زمانہ مین تہا جب آدم محض بے عقل جانور غیر مکلف نادان مطلق نا قابل
فہم اوامر نواہی کے تہے تو خدا کی مصلحت پر عمل کرنا نہ کرنا کسی طرح داخل بہیلی یا گناہ صغیرہ یا ترک
اولی کے بہی نہین ہوسکتا بلکہ ایسے بے عقل جانور کے سامنے پیش کرنا قوت علم وعقل کا اور اوسکو
لینے اور نہ لینے کا اختیار دینا اور امتحان لینا وہ بہی فعل عبث ہوگا اور ہرگز قابل الزام وتخطیہ
نہ تہا نہ حکیم مطلق کی شان کے موافق تہا غرض جو کچھ ہو سو ہو مگر آدم کی خطا اوسوقت تک کوئی نہی
جبتک کہ قوت علم کو کام مین نہین لایا تہا اور بعد کام مین لانے علم اور عقل کے جب مکلف
ہوا اور حیثیت نیک وبد وعذاب وثواب وامرونہی سمجھنے کی استعداد حاصل ہوتی تو کوئی گناہ نہین
کیا اب فرماتیے کہ آپ نے جس اصول پر تفسیر آیات قرآنی کی فرمائی ہے بہیلی بدیان کیا ٹہرینگی جنکے
واسطے عصیٰ آدم ربہ فغوی صادق کہیگا اور ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہنے کی ضرورت پڑیگی اور اس
اعتراض کا کیا جواب ہوگا کہ محض جانور بے عقل سے کیونکر فرمایا کہ اگر اس شجرہ کا پہل کہاؤ گے
فتکونا من الظالمین غیر ذوی العقول پر امرونہی اور اوسکے ترک پر خارج کیا جانا جنت سے

دگو خبث دنیا ہی ہو) اور عصبے وغیرہ کا لقب عنایت ہوا ہرگز صحیح نہیں ہے گا کیسی جہلی بدزبانی کیا علاج
اور کیسی مغفرت یہان ہریسے اہرونی کے لائق ہوتی ہی مین کلام ہے وتند قولہ پہر تو خدا نے مجکو اپنا
نائب کردیا اور فرشتے غل مچاتے رہے آقول یہ تفسیر غالبًا اس آیت کی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ
غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ یعنی جب کہا تیرے رب نے فرشتونکو مجکو بنانا ہے
زمین مین ایک نائب بولے کیا تو رکھیگا اوسمین جو شخص فساد کرے وہان اور خون کرے اور ہم پڑہتے ہین تیری خوبی بیان اور یاد کرتے ہین تیری
پاک ذات کو کہا مجکو معلوم ہے جو تم نہین جانتے اور سکہائے آدم کو نام سارے پہر وہ دکہائے فرشتونکو
کہا بتاؤ مجکو نام اونکے اگر ہو تم سچے بولے تو سب سے نرالا ہے ہمکو معلوم نہین مگر جتنا تونے سکہایا
توہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا اے آدم بتادے اونکو نام اونکے پہر جب اوسنے بتا دیے نام اونکے
کہا مین نے نہ کہا تہا تمکو مجکو معلوم ہین پردے آسمان زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو
اور جو چہپاتے ہو فقط ظاہر اکوئی دوسری سند اس قول کی نہین ہے کہ آدم کو خدا نے زمین مین
اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچایا کیے آپ خاکسار یہ سوال کرتا ہے کہ جب آپنے فرشتونکا غل مچانا
مان لیا تو کس منہ سے وہ فرمایا جائیگا جو سید مہدی علیصاحب کو آپنے لکہا ہے یعنے خدا مین اور
فرشتونمین خدائی اور بندگی کا ہیکو ہوتی ہٹیا بندگی تو تو مین مین ہوتی خدا کے نوکر ہمارے نوکرو کے
زیادہ بڑے نہین بلفظہم اتنو ساری بدزبانی اور بیباکی کا کلام ہو گیا اللہ اللہ آپکی جرأت پر مجکو کمال
حیرت ہے پہلے تو آپ ہم غریب مسلمانون کے اکابر کو سب دشنام سے تناول فرمایا کرتے تہے
اور مکار ریشاتیل ضال ومضل اندہے بہائم جانور وحشی درندے ظالم وغیرہ القاب عنایت ہوتے
رہے تہے بعدہ تبریۃ الاسلام مین حضور نے تحکم زیادہ کہا یا اپنے خیال باطل پر نفس استغراق کو
شناعت عقلی مین داخل کرکے اوسکے مجوزین کو خوب ہی دل کہولکر گالیان سنائین کوئی سخت
کلمہ ہوگا جو صحابہ کرام بلکہ رسول انام صلعم وانبیاء سابقین علیہم السلام پر صادق نہ آجاوے

مگر ایک ذات واحد کسی قدر بالکل حقیقی کی باقی رہی تھی کہ اوسکی نسبت تجویز شناعت عقلی میں
جو چاہیے سو یہ چاپڑ چاہے مگر صاف صاف کہنے کی حسرت باقی تھی سو ابھی بحث شیطان میں پورا
حوصلہ نکال لیا اور تقریر الزامی کا پردہ ڈال کر اپنے خیالات ظاہر ادا کی بنا پہ کبھی تو خدا اور فرشتے بھی ہوشیار
بنائے گئے کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ ہمین فہمی عالم بالا معلوم شد حضرت کو بہکا دینے لئے بھی نہیں آتی
پھر جاہل جیداتی بلفظہم واہ حضرت ہار گئے تو سمجھے کہ تہذیب الاخلاق سکھائی جائیگی اور طرز تحریر
عالمانہ بتائی جائیگی یہ معلوم نہ تھا کہ تہذیب الاخلاق سے مراد ہے سب وشتم اکابر دین کا بلکہ رب العالمین
کالاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم میں متعجب ہوں کہ مراد اب یہ تحریر تالیف ہے ورنہ تقریر الزامی دھوکا
کسکو نہیں آتی ہے اور جواب ترکی بہ ترکی لکھنے سے کسکا قلم رک سکتا ہے لیکن سب وشتم خدا و
رسول وصحابہ وائمہ ہدی وملائکہ کسکے ہاتھ سے مسلمان کو کہ شریف یا عالم ہیں کیونکر ہوں کس شمار و
قطار میں ہیں اب کیا کرو حضرت شکایت کا موقع نہیں اگر خدا کا شکر ہے کہ خود ہی اقرار کر لیا کہ
خدا نے آدم کو اپنا نائب بنایا اور فرشتے قائل ہو گئے ہے اور اب اس تقریر کا نتیجہ یہ خود ظاہر
ہے کہ ایک جملہ جامع بر تفصیل ہے کیا لاجمعی قول تمہارے اور تمام دنیا کی سمجھ میں
آجانے کے لائق الم او الم ہرگز تمثیلی زبان میں بیان کیا گیا ہے بلکہ ظاہر الفاظ سے معنی
حقیقی پائے جاتے ہیں ورنہ محکمات ومتشابہات میں کیا فرق رہیگا اور تعریف ظاہر کی جو کتب
اصول میں کی ہے باطل ٹھہریگی اور تمام محکمات قرآنی میں اسی قسم کی تشبیہات واستعارے
وغیرہ قائم کرکے دین اسلام سے دست برداری کرنی پڑیگی اور جو تفسیر کہ اب حضور والا نے
ایجاد کی ہے آخر وہ بھی احتمالی ہے نہ قطعی تو جزم ویقین کسی ایک معنے پر نہ ہو سکیگا اور جب
یہ فرمایا ہے کہ تمام دنیا کے سمجھانے کے واسطے خدا نے تمثیلی زبان میں یہ ماجرا بیان کیا
ہے تو پہلے سب سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ صحابہ وتابعین بعدہ ائمہ مفسرین ومحدثین
معنے حقیقی سمجھے ہونگے کہ افسوس ہے کہ کسی ایک نے بھی آپکے موافق تفسیر آیات قرآنی کی نہ بتائی
نہ کچھ ایسا دقیق مضمون تھا کہ حضور والا نے سوا بارہ [۱۲۰۰] سو برس تک کسیکو
نہ سوجھا تھا سب غلط تفسیر کرتے رہے اور رسول صلعم چپ چاپ اور سبھی یہی بولتے رہے
قرآن سے بھی زیادہ شیطان کا وجود خارجی احادیث سے نکلتا چلا آتا ہے اگر ہم نہ سمجھے تو خدا

صحیح

صحابہ تو سمجھہ سکتے تہے یہ کیا بڑا مشکل مسئلہ تہا کہ انسان مین ایک قوۃ الہی ہے جو اغوا کیا کرتی
ہے باقی قوی ویسے نہین ہین اوسی ایک قوۃ کو باقی رہا کر دا اور آدمی بہی ذراسی پیدا ہوتے تہے
بعدہ جب جوان عاقل بالغ ہوتے تو خدا نے اونکو بہی سمجھا دیا تہا کہ قوۃ مغویہ سے ہوشیار رہنا
قصہ مختصر کو بیان کر دیتے ہین خدای تعالی نے کیا دشواری سمجھی ہوگی اور رسول صلعم جو نہایت
عمدہ دقائق و معارف بتاتے تہے کیا سخت مشکل مین پڑجاتے خصوصا ہمارے رسول صلعم کو
آپنے امی اسواسطے ٹہرایا ہے کہ نیچر کے پابند تہے تو وہ ضرور اس مسئلہ کو حل کر دیتے اور افسوس
ہے کہ اوسے کے زمانہ سے اجتک آپ ہی ایک حکیم او فلسفی ایسے پیدا ہوتے ہین جنہون نے
صحیح معنے کلام الہی کے سمجھہ پائے ہین تو خدا جانے پہر قرآن شریف کیون کر معجزہ رہیگا شاید قرآن
آپکے نزدیک کسی معما کا نام ہے جو ہزارون برس بعد کسیکو الہام کے ذریعہ سے حل ہوجاتا ہے
اور آپ یہ نہین کہ سکتے ہین کہ ہمارے موافق کسی ورعالم و مفسر کا بہی قول ہے کیون کہ اوسکی سند
پیش کرنی پڑیگی بیان آپ مدعی تفسیر جدید کے ہین مجرد احتمال کافی نہین ہے ہم تو اتفاق جمہور امت
کا حقیقت وجود خارجی شیطان پر دکہائی ہین آپ فرمایئے سوائے معما الہمنی ربی کے کیا سند لاتے
ہین پہر بہی صوفیہ زمانہ حال بیچارے حرف سناتے ہین **قولہ ملکی قوی کا نام فرشتہ وشیمن کا**
نام شیطان قوۃ علم و عقل کا نام شجرہ ممنوعہ حالت استعمال کا نام اکل شجرہ
ہے اقول قوی ہرگز ذی عقل و مختار اپنے افعال کے نہین ہین پہر وہ کیونکر مامور بہ سجود ہو سکتے
ہین اور ملائک کا لفظ قرآن شریف مین معنی حقیقی پر محمول ہے کیونکہ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ
اونکی شان ہے اور اونہین کا سوال جواب مذکور ہے جسکو آپ بہی فرماتے ہین کہ فرشتے عمل
مہیا کیے اور اونہین کے سامنے آدم نے اسما اشیا خدا سے سیکہہ کر بیان کیے تہے اور وہی پکار
اٹھے سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ الآیۃ پہر یہ سب باتین کیونکر قوۃ باصرہ
و سامعہ و ذائقہ و متخیلہ وغیرہ پر منطبق ہو سکتی ہین اور یہ بہی نہین ہو سکتا کہ وہی لفظ ملائکہ کا معنی
حقیقی و مجازی مین ایک ہی جگہ مستعمل ہو کوئی وجہ تعذر معنی حقیقی و تبدیل مراد لفظ واحد کی
نہین ہے علاوہ اسکے آپ خود ہی اوپر کی تحریر مین اقرار کر چکے ہین کہ جب آدم ذراسی گود
سے ہی چہوٹے تہے تب ہی تمام قوی ملکی و شیطانی اونمین موجود تہین اور قبل زمانہ بلوغ سے

بھی اپنا کام کر رہی تھین ذرا بھی خطا نہ کرتی تھین صرف ایک قوۃ کام مین نہ تھی تو پھر اونہین
قوی کو کس واسطے حکم دیا جاتا کہ تم اطاعت آدم کی کرو اور جو قوۃ پہلے سے شیطان بنی ہوئی تھی
اوسکی نسبت ابی و استکبر حکم کے بعد فرمانا کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے[لہ] اور سب سے زیادہ حیرت
انگیز یہ امر ہے کہ تحریر جدید مین آپ نے شجرہ ممنوعہ قوۃ علم و عقل کو ٹھہرایا ہے مگر تبیین الکلام مین سدرۃ المنتہی
کو شجرہ علم خیر و شر بتایا ہے اور قاضی عیاض کے قول سے اوسکو زمین مین قائم کیا ہے اور ٹھہراوسکی
جڑ مین سے دو نہرین چھوٹی دو بڑی آپ نے جاری ہونی تسلیم کر کے مطابقت قرآن کے ساتھ توڑ دی
کی ہے اور جب سدرۃ المنتہی شجرہ علم خیر و شر ٹھہرا اور وہ زمین مین تھا تو وجود حقیقی ایک شجرہ علم
خیر و شر کا لازم آیا ورنہ دو نہرین فرات و نیل کس کے جڑ مین سے نکلی ہین اور دو نہرین چھوٹی
کہان سے آئین اسی رسالہ مین ہم عبارت اوس مقام کی تبیین الکلام سے نقل کر چکے ہین
تو بعد تسلیم ایسے شجرہ حقیقی علم کے کیونکر آپ فرما سکتے ہین کہ معنی حقیقی شجرہ علم کے متعذر تھے لہذا معنی
مجازی سے قوای انسانی مراد لیگئی اور کیا دلیل ہے کہ قوی ہی مراد ہون کیونکہ غایت درجہ
آپکی کوشش سے ایک لفظ متشابہ ٹھہریگا پھر آپکی تاویل صحیح کیونکر ہو سکتی ہے لا یعلم تاویلہ الا اللہ الحاصل
بہ فرض محال اگر ایک لفظ کو ہم متشابہ یا مشترک المعانی بھی مان لین تب بھی تفسیر حضور کی قطعی
نہ ہوسکی فتدبر قولہ یہ آپ نے کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پیدا کیا پھر اونکو صورت
پر جواب بھی بنایا جواب لقد خلقناکم ثم صورناکم قرآن مین ہے اور انسان نطفہ سے بتدریج
نہایت باریک بھنگے کے مانند پیدا ہوتا ہے الخ اقول اس تقریر سے جیسا آدم کا
نطفہ سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے ویسا ہی حوا کا بھی واضح ہو گیا خیر آدم کی نسبت تو پھر وہی
سوال ہے جو سابقا گذارش کیا گیا کہ وہ نطفہ کسکے صلب ترائب کا تھا اور کسکے رحم مین قرار
پایا تھا مگر حضرت حوا کی نسبت جو کچھ تبیین الکلام مین حضور نے ارشاد فرمایا تھا یاد دلاتا ہون

یعنے باب دوم مین لکھا ہے ا۱ لغایت ۲۲ خدا تعالے نے حوا کو مٹی سے پیدا نہین کیا جسطرح

کہ آدم کو پیدا کیا تھا بلکہ آدم کی پسلی مین سے پیدا کیا تاکہ اون دونون مین زیادہ محبت ہو الخ
یہ تقریر حضور کی بلا تکبیر ہے اور دلالت کرتی ہے کہ حوا کا نطفہ سے کیا بلکہ مٹی سے پیدا ہونا
بھی آپکا انکار ہی تھا آپ آدم خیالی فرماتے ہین کہ آدم و حوا پہلے نطفہ مین رائی کے دانہ کی

[لہ] اگر آدم اوس شجرہ ممنوعہ سے باز رہتے تب بھی اثر شیطان سے نجات نہ ہوتی ۱۲ منہ

چھوٹی اور پہنگی سے بھی باریک تھی پہلے اونکا نطفے مین وجود قائم کیا پھر صورت آدم وحوا کی بھی
جیسا کہ تمام بنی آدم کا حال ہے کیونکہ آپکا سوال آدم وحوا کی نسبت تھا تو مطابقت جب آپکی سوال کیساتھ ضرور ہے اگر آدم کو حوا
سے ملنے کا زمانہ منظور ہوتا تو صاف فرماتے کہ میرا یہ حال ہے اور حوا اوسی قاعدہ عام تحریر سے ملتے ہین بیٹا تمہارے سوال کا جواب
ایک قسم کا نہین ہوسکتا ہے کہین کہین بیچ تبدیل کر دینا اپنی بات بنانے کی خاطر سے جائز ہے شاید استفہام
جناب مخاطب یہ فرماوین کہ ہم ایسی تحریر مین لکھ چکے ہین کہ آدم نے ایکدن حوا کو اپنے پاس بیٹھا ہوا پایا اور
پوچھا تو تم کون ہو وہ بولی بھائی میرا نام حوا ہے اس سے نکلتا ہے کہ وہ جوان پیدا ہوئی تھین کیونکہ اونکو دیکھکر آدم کو
ایسی مستی آئی کہ اوچھلنے کودنے لگے تالیان بجانے لگے گیت گانے لگے مگر خدا کا سارا یہ عرض کی بجا
کہ جب آدم نے خود ہی نطفہ سے پیدا ہونا اور پھر صورت پکڑنا اور چھوٹی سی پیدا ہونا اپنا اور حوا کا
موافق سوال کے مان لیا تو آخر حوا کبھی جوان ہوتی ہونگی بعد جوانی کے یکایک آدم سے
ملاقات ہوتی ہوگی پس توافق قولین مین متعلق تحریر جدید کے موجود ہے اب کچھ چارہ نہین،
کہ صاف ارشاد ہو جاوے کہ تبیین الکلام مین اور تالیف جدید مین مطابقت نہین ہے
یا یون کہو کہ تالیف جدید مین الہام ثانی ناسخ الہام اول کا ہے یا الفاظ سوال پر آدم کو ہمنے
نے خیال نہین کیا وہ تو اوّا اوّا ری اوّا اوّا کہتے ہین اور تالیان بجاتے اور ناچتے کودتے مست
ہو رہے تھے اور میری طبیعت بھی وہی حالت کے سیکھنے مین مصروف تھی چنانچہ جب سید مہدی علی صاحب کی تحریر
اقسام مجازات مین مین نے دیکھی تو خود بھی خط مین لکھ چکا ہون کہ آدم کیطرح مین بھی کہتا ہون
مگر مشکل یہ ہے کہ قبل سن بلوغ اور اکل شجرہ علم سے حضور نے فرمایا ہے کہ آدم مثل جانوروں کے
محض بے عقل تھے پھر کیونکر بی بی حوا کو دیکھتے ہی معرفت واجب الوجود کی حاصل ہوگئی اور اختیار
تالیان بجا کر ایسی وقت کے گیت گانے لگے اور ایسی تال کی تالیان بجانے لگے ابھی تو علم بدن
چھپانے کا بھی اونکے واسطے حضور تسلیم نہین کرتے ہین چہ جاے علم ازلی و ابدی ہونے
خدا کا **قولہ اگرچہ انسان ایک معجون مرکب تمام قویٰ سے ہے مگر ہر قوۃ اپنا**
کام جدا جدا کر رہی ہے الخ **اقول** مسلّم کہ انسان معجون مرکب ہے مگر بعد ترکیب معجون
کے اجزا مفردہ علیحدہ علیحدہ اثر نہین کرتی ہین نہ اونسے بحث کیجاتی ہے پوری معجون ایک
خاصیت اور مزاج پیدا کرلیتی ہے کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ تریاق فاروق مین جو مثلاً افیم بھی

فیلسوف کا قول پر ایمان لا سکتے ہین ۱۲

داخل ہے وہ سمیت دکھاتا رہتا ہے ہرگز نہین بلکہ سمیت کو زائل کرتا ہے اسی طرح
اگر انسان معجون مرکب ہے تو اب علیحدہ علیحدہ مفردات کے عمل اور خواص کسواسطے
قائم کیے جاتے ہین فتدبر اور اوس مقام پر کئی سوال پیدا ہوتے ہین اول آیتہ مین انا ضمیر
کا لفظ وارد ہوا ہے اور مرجع ضمیر کا نہین ہے مگر انسان کامل اور انسان کامل نہین ہے
مگر مع تمام قوی کے جنمین قوۃ سرکش بہی شامل ہے تو رجوع ضمیر کا باعتبار عموم اور شمول کے
خود متکلم کیطرف ہوا جاتا ہے اور یہ معنی ہونگے انا جزمنا فافہم دوم انسان مع اپنی تمام قوی
کے اصل مادہ وجود مین مصداق خلقتہ من طین کا ہے کیونکہ جوہر وجود آدم طین سے ہے
اور نفخ روح بعد طیاری اوس قالب خاکی کے ہوا ہے اور قوے جسمانی عرضیات اوسی اقی
کی ہین جنکا تحقق اور ثبات بغیر ذات کی متعذر ہے اور جب کل قوی و اعضا و حواس کا نام
آدم ہے تو اتحاد فی الحقیقۃ قابل تسلیم ہوگا پہر کوئی جزو اوس کل کا یا فرد اوس مجموعہ کا متغائر
فی المادہ نہین ہوسکتا تو خلقتنی من نار و خلقتہ من طین اوسی آدم کامل کی ایک جزو بدن کا
قول صحیح نہین ہے کما لایعلم الفطین الخبیر سوم امر سجود کا کوئی وقت تو آپکی تفسیر کے موافق ہم
جزم و یقین کیساتہ معین نہین کر سکتے کیونکہ ایک جگہہ تبیین الکلام مین ترجمہ آیتہ قرآنی مین لکہا
ہے کہ سجدہ کرو جو زمانہ مستقبل بعد وجود خلیفہ بعید پر اشارہ کرتا ہے دوسری جگہہ اطاعت آدم
کا نام سجدہ رکہا ہے جیساکہ تحریر جدید سے بہی پایا جاتا ہے اور وہ حالت من بلوغ آدم سے
منطبق فرماتی ہے اور ایک جگہہ یہ بہی لکہہ دیا ہے کہ سرکشی اور عدم اطاعت قوت شیطانی
کی پہلے سے چلی آتی تہی خیر آپ ہی اپنے مطلب کو خوب سمجہے ہونگے یہان میرا اصل خدشہ
اور ہی کچہہ ہے یعنے امر و نہی جسپر ثواب و عقاب مترتب ہے اور لازمہ تکلیف شرعیہ ہے کسی
قوت کیواسطے صحیح نہین ہوسکتا چونکہ کوئی قوت انسانی فی حد ذاتہا صلاحیت تکلیف کی نہین
نہی تو امر بسجود گو خود ہی محتاج ہے برہان کا مگر بشرط تسلیم لازم آتا ہے کہ ایک قوت آدم کی جسم
اور ملعون ہو کر تا قیامت زندہ رہے کیونکہ حکم ہوچکا ہے انک من المنظرین الی یوم الوقت
المعلوم اور حضرت آدم کی وفات کو کئی ہزار برس گذر گئے مگر ضرور ہے کہ وعدہ الٰہی پورا ہو
پس لازم آیا کہ قوت موجود فی الخارج باقی رہی اور تا قیامت فنا نہو کیونکہ آدم کی صاحب ...

ع دیکھو صفحہ تبیین الکلام مین ...

کا نام وہ ابلیس کہا گیا ہے جسکے واسطے فنا تا قیامت نہیں ہے تو اب ضرور ہے کہ وجود خارجی کیسا
بلکہ زندہ رہنا ایک ابلیس یعنے قوت آدم کا مان لیجیے چہارم ابلیس نام قوت انسانی کا ہوا اور وہ قطعاً
مخلد فی النار ہے اور ملائکہ نام ہے قویٰ مطیعہ کا جنکی شان مین آپ خود ہی یہ لکہہ چکے ہین لا یعصون
اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو ملائکہ حقیقی ہی ملائکہ قویٰ کے ساتھ
مامور بسجود تہے یا نہ تہے شق اول مین لازم آتا ہے کہ ایک لفظ ملائکہ کی ایک ہی مقام مین معنی حقیقی بہی لی
ہوئی اور مجازی بہی وہو کما تری اور شق ثانی مین جو حضور والا تبیین الکلام مین مطابقت و رسم ...
کی اس آیت سے کر چکے ہین اذ قال ربک الملائکۃ انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنون فاذا
سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین اور ترجمہ اوسکا یون لکہا ہے جب کہا تیرے پروردگار
نے فرشتونکو مین بناؤنگا ایک آدمی مٹی گوندہی ہوئی سے پہر جب ٹہیک بنا چکون اوسکو اور پہونکون
اوسمین اپنی روح گر پڑیو واسطے اوسکے سجدہ کرتی فقط ظاہر ہے کہ عرضیات کا وجود قبل وجود
ذاتی سے نہ تہا صاحب قویٰ کے امر کے وقت معدوم مطلق تہا تو قویٰ کیونکر ملائکہ سے
مراد ہونگی اور کیونکر تطبیق تورات کی او تبیین الکلام کی اور تحریر جدید کی ہوسکیگی اور یہ بہی ارشاد
ہو جائے کہ شیطان کے وجود سے تو آپ نے اسواسطے انکار کیا کہ وجود خارجی ثابت نہین ہے
مگر ملائکہ کے معنی حقیقی ارادہ کرنے مین کیا عذر واقع ہوا آیا اونکا بہی وجود غیر مسلم ہے اور جبرئیل
کی جگہہ بہی وحی لانے والی کوئی قوت انسانی بتائی جائیگی یا حضرت داؤد کے پاس جو دو فرشتہ مدعی
و مدعا علیہ بنکر آئے تہے اور حضرت ابراہیم کے گہر جو فرشتے آئے اور گہی مین تلا ہوا بچہڑا کہانے
سے انکار کیا تہا اور پہر حضرت لوط کے پاس پہونچے اور اونکی قوم نے ستانا چاہا کیا یہ سب قصص
مجازی ہین پہر کیا وجہ ہے کہ ملائکہ کے معنی قویٰ انسانی اپنی ضروری سمجہی گئی ہین بہر کیف
جب ملائکہ سے مراد حقیقی ہونگی تو لازم آئیگا کہ قوت بہیمیہ شیطان نہو بلکہ وہی ابلیس ہو جو ملائکہ
حقیقی مین شامل تہا کیونکہ اس قوت کا شمول زمرہ ملائکہ حقیقی مین متعذر ہے اور اگر آپ کسیطرح
نہ مانین اور ملائکہ سے مراد قوای آدم ہی ٹہہراوین اور اپنی بات بیجا وجہ ہی اڑے رہین تب
یہ قباحت پیدا ہوگی کہ جس قدر آیات قرآنی مین مومنین و کافرین کیواسطے وعدہ جنت و نار کا
ہوا ہے وہ سب مجازی ہو جائیگا کیونکہ ہر انسان کی قویٰ ملکی کے باب مین ملائکہ کا حکم جاری ہی

ہونا چاہیے یعنے وہ دوزخ سے محفوظ رہینگے یعنے قوی ملکی خواہ جنت کو جاوین گے خواہ
بحالہم رہین گے مگر ایک قوت شیطانی خواہ مخواہ دوزخ کو جائیگی ان اللہ لایخلف المیعاد اور
باقی ابن آدم کے جو کچھ اجزای بدنی بیچ رہینگے وہ متردد فیہا ٹھہرینگے دیکھا چاہیے دوزخ مین جاوینگے
یا جنت مین اور اگر آپ دوزخ و جنت سے بھی منکر ہین تو تنعیم و تعذیب روحانی شاید مانتے ہونگے
اور اوسکی کیفیت بیان کرنی آپکے ذمہ ہے اوس صورت مین بھی ایک انسان کامل کی تین
اقسام ہو کر میعاد کے احکام پورے ہونگے وہو کما تری ثم اگر تفرق اتصال آپ کے نزدیک درست
نہو اور انفکاک قوی کا صاحب قوی سے خلاف قرآن کے ہو نہین نہین خلاف نیچر کے ہو اور
علیحدہ علیحدہ تنعیم و تعذیب سے گریز کرین تو اوسوقت یہ خرابی پڑیگی کہ ابلیس محروم ہی جنت سے
اور خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی ابن آدم مستحق جنت کا ٹھہریگا اور شیطان بھی کہ جز لاینفک اوسکا ہے
لیس وہ بھی داخل جنت ہیگا علی ہذا القیاس قوی ملکی جو معصوم و مغفور ہین دوزخیوں کے ساتھ داخل
نار ہونگے و فیہ ما فیہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے بلکہ ضروری اور لازمی ہے کہ خدا تعالی اپنے وعدے کو
پورا کرے اور ہرگز شیطان کو کسی طرح جنت مین نہ جانے دے چونکہ انفکاک اوسکا ہر فرد بشر
سے متعذر ہے لامحالہ ہر انسان خالد فی النار ہو نعوذ باللہ منہا اب خاکسار آپ سے برہان طلب
کرتا ہے اس دعوی پر کہ معنی سجدہ کے اپنے اپنے کام کا بجالانا قوی انسانی کا اور اطاعت
انسان مین رہنا قوی کا کس اہل لسان کے محاورہ سے اخذ کیئے ہین اور کس لغت کی کتاب
مین دیکھے ہین اور قیاس فی اللغت کب جائز ہے علاوہ اسکے حکم سجدہ کا نہ تھا مگر وقت واحد
و دفعہ واحدہ کے واسطے کہ اوسی پر رجیم ہونا ابلیس کا اور مقبول ہونا حدیث ملائکہ کا ٹھہرا اگر قوی
ملکی بقول آپ کے آدم کے روز ولادت وقت واحدہ سے تا روز وفات اطاعت مین رہتے
نہین اور قوت بہیمیہ سرکشی ہمیشہ کرتی تھی پھر کیونکر وہ سجدہ جو قرآن مین مذکور ہے یہان مطابق
ہو سکیگا علی ہذا القیاس فاخرج منہا کے معنی جو حضور نے تراشے ہین کہ قوت کا سرکش ہونا
مراد ہے وہ قوت تو پہلے ہی سے سرکش تھی فاخرج منہا عجیب حکم ہے اور خروج کے معنی
سرکشی کے بھی قابل تماشا ہر اہل علم مین واقعی تفسیر ذاتی کے قطع نظر علم لغت مین بھی حضور کو
بڑا کمال ہے ششم آپکی تقریر کا نتیجہ ہے کہ جب آدم سن بلوغ کو پہونچے تو قوت علم و عقل و

سامنے پیش کی گئی اور یہ کہا گیا کہ اسے مت لو مگر آدم نے نہ مانا خدا کی صلاح دینے پر عمل نہ کیا اور علم
وعقل کو لے لیا اسی علم کا نام شجرہ ممنوعہ ہے اور خدا کی صلاح نہ ماننے کا نام گناہ عرفانی ہے اور
علم وعقل پر عمل کرنیکا نام اکل شجرہ ہے تو ضرور ہے کہ بمجرد پیش ہونے علم کے قبول کرنا نہ کرنا واقع
ہوا ہو کیونکہ آپ نے کہین یہ افادہ نہین کیا ہے کہ پہلے ہی آدم سے کبھی کہا گیا تھا کہ قوت علم کو جسوقت
ہم پیش کرین تو مت لیجیو لامحالہ حکم نہ قبول کرنے شجرہ ممنوعہ کا وقت پیش کرنیکے ہوا تھا اور آدم نے اوسکی
جواب مین لینا ہی قبول کیا کوئی عہد کرنا لینے کا کسی وقت مین مذکور نہین ہے اور یہ بھی نہین
ہوسکتا کہ مثلاً زید کے سامنے عمرو ایک کتاب پیش کرکے پوچھے کہ لوگے یا نہین مگر نہ لینا چاہیے
اور عمرو جواب دے کہ ہان لونگا اور اوسیوقت عمرو آن واحد مین بھول بھی جاے کہ زید نے
کہا ہے کہ نہ لینا چاہیے اسطرح کا بھولنا اگر محال عقلی نہین ہے تو مرد صحیح المزاج عالم الاسماء کے
الحافظہ کے محالات عادیہ مین ضرور داخل ہے اب ارشاد فرماتیے کہ معنی اس آیت کے کیونکہ
آپکی تفسیر جدید سے صحیح قرار پاوینگی وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝
اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ پہلے سے آدم کو منع کیا گیا تھا اکل شجرہ سے اور کہہ دیا گیا تھا
فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ مگر آدم بھول گیا اور اوس عہد پر قائم نہ رہا ہم مسلمانونکا یہ قول ہے کہ جب
داخل ہونا آدم وحوا کا بہشت مین قرار پایا اوسی وقت حکم ہوا تھا کہ اے آدم وحوا سکونت اختیار
کرو بہشت مین اور کہاؤ جہان سے چاہو مگر ایک درخت کے پاس بھی نہ جانا بعدہ آدم بہشت
مین رہے جسقدر مدت تک خدا نے چاہا آخرکار ابلیس نے وسوسہ ڈالا کہ اس درخت کو
کہانے سے ہمیشہ زندہ رہوگے اور گویا فرشتہ ہوجاؤگے خدا کی قسم مین تمہارے حقمین نیک
صلاح دیتا ہون چونکہ زمانہ کثیر گذرا تھا آدم کو یہ بات یاد نہ رہی کہ صرف نہی کہانے شجرہ کی ہی نہیں
ہے بلکہ فتکونا من الظالمین بھی فرمایا گیا تھا اسی نسیان نے اونکو جرأت دی کہ نہی تنزیہی ہے
کچھ عتاب نہوگا اور اکل شجرہ کا اتفاق ہوگیا بعدہ واقع ہوا جو واقع ہوا اور انبیاء وخلیفۃ اللہ کا
قیاس عوام الناس کے ساتھ مع الفارق ہے لہذا تھوڑے نسیان پر بھی وہ ارتکاب فعل
ممنوعہ کا باعث عتاب کا اضر بحث دیا گیا چونکہ حضرت مخاطب جنت مین ہونا آدم کا تسلیم نہیں
کرتے ہین نہ کوئی شجرہ کا ہونا وہان مانتے ہین وہی سوال وجواب قوت علم وعقل کا قصہ

بناتا ہے یہین تو تطبیق تقریر قسمی کا متعذر ہے کما لا یخفی **قوله** بعض روایتونمین جو یہ بیان
ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے بھی وہی قوت
مصورہ مراد ہے الخ **اقول** مہربانی فرماکر اوس روایت کا نشان دیجیے جسمین یہ مضمون
ہو کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اور آپ نے کس حدیث سے یہ مطلب
اخذ کرکے قوۂ مصورہ کو بجای فرشتہ کے قائم کیا ہے ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ہان ایک
حدیث مشکوۃ شریف مین متفق علیہ بخاری و مسلم کے اسوقت میرے خیال مین ہے مگر اوسمین
بھی فرشتہ کا صورت بنانا نہین آیا ہے بلکہ چار امر متعلق تقدیر کے مذکور ہین وہ حدیث یہ ہے

عن ابن مسعود قال حدثنا رسول الله صلعم وهو الصادق المصدوق ان خلق احدكم
يجمع في بطن امه اربعين يوما نطفة ثم يكون علقة مثل ذلك ثم يكون مضغة مثل
ذلك ثم يبعث الله اليه ملكا باربع كلمات فيكتب عمله واجله ورزقه وشقي وسعيد ثم
ينفخ فيه الروح فوالذي لا اله غيره ان احدكم ليعمل بعمل اهل الجنة حتى ما يكون
بينه وبينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل اهل النار فيدخلها وان احدكم ليعمل بعمل
اهل النار حتى ما يكون بينه وبينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل اهل الجنة فيدخلها

متفق علیہ یعنے ہمارے مخبر صادق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے
کہ ماں کے پیٹ مین چالیس دن نطفہ رہتا ہے اور پھر چالیس دن خون جما ہوا رہتا ہے
اور پھر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پھر بھیجتا ہے اللہ تعالی اوسکی طرف فرشتہ کو ساتھ
چار چیزون کے پھر لکھتا ہے وہ فرشتہ عمل اوسکا اور موت اوسکی اور روزی اوسکی اور
شقی اور سعید ہونا پھر پھونکی جاتی ہے اوسمین روح وحدہ لاشریک کی قسم ہے بعضا انسان
عمل کرتا ہے اہل جنت کے سے اور گویا ہاتھ بھر جنت اوس سے رہ جاتی ہے کہ سبقت
لیجاتی ہے اوسپر سرنوشت اوسکی اور کام دوزخیون کے کرنے لگتا ہے اور دوزخ مین
داخل ہوتا ہے اسی طرح بعض انسان عمل اہل نار کے کرتا ہے یہان تک کہ دوزخ اوس سے
ہاتھ بھر رہ جاتی ہے پھر سبقت لیجاتی ہے اوسپر کتاب اور کرنے لگتا ہے عمل اہل جنت کے
اور داخل ہوتا ہے جنت مین فقط اس حدیث مین صورت بنانا فرشتہ کا رحم مین مذکور

نہین

نہین ہے مگر تقدیر کا بیان صاف ہے جناب مصنف نے جو کام مین لانے پر تمام تو تو نکی
مدار نجات وعذاب کار کہا ہے کیا اچھا ہوتا کہ اوسکی سند لکہہ دیتے اور اس حدیث سے
بہی توافق کر دیتے خیر اب سنئے اور بفرض تسلیم اوس حدیث کی جو حضرت ثابت کرینگے کیا
قباحت ہے کہ قوت مصورہ سے عمل کرانا اور اوسکو مدد دینا اوس فرشتہ کے سپرد ہو جس
انکار کیا جاتا ہے اکثر امور عالم اسباب مین علل ظاہری سے وقوع مین آتے ہین مگر خدا
کے ملائک بہی اونسے متعلق ہین فاذا ہذا قولہ جس قوہ کو ہم تحریک دینا چاہتے ہین وہ
فی الفور تحریک مین آتی ہے مگر قوت سرکش نافرمان بردار ہے اسی کا
نام انکار سجدہ ہے اقول تمام قوی پر یکسان اختیار انسان کا ہے کوئی بہی قوت
ایسی نہین ہے جو سنتے ہوئے اوہ ہراتی جاتی ہے فرض کیا کہ بعض افعال کو انسان برا سمجھتا ہے
پہر بہی کرتا ہے مگر یہ بہی کہ نقصان عقل کے باعث سے ہوتا ہے دیکہو بعض مرتبہ
ایسا بہی اتفاق ہوتا ہے کہ انسان کسی کام کو برا سمجہہ کر کرتا ہے مگر وہ واقع مین اچہا
ہوتا ہے اور اوسکو فائدہ پہونچاتا ہے وکذلک عکسہ تو یہ سب غلطی اور نقصان عقل
سے سمجہنا چاہئے اور اس بات مین تمام قوی کا ایک ہی حال ہے قوت خاص غیر اختیاری بدن
مین نہین ہے ورنہ پہر اوسکو قوت بدنی کہنا ہی غلط ہوگا بلکہ ایک شے خارجی ہوگی
جو عقل کو نہمی سے ہمیشہ دہوکا دیا کریگی قوت کی تعریف اوسپر کبہی صادق نہ آئی
گی کیونکہ وہ قوت زائل کرنے والی سلامتی جسم کی ہو جائیگی اور دشمن ومخالف مزاج
روح کے قوی کا ہونا ممکن نہین ہے ومن ادعی فعلیہ البیان ہان اگر قوت بہی مجازی
سمجہی ہو جیسا ہمارا اطوار مجاز کا کہل رہا ہے تو پہر شیطان کو حقیقی اور قوت کو مجازی
ہی کہہ دیجئے سب قصہ ختم ہی ہو جائے قولہ فبما اغویتنی سے یہ مراد ہے کہ وہ سرکش
قوت خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی کی قوت اوسمین رکہی ہے
یہی اوسکا بہکانا ہے وہ قوت مطیع ہو ہی نہین سکتی یہی نافرمانی ہے
اقول سبحان اللہ اب تو قوت کی قوت بنائی جاتی ہے اور نئی حکمت ایجاد ہوتی ہے
بہتر ہوگا کہ خود ہی معنی قوت کے اور اونکی تعریف بیان کرکے علم حکمت سے ثابت کر دیجئے

کہ ہر ایک قوت یا بعض دون بعض خود بھی جسمانی بمنزلہ ذاتیات کے ہیں اور انہیں سے
ہر ایک یا بعض کی عرضیات ہیں جن میں سے ایک قوت ابلیسی ہے کہ اوسکا کوئی کام
ایسا نہیں ہے جسمیں سرکشی اور دشمنی صاحب قویٰ سے نہو اور خود انسان بھی وہ اسکا
دشمن ہو اور یہ بھی کہ اوس قوت سرکش میں سرکشی کی قوت علیحدہ مثل انسان کے
ہے باقی رہا پیدا ہونا قوت سرکش کا وہ تو ہرگز اغویتنی کا مصداق نہیں ہے کیونکہ قویٰ
ملکی کو بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے اور اگر جناب مخاطب بات کی پرورش نہ چھوڑیں اور
خواہ مخواہ فرماتے جاویں کہ قوت سرکش کا وجود ہے اور قوت کے بھی قوے ہیں تو ہم
یہ عرض کرینگے کہ بعد پیدایش آدم سے وہ تو سرکشی و شیطنت کرتے تھے جیسا کہ بار بار
آپکا اقرار ہو چکا ہے پھر وجہ اغویتنی کہنے کی سن بلوغ میں عرض علم کے وقت کچھ بھی نہیں
سمجھ میں آتی ہے کہ حضور والا اب تک قویٰ کے معنی اور تعریف غالباً نہیں جانتے
ہیں یا تجاہل کرتے ہیں تب تو بعض قویٰ کا اختیار انسان سے خارج ہونا اور دشمن صریح
قرار دینا بھی صحیح سمجھ لیا ہے اور ابھی مقام ہے جبکہ یہ بھی بیان کرنیکا موقع ملا ہے کہ جناب
مخاطب ایک قوت سرکش ہونا تسلیم کر کے اوسکو ابلیس ٹھہراتے ہیں چنانچہ شروع
بحث میں فرماتے ہیں مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش بھی الخ مگر جب یہ پوچھا جاتا ہے
کہ یہ جنود ابلیس اور ذریت ابلیس سے کیا مراد ہے تو ہم تبیین الکلام میں ایک جگہ صفحہ
۲۴ میں یہ عبارت پاتے ہیں قوائی بھی جو انسان کو برائی اور شرارت کیطرف ترغیب دیتی ہیں
اونکا نام شرع میں شیطان رکھا گیا ہے بلفظہ دوسری جگہ اوسی تبیین الکلام میں صفحہ ۱۵۳
میں یہ عبارت موجود ہے اسی واسطے کبھی اوسکے اثرات کو بطور وجود وسکے تعبیر کیا جاتا
اور جو انتظام کہ اون اثرات میں ہے اونکو بطور ایک لشکر کے بیان کیا جاتا ہے بلفظہ
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر قوائی بھی متعدد ہیں اور اسیواسطے صیغہ جمع کا اختیار کیا ہے
تو لازم آتا ہے کہ جنس ابلیس کا ذکر انکار سجدہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ متعدد بلکہ ۱۱
حضرت آدم کے جسم میں بھرے ہوں حالانکہ کوئی لفظ قرآن شریف کا اس احتمال پر شہادت
نہیں دیتا ہے ہیں اوسی فصلہ البیان اور اگر اثرات ایک قوت کے جنود ابلیس ٹھہرائے جاویں

اور اوسکے انتظام کو ایک لشکر قرار دیا جاوے تب بھی توافق آیات قرآنی کا متعذر ہے کیونکہ اثر
عین موثر نہین ہو سکتا ہے وہ تو موثر کے فعل کا نتیجہ اور ما حصل ہوتا ہے جیسے آگ کا اثر ہے جلانا
تو کوئی نہین کہہ سکتا کہ آگ ایک صاحب لشکر ہے اور جلانا کسی انسان کا بھی اوسکے لشکر کا ایک سوار
یا پیدل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ اغوای قوت سہو ہو منجانب سے جو بنی آدم گناہ کرے وہ گناہ
بھی اغوا کرتا ہے حالانکہ جنود و ذریت ابلیس کا اصل کام مقابل اور متضاد ہے یعنی سبب اغوا او جدا تو
بنی آدم کے کئے ہین پھر کیونکر اثرات پر اطلاق لشکر ابلیس کا ہو سکتا ہے اور یہ کس علم کے موافق باقی
رہا انتظام اگرچہ وہ بھی ایک معنا ہے اور اوسکی کیفیت و تعریف محتاج ثبوت ہے مگر جب کوئی
اثر خود ہی لشکر کا سوار یا پیدل نہین ہے تو اوسکا انتظام کیونکر لشکر ٹھیریگا لا محالہ دونون تقریب
مختلف سے تفسیر صحیح مجازی کی بھی نہ بن پڑی آپ مہربانی فرماکر معنی جنود و ذریت ابلیس کے
الفاظ قرآنی سے پیدا کر کے ساتھ دلیل قاطع عن الاحتمال کی بیان کر کے اپنے دعوی کو ثابت
فرماوین اور ہمکو بھی بتاوین کہ تمام آیہ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ
عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ط اور دوسری آیت
أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي اور حدیث نبوی ان ابلیس یضع عرشه علی
الماء ثم یبعث سرایاہ الخ اپکی تفسیر جدید سے کیونکر مطابقت رکھتی ہے دونمبر الفتا و قوله تمہارے
قوی کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے
ہین اوس تمام حرارت کا سر جوش وہ قوت سرکش ہے وہ سب سے اور
بھی باقی قوتین اوس سے بچی ہین یہ معنی ہین خلقتنی من نار وخلقته من طین کے مولوی صاحب کے جو
کی آگ مراد نہین ہے اقول پہلے اس دعوی کا ثبوت دیجیے کہ قوی کسقدر ملکی اور کسقدر شیطانی ہین
کیونکہ شیطانی کوئی قوت نہین ہے اور بعض علما نے جو ملکیہ و بہیمیہ لکھی ہین وہ آپ کے خیالات
موافق نہین ہین اور بہیمیہ مین بھی کوئی خاص قوت کسینے ایسی نہین بیان کی ہے جسکا
کام صرف اغوا اور معاودت ساتھ روح کے ہو جیسے تعریف انہ عدو مضل مبین کی صادق ہو سکے
اور اطاعت سے باہر بھی ہو اور یہ بھی ارشاد ہو کہ وہ قوی جسمانی کس قسم کے مرکبات ہین
اور انکی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت کیا ہے دوسرے کیا علم حکمت کی اصول پر یہ سکے

پاس کوئی دلیل ہے کہ قوی جسمانی صرف حرارت غریزی سے مرکب ہین تیسرے علاوہ
حرارت غریزی کے واسطے انعقاد ترکیب جسمانی قوی یبوست کی برودت غریزی وغیرہ بھی
شامل ہین یا نہین اگر ہین تو صرف ایک حرارت جدیدہ فرضیہ بے اصل غریزی کو اصل مادہ
وجود قوی کا مان لینا کس دلیل سے صحیح ہے چوتھے اگر قوی ترکیبی ذاتیات کی طور پر ہین
تو اوسپر تعریف جسم کی کس واسطے صادق نہین آتی ہے پانچوین اعدای قوای ملکی و شیطانی ایجاد
حضور والا کی جسم حضرت آدم کا جسقدر باقی رہا اوسمین بھی وہ ہی ترکیب حرارت غریزی کی موجود ہے
یا نہین اگر ہے تو بغیر قوی کے جسم کیون رہ جاوے تک پھر امتیاز بین الجسم والقوی کیونکر صحیح ہو سکتا ہے
اور بقول قوی کا کس واسطے صادق نہ آئیگا کہ خلقتہ من طین یا خلقتنی من نار جیسے
وہ پھر جوش حرارت غریزی کا کیا چیز ہے اور کس کتاب علم حکمت مین سر جوش اوس حرارت کا
بیان کیا گیا ہے اور کیا برہان آپ کے پاس ہے پہلے تو مہربانی کرکے حرارت غریزی مین حدت
ثابت کر دیجیے جسکی وجہ سے جوش کہا سکتی ہے اوسکے بعد سر جوش بتایئے پھر یہ ثابت کیجیے کہ
قوی حرارت غریزی سے مرکب ہو کر بنتی ہین افسوس ہے کہ آپ حرارت غریزی کی تعریف
بھی شاید نہین جانتے نہ قوی کی اقسام و تعریف سے خبر ہے جو جی مین آتا ہے بے تکلف ارشاد
ہوتا چلا جاتا ہے کاش کسی طب کی کتاب مین تعریف حرارت غریزی اور قوی کی دیکھ لیتے ساتوین کیا دلیل
ہے کہ تسلیم سر جوش کی ایک ہی قوت اوس سے مرکب ہے نہ کوئی دوسری قوت بھی آٹھوین
کس دلیل سے آپ نے ثابت کیا کہ قوت شیطانی سب قوی سے اوپر رہتی ہے اور اوسکے
نیچے باقی قوی رہتی ہین یہ تحت و فوق باعتبار محل و مقام کی ہے یا مجازی ہے اگر مجازی ہے
تو باعتبار غلبہ کے تمام قوی پر ہے یا باعتبار افضلیت مادہ وجود کی ہے شق اول خود ہی باطل
ہے لا نسلم کہ قوت عقل و علم بھی مغلوب ہے یا قوت باصرہ و سامعہ و ذائقہ وغیرہ مغلوب ہین ورنہ
تکالیف شرعیہ باقی نہین نہ قوت شیطانی کا کچھ علاج ممکن ہو اور شق ثانی بھی بیکار ہے کیونکہ ہم
ابتک کوئی برہان نہین پاتے ہین کہ قوت علم و عقل وغیرہ اصل مادہ وجود مین مفضول ہین اور قوت
شیطانی افضل ہے نہین معلوم کہ آدم وہمی نے آپکو کیا وسواس مین مبتلا کر دیا نوین آپنے
تو فرمایا تھا کہ آدم کو صرف علم اسماء کا عنایت ہوا ہے حقائق موجودات کا مگر حقائق ذاتیات فوقانی

پڑھے بے اہتمام سے انکو کہان سے سکتا ہے نے شاید اسی وجہ سے غلط اور بے اصل بتایا ہے تیسری
دسوین آپ نے یہ نہین لکھا ہے کہ نار حقیقی کی ہر قسم سے قوت بہیمیہ بنی ہے بلکہ ایک قسم کی
حرارت یعنی مجازی قرار دی ہے حالانکہ طین کا لفظ معنی حقیقی پر محمول ہے تو اوسکے مقابل مین
نار مجازی بلکہ ایک قسم کی حرارت مجازی تسلیم کرنیکا کیا موقع ہے ذرا غور کرکے معنی قرآن
کے بیان کیجئے گیارہوین مولویصاحب اگر چولہے کی آگ ہوتی تو غنیمت تھا کیونکہ حقیقت نار
خارج نہ سمجھی جاتی آخر طین آدم کی بھی زمین سے لی گئی تھی جیسا کہ تبیین الکلام سے ظاہر ہے تو
نار دنیا سے مادہ موجود مین و ابلیس بھی بنایا ہوتا کچھ بیجا نہ تھا مگر جو ایک قسم کی حرارت عنصری والا
پیدا کی ہے کیا وہ نار فرنگ کی اختراع ہے جو قواعد نیچریہ فلاسفہ جدیدہ کے ذریعہ سے خرمن
اسلام کو خاک سیاہ کرتی ہے کیف مجازی اور محتاج دلیل اور خفی تو بہی ہے مولوی صاحب کی بلا سے
کوئی حرارت لازم یا چولہے مین جاے یا نئی آتی ہے وکالت موافق منطوق وظاہر الفاظ کے مولویصاحب
تو باتفاق جمہور اہل اسلام کو اور مطابق احادیث سید الانام صلعم کے معنی قرآن شریف کے بیان
کرینگے نہ بہ تقلید وساوس آدم وہمی کی آپ کو خدا جانے علماء دین سے کیا نفرت پڑ گئی ہے کہ
ہر موقع پر چوٹ کرتے ہین خیر یہ تو آپ کی لطائف و ظرائف کہلاتے ہین اور تہذیب الاخلاق
سکھلاتے ہین آپ یہ ارشاد فرماتے ہے کہ سرکش ہونا فوقیت کا مدار ٹھیرائی گئی ہے کلمۂ فاخرج منہا کو
تو بہر و استکبر کے کیا معنی لیے جاینگے جو سرکشی و غرور پر دال ہے یعنی اب یہ معنی آیت کے بقول
آپکے ہونگے فاخرج منہا سرکشی کی اوس نے ملائکہ مین و استکبر اور غرور کیا یہ دونون معنی صیغہ ماضی کے
ہوجاینگے نہ امر کے حالانکہ فاخرج امر کا صیغہ ہے تو کیا خدا نے خود فرمایا کہ سرکشی کر ذرا سوچ سمجھ کر تفسیر

بیان فرمائیے قولہ سوال دادا جان یہ تو بڑی مشکل پیش آئی اسلئے کہ انسان کا سن بلوغ
اور عقل و تمیز کو پہونچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے پہر خدا کا اوس درخت
کے کھانے سے منع کرنا اور انسان کا اوسکے کھانے سے نافرمانی کرکے
گنہگار ہونا کیونکر جائز ہوگا جواب جو تمنے کہا سچ ہے مگر یہان مسئلہ جبر و
قدر کا نہایت خوبی سے حل کیا گیا ہے اقول سوال تو آپکا واقعی سچ ہے مگر

جواب آدم وہمی کا محض غلط ہے کیونکہ سوال کا جواب یہ دیا کہ اسنے قوی کا انسان خود مالک

وہ مختار ہے اور اونکو کام مین لاسکتا ہے پس خدا کا منع کرنا اور انسان کا نہ ماننا بتایا گیا ہے
اور چونکہ اوس حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا گناہ ہونے کا سبب ہے لہذا خدا نے بتایا ہے
کہ آدم اوس حالت پر پہونچنے کے بعد گنہگار ہوا ذرا انصاف کرکے ملاحظہ فرمایئے کہ یہ جواب اوس
سوال کا کیونکر صحیح ہوگا نتیجہ سوال کا تو یہ تہا کہ منع کرنا ہی صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ ہر انسان موضوع
ہے واسطے پہونچنے حالت بلوغ کے تو کیا خدا ایسا حکم دیتا کہ ہمیشہ صغر سن مین رہو یا بوڑہے
ہوجاؤ مگر پہر نابالغ ہی رہو حالانکہ قوت علم وعقل بہی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلا تہا اور تمام
قوی قبل بلوغ بہی اپنا اپنا کام کررہی تہین اور اطاعت آدم مین چلی آتی تہین اور جبکہ خود
خدا نے اشرف المخلوقات بنایا تہا اور اپنا نائب کیا تہا اور وجہ افضلیت کی اوسکے حق مین
تمام حیوانات پر وہی علم وعقل تہا جو اور کسی مخلوق مین نہ تہا تو پہر خود ہی اوس علم وعقل کا
بخشش کرنا اور منع بہی کردینا کہ اسکو مت لینا کیسی لغو بات ہے اور کیونکر قابل تسلیم ہوسکتی ہے
گنہگار ہونا کیسا رضاء الہی کا مقتضی تہا تو پہر کیونکر ہم مان لین کہ دادا جان آپ کی تفسیر صحیح ہے
اور کس طرح شجرہ ممنوعہ سے مراد علم وعقل ہوسکتا ہے آپ غور کیجیے کہ آدم نے اس مشکل
سوال کا یہ جواب واہیات دیا کہ انسان اپنی قوی پر قادر تہا لہذا سن بلوغ مین اونکو استعمال
کرکے گنہگار ہوگیا سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر پوچہا تو یہ جاتا ہے کہ کیونکر منع کیا
اور خاصہ ولازمہ انسانی سے کسواسطے روکا گیا اور اوسکے عمل کرنے پر کیونکر گناہ کا اطلاق
ہوسکتا ہے اور جو فعل پہلے سے موجود تہا اوسکا پہر لینا دینا اور منع کرنا کیونکر ہوگا جواب ملتا ہے
کہ آدم نے قوی کا استعمال کیا اور جوان ہوا تب گنہگار ہوگیا کوئی پوچہے کہ وہ جوان کیونکر
نہ ہوتا اور کس طرح اپنی قوی کو کام مین نہ لاتا کیا مثل شجر وحجر کے رہتا یا وہ ہمیشہ تکلیف مالا یطاق
مین گرفتار رہتا عقل حیران ہے کہ آدم وہمی کو سوال کا حاصل اور نتیجہ سمجہنے کا شعور نہ تہا
نہ پہر معارف وحقائق سکہانے کو تشریف لاتے اور جبر وقدر کے مسئلہ کو حل کرنے بیٹہے
خیر آدم خیالی تو مجبور ہوتے مگر دیکہیے کہ جناب مخاطب اونکے متن کی شرح کرنے پر آمادہ
ہوکر مسئلہ جبر وقدر مین اپنی ایجاد کیا دکہاتے ہین چنانچہ فرماتے ہین السعید من سعد
فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ کتنا صحیح اور سچا قول ہے الخ اقول بجا

قول رسول صلعم کا مراد ہے تو انہین الفاظ کے ساتھ صحت حدیث مذکور کی جناب محقق
ثاقب نے ضرور سمجہہ لی ہوگی تب تو زور شور سے فرماتے ہین کہ نہایت صحیح اور سچا قول ہی
مین بہی مشتاق ہون کہ اس پوری حدیث کے سب الفاظ کو نہایت صحیح ثابت کر دیجیے انکی
ذریعہ سے ہمکو بہی ایک فائدہ حاصل ہو جایگا الا اگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ متکلم فیہ
نکلے تو بڑی شرم کی بات ہے کہ اسکو نہایت صحیح فرما دیا غالبا موضوعات ابن جوزی و
تخریجات شرح عقاید وغیرہ کتب موضوعات حدیث تو جناب عالی نے ضرور دیکہی ہونگی اوسے
حال کہل جایگا فافہم ولا تکن من الغافلین بحث الفاظ تمام حدیث سے قطع نظر
کرکے اور صحت بالمعنی حدیث مذکور کی بہی تسلیم کرکے مین یہ عرض کرتا ہون کہ حاصل تقریر
حضور والا کا نہایت مشکل ہے جو کچہہ سمجہہ مین آیا ہے وہ ہرگز معنی حدیث سے مطابقت
نہین رکہتا ہے نہ آپکی تقریر شروع سے آخر تک کسی ایک اصول پر قائم رہتی ہے شروع
تقریر مین آپکا غالبا یہ مطلب ہے کہ قول بین الجبر والاختیار تو محض ہنسنے کے لائق ہے اور
اوسکی یہ مثال دی ہے کہ جیسے ایک شکاری نے بجلی کو مخنث بنایا تہا لا محالہ بین الجبر والاختیار
سے حضور والا کو انکار ہوگا اب رہ گیا جبر محض یا اختیار محض سو جبر محض اسقدر عبارت
سے پایا جاتا ہے یعنے جو کچہہ اسوقت ہم انسان کی حالت دیکہتے ہو اچہی یا بری یہان تک
نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقونکا حسن عاشقونکا عشق
شاعرونکی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر سب وہ اپنے مان کے پیٹ مین سے
لیکر نکلے ہین وہ سب باتین اون سبکے واسطے لازمی ہین اور بے ہوئے رہ نہین سکتی ہین
مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے نہ فاسق کی درکات اوسکے فسق پر الخ انتہی محصلا اب آگے
بلکہ حضور کی تقریر سے اختیار محض نکلتا ہے یعنے انسان اپنی تمام قوی پر قادر ہے اور
نجات کا منحصر ہونا اپنی تمام قوای بدنی کے کام مین لانے پر ٹہرایا ہے پس ظاہر ہوا
کہ اپنے قوی کا کام مین لانا اختیار محض ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین انسان کی نجات صرف
اسپر ہے کہ جو قوی خدا تعالی نے اوسمین رکہے ہین اور جسقدر رکہے ہین اون سبکو بقدر
اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قوای بہیمیہ اوسپر غالب ہین اور قوای ملکیہ کمزور تو وہ

کمزور قوی کو مجبور سمجھے اور کبھی کام میں لاوے سبھی گناہ ہونیکا علاج اور توبہ اور کفارہ
ہے اب مجکو حضور کی خدمت میں کچھ التماس ہے اولاً قول بین الجبر والاختیار کو آپ نے مخنث
ٹھہرا کر مردود سمجھا ہے مگر خود بدولت بھی اوسی قول کے موافق سابق میں ہو چکے ہیں تو
جس آدم وہبی کا تانا بانا سجایا اور ناچا گانا بیان کیا ہے اوسکی تعلیم پر عبث افتخار ہے کیونکہ
عقیدہ بین الجبر والاختیار کو مخنث سے تشبیہ دیجاتی ہے ذرا زمانہ سابق اپنا تو یاد کیجیے اور
تصنیفات قدیمہ کو ہاتھ میں لیجیے چنانچہ تبیین الکلام کے صفحہ ۲۷ میں یہ عبارت ہے کہ ہم
مسلمان یہ کہتے ہیں کہ انسان کا ہر فعل اسوجہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہیں ہے
اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا اوس فعل کا انجام کرنیوالا ہے خدا کی طرف منسوب
ہو سکتا ہے انتہی بلفظہ ارشاد فرمائیے کہ بین الجبر والاختیار اور کسکا نام ہے صرف کرنا قوت
ارادہ کا انسان کی طرف اور خلق کرنا فعل کا خدا کی طرف نسبت کرکے انسان کو کاسب
اور خدا کو خالق آپکی تقریر مذکور سے مان لینا پڑیگا قطع نظر اسکے آپ نے اقرار کر لیا ہے
کہ جو کچھ ظہور میں آتا ہے خواہ نیک خواہ بد خواہ ایمان خواہ کفر ہر انسان اپنے ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور اوسکا ظہور اور وقوع لازمی وضروری ہے لامحالہ تمام قوی کا کام میں لانا
یا نہ لانا بھی ماں کے پیٹ سے لاویگا پھر اوسکو کیا اختیار ہے کہ کام میں لاوے یا نہ لاوے
ایمان یا کفر عبادت وزہد خواہ عصیان وفسق سب کچھ ساتھ لیکر نکلا ہے اور ویسا ہی جبر و بری
ولازمی ہے تو کیا کوئی انسان ضروری ولازمی کے دفع کرنے پر قادر ہے حاشا وکلا کافر
جبلی کافر ہی رہیگا اور مومن جبلی مومن ہی رہیگا والا برعکس کیف لا خود حضور والا نے
جب معارف وحقائق آدم وہبی سے سیکھے تو ارشاد فرمایا کہ ہم ہی ان حقائق ومعارف کا
آپکی زبان مبارک سے طفلاً اپنی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلے تھے بلفظہ جب یہ حال ہی
کہ کسی سے ہمکلام ہونا وفہم وخیال میں بھی البطن مادر میں مقدر ہو گیا تھا اور اوسکا ظہور
لازمی تھا تو پھر قواے بدنی کا کلیۃً کام میں لانا نہ لانا کیوں نہ ساتھ لایا ہوگا اور ایسے مجبور کو
کس طرح مختار ٹھہرایا جاویگا اور کیونکر اپنی نجات کی آپ ہی تدبیر کر سکتا ہے اور قوی پر
اختیار دیا جاتا ہے کیسی بے اصل بات ہوگی لامحالہ انسان مجبور محض ٹھہرا اور آپکی ایجاد

خاص کچھ کام نہ آئی تاآنکہ حضور والا فرماتے ہیں کہ نجات منحصر ہے تمام قوی کے استعمال پر اب دیکھنا چاہیے کہ تمام قوی کا استعمال کیا نتیجہ دیگا قوت شیطانیہ کا جو وقت پورا استعمال کریگا تو کافر مطلق اور تمام کبائر کا مرتکب ہوگا اور جب ساتھ ہی اوسکی قوای ملکیہ کا استعمال پورا کریگا تو مومن کامل اور زاہد وعابد متقی ہوگا پس ایک ہی انسان کی دو حالت متفاوت ہوتی رہینگی اور ممکن ہے کہ دونوں قوتوں کا ایک ہی وقت میں استعمال کرنا چاہے تو جمع بین الاضداد ماننی پڑیگی وہو محال اور آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک ہی وقت میں دونوں قوای متضادہ کا استعمال بیجا اور نہیں ہے کیونکہ شرع محبت میں بغیر کسی استثناء وقید تخصیص کی یہ لفظ عام اختیار کی ہیں کہ قوای انسان کو دی گئی ہیں وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور اون سبکو خود کام میں لاسکتا ہے جسقدر قوی ہیں بہیمیہ وہی کام کرتی ہیں جسکے لیے مخلوق ہیں فافہم رابعاً جب نجات دو رکات ایمان و کفر و نیز فسق آپکے اصول پر نہیں ہے تو پھر قوای ملکیہ یا شیطانیہ کا کام میں لانا ہی عبث ہے کیونکہ غایت مرتبہ قوی ملکیہ کے ذریعہ سے مومن و زاہد ہو جائیگا اور قوی بہیمیہ کے اغوا سے کافر و فاسق ہوگا مگر پھر کیا حاصل وہ دونوں کفر و ایمان نہ مستلزم ثواب وعقاب ہیں نہ اختیاری انسان کی ہیں خامساً آپ فرماتے ہیں کہ قوی بہیمیہ اگر غالب ہوں اور ملکیہ مغلوب ہوں تو اسقدر کافی ہے کہ اون مغلوب سے بہی کام لیتا رہے تب نجات ہوگی آپ فرماتے ہیں کہ اگر قوای بہیمیہ کے استعمال سے کافر مطلق ہو گیا اور قوی مغلوبہ ملکیہ کی بدولت صرف اسقدر ہوا کہ کوئی فعل حسن ظہور میں آیا تو کیا یہ فعل حسن عذاب دوزخ سے بچالیگا اور نجات دلادیگا اور یہ بھی آپ نہیں کہہ سکتے کہ قوت بہیمیہ صرف فسق و فجور پر ہی آتی ہے مگر کفر و شرک تک نہیں پہونچاتی ہے کیونکہ جب آپ نے اوسکو شیطان مان لیا تو شیطان کا پہلا حملہ یہی ہے کہ بنی آدم کو پکا مشرک بناوے اور قرآن شریف میں صاف وارد ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ پھر قوی ملکیہ کو زور کا استعمال بے فائدہ ہو جاوےگا آپ نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ شقی و سعید ہی بطون مادر میں ہو چکتا ہے اور انبیاء یوں فرماتے ہیں کہ انا نبی و آدم بین الماء والطین سعدا یوں کہتے ہیں انا سعید و آدم بین الماء والطین اشقیا کا یہ قول ہے انا شقی و آدم بین الماء والطین ہمارا یہ قول ہے انا احمد و آدم بین الماء والطین بلفظہ تو جنتی و ناری بنانا پہلے ہی ٹھہر گیا ہے اور وہ لازمی و ضروری ہو گئے ہوسے رہ بھی نہیں سکتا ہے

پھر استعمال قوی سے کیا بحث رہیگی الحاصل ایجاد لمبیع کا کچھ بھی نتیجہ نہ نکلا وہی بحث جبر و قدر کی
اپنے حال پر باقی رہی جسکو متکلمین لکھتے آئے ہین اور تمام مسائل مین مشکل سمجھتے رہے ہین
ہان اسقدر ہوا کہ دو چار اعتراض آپکی بدولت اور وارد ہوگئے دگر ہیچ جب کسی طرف بھی نجات
نملیگی تو آخر حضور کو وہی کہنا پڑیگا جو ہم لوگ کہتے ہین مگر گردن کے پیچھے سے ہاتھ لا کر ناک تک
پہونچانے کا البتہ اختیار ہے کیونکہ مسئلہ جبر و قدر کا نہایت انسانی سے طے کر نیکے پردہ مین ادم
وہی کا جواب جو حضور نے مان لیا تھا وہ تو غلط ٹھہرا اور اعتراض بدستور رہا اور بعد اوسکے تمام
تفسیر جلیہ خود بخود دبی اصل ٹہر گئی اپنی ہی اقرار سے حضرت سلامت کو ساکت ہونا پڑا اور الحمد للہ
علی ذلک تنبیہ ہمارے جناب مخاطب اگرچہ فرماوین کہ ہمنے لفظ ایمان و کفر کا عدم نجات دور نہ
نہین کہا ہے بلکہ صرف عبادت و فسق کا لفظ لکہا ہے لہذا ہمکو ابھی سر اوٹھانے کی جگہہ باقی ہے
تو خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو اپنی زبان سے ایک مقام خاص لفظ ایمان و کفر کا نہین لکہا مگر مین ثابت
کر چکا ہون کہ آپ نے شقی و سعید و مومن و کافر اور جملہ افعال ہر قسم کے بالعموم والاستغراق جبلی
اور مادرزاد اور لازم لوقوع قبول کیے ہین تو کچھ تخصیص عبادت یا فسق کی باقی نہ رہی گی بلکہ ایمان و کفر
بھی وسی اصل کے دو فرع ہین اور یہ بھی بیان کر چکا ہون کہ قوت شیطانیہ کا صرف فسق کیطرف کھینچ
لانا ہی کام نہین ہے بلکہ کفر سب سے پہلے اوسکا منشا ہوگا بعد استعمال کامل اوس قوت کی جو نہو وہ تھوڑا
ہے تو آپ کی زبان قلم ہے اگر لفظ فسق مطلق کا نکل گیا اور کفر کا کلمہ چھوڑ دیا کچھ فائدہ آپکو نہ بخشیگا اور
سفر بچائیگا اور جب ہمنے جبر محض بھی آپکی تقریر سے ثابت کر دیا تو اب یہ فرمانا حضور کا کہ موافق مرضی
صانع انسان کو اپنے قوی کا استعمال کرنا چاہیے سراسر تحکم ہے وہ استعمال ہی کیا نکلنا مان کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور پہلے سے انا سعید و انا شقی پکارتا تھا اور سرگذشت آدم کا سننا بھی مان کے پیٹ سے
لیکر نکلا تھا فائدہ ہمکو اصل مسئلہ جبر و قدر کی بحث صرف اسواسطے لکھنی پڑی کہ مخاطب الامرا تب
نے کچھ نیا خیال بنا کر دعوی کیا تھا کہ وہ مسئلہ نہایت سہل طریقہ سے حل ہو گیا حالانکہ اور بھی زیادہ
مشکل کر ڈالا ہے لہذا ہم اس مسئلہ سے قطع نظر کرتے ہین اوسکی بحث موافق عقائد اہل اسلام کے
لکھنے کا موقع نہین اس رسالہ مختصر مین بھی بقدر ضرورت ہماری گفتگو الزامی ہے قصہ قولہ آدم
کا تائب ہونا اور فرشتون کی تکرار اور تعلیم خطابیات کی قسم سے ہے جیسی

فرشتے کیسی تاکار جسقدر قوی ہین ہمیشہ وہی کام کرتے ہین جسکے لیے مخلوق ہین لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ اور تعلیم اسمار سے مراد ملکہ علم ہے جو انسان مین ودیعت کیا ہے الخ اقول اس مقام کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود ملائکہ سے بھی شاید حضرت کو انکار ہے یہ لفظ کہ کیسے فرشتے اوس شخص کی زبان سے نکلے جو فرشتون کے وجود کا قائل ہوگا کیونکہ کیسے فرشتے کے جواب مین خود ہی سوچ سمجھ لیجیے کہ ایسے فرشتے جیسے قرآن مین مذکور ہین کہ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً الخ اور یہہ مزید فیہ ہے کہ وہ آیت جو خاص فرشتون کی شان مین ہے یعنے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ کو بھی ظاہر سے صرف کرکے قواے انسان پر جمادیا اور قوی کو ملائکہ حقیقی بھی ٹھہرادیا اگر یہہ ہم یہی دیکھتے ہین کہ کہین کہین اصلی فرشتونکا وجود بھی خود بدولت کی تحریر سے نکلتا ہے مثلاً فرماتے ہین کہ انسان ایسے اعلی درجہ تک ترقی کرسکتا ہے کہ جہان فرشتونکا

بھی مقدور نہین کیونکہ انہین ترقی کی قوت نہین ہے قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا انتہی خاکسار نہایت حیران ہے کہ مراد جناب حالی کی کیا ہے قرآن مین تو ایک ہی جگہہ سلسلہ کے ساتھہ یہہ مذکور ہے اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا الی قولہ تعالی قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ الخ سوال جواب فرشتونکا ساتھ خدا کے اور علم اسمار کا عنایت ہونا آدم کو اور پیش کیا جانا اشیار کا روبرو ملائک کے اور عاجز آنا فرشتونکا اور یہہ کہنا سبحانک لا علم لنا سب کا سب اصلی ملائکہ سے متعلق ہے نہ قواے انسانی سے پھر آخر آیت کا ایک جملہ ملائکہ حقیقی پر محمول کرنا اور شروع آیت کا مضمون قوی مطیعہ کے ساتھ چسپان کرنا کسقدر واہیات ہے اور کیونکر یقین آوے کہ جناب مخاطب کی ایسی مراد ہوگی اور اگر یہہ مراد نہین ہے تو پھر کیسے فرشتے کیون فرماتے ہین اور قواے انسانی پر کسواسطے جماتے ہین اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہہ ہے کہ خود ہی فرماتے ہین کہ خدا نے آدم کو اپنا نائب کردیا اور فرشتے غل مچاتے رہے الحاصل آدم وہمی سے مجذوبون کی سی بڑ کو خود ہی حضرت سمجھ ہونگے اور جب مجرد دعوی ہر قسم کا بلا دلیل بیان ہوتا چلا جاتا ہے تو ہم کیا پوچھین اور کس سے گفتگو کرین نہ ظاہر الفاظ ومنطوق آیات وسباق وسیاق سے کچھ غرض رکھی ہے نہ اپنی قول کی سند مین کوئی حدیث یا قول صحیح اکابر دین کا لکھتے ہین نہ لغت یا اصطلاح سے سند لاتے ہین محض تحکم کا

کیا علاج ہے کوئی پوچھے کہ جس جگہ آیت لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون مذکور ہے
وہاں قوی انسانی کا کیا ذکر ہے اور کسطرح تبادر اذہان بطرف سبق ذکر قوی کے اور بدون قرینہ
مقام کے ہوسکتا ہے کہ یہ آیت قوی کی شان میں ہے تنبیہ اس مقام پر ہم یہ شبہہ رفع کیے دیتے ہیں
کہ سوال وجواب ملائکہ کا بصورت اعتراض کے تہا جسکو حضرت نے نثر این تجویز کیا ہے یا کس
طریق پر واقع ہوا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ سوال بطور استفہام وتعجب کے تہا یعنے ملائکہ
نے جب یہ سنا کہ آدم خاکی خلیفۃ اللہ بنایا جاتا ہے تو اونکو یہ شبہہ ہوا کہ لوازم مادۂ خاک سے جو امور ہیں
وہ لوازم مادۂ نور سے بہتر نہیں ہیں پہر نوری نفوس قدسیہ کا خلافت کیواسطے اختیار نکرنا کس
مصلحت سے ہوگا اور خلافت کے واسطے علوم کی استعداد درکار ہے مگر مشت خاک مقتضی
تکمیل شہوت غضبیت کی ہوگی اور زمین میں فساد وخونریزی واقع ہونے لگی گی لہذا تعجب کرکے
جو سوال کیا وہ استفہام تہا اور استفہام منافی شان معصومین نہیں ہوتا ہے بعض انبیا نے بہی فرمایا
ہے کہ اے رب تو کس طرح زندہ کرتا ہے مردہ کو جواب ملا کہ کیا تو یقین نہیں لاتا تب عرض کیا کہ
ہاں مگر واسطے اطمینان قلب کے پوچہتا ہوں آیات قرآنی میں اس قسم کے امور مذکور ہیں
اسی واسطے خدا تعالے نے فرشتوں پر نافرمانی کا عتاب نفرمایا بلکہ یہ ارشاد ہوا کہ میں سب کچھ
جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو اور پہر اونکے اطمینان کردینے کی یہ صورت کردی کہ آدم کو علم اسما
عنایت فرما کر ثابت کردیا کہ ملائکہ سے بہی زیادہ اس امر میں عالم ہے تب ملائکہ اقرار کرنے لگے کہ
سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا الآیۃ تفاسیر اہل اسلام میں اس شبہہ کا جواب مذکور ہے پہر کیا وجہ ہے
کہ جناب مخاطب خود ہی تفسیروں کو نہیں دیکہتے اور علوم شرعیہ سے نفرت کرتے ہیں اور باعث
ضلالت سمجہتے ہیں اور خود ہی اپنی اوہام وظنون سے خدا کو اور ملائکہ کو ہتہیاروں سے تشبیہ دیتے
ہیں تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا باقی رہا یہ قول جناب مخاطب کا کہ خدا نے آدم کو نام تمام چیزوں کے
اسطرح نہیں سکہاتے جیسے استاد لڑکوں کو سکہاتا ہے بلکہ علم مراد ہے وہ بہی صرف اسماء کا علم نہ حقائق
اشیاء کا بلکہ معلوم ہوا کہ حقیقت اشیاء سے کیا مراد لی ہے چونکہ ہر جگہ تشبیہ و استعارہ و مجاز بنا
رکہے ہیں حقائق اشیا میں خدا جانے کیا فرماوینگے جو یہ سوال کیا جاتا ہے کہ حقائق الاشیاء ثابتۃ
صحیح ہے یا نہیں اگر ہے تو بغیر علم کے اثبات اوسکا کیونکر ہوگا اور یہ ہی التماس ہے کہ علم اسماء کا

بقیہ

بغیر علم مسمیٰ کے کیونکر مراد ہو سکتا ہے اور مسمیٰ کا موجود ہونا اگر غلط ہے تو ثم عرضہم علی الملائکۃ
اور انبئونی باسماء ہؤلاء کے کیا معنی ہیں اور پھر اس جملہ کی کیا مراد ہے یا آدم انبئہم باسمائہم
یہ ضمیریں کسکی طرف راجع ہیں اور اگر وجود مسمیٰ کا متحقق ہے تو علم بغیر معلوم کرنے حقیقت
اشیاء کی کیونکر مان لیا ہے کیا وہ سب معاملہ تشبیہی اور مجازی تھا اور اگر یہ مقصود ہے کہ بقدر ضرورت
حقیقت اشیاء کی معلوم ہوئی تھی گو یہ نہ معلوم ہو کہ تمام موجودات کا اصل مادہ وجود کیا ہے تو علم
محیط تفصیلی مثل خالق اشیاء کے ہونا نحن فیہ سے خارج ہے لا یظہر علی غیبہ احدا الا من
ارتضی من رسول اور لا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء صحیح ہے اور ہم اگر یہی تسلیم کریں کہ
حقیقت اشیاء کی نہیں بتائی تھی تب بھی اسماء کی لفظ سے بلکہ علم مراد لینا کس دلیل سے صحیح
ہوگا کیا یہ معنی لغوی ہیں یا اصطلاحی اور کس جگہ ایسا استعمال ہوا ہے اور اس سے کیا فائدہ
حاصل ہوتا ہے بلکہ آپ کے مطلب کے خلاف ہوگا کیونکہ آپ تو حقیقت ذاتی ہی قوی
کی بیان کرتے ہیں اور خدا کسی کی تسمیہ انا کا لفظ جو لکھا ہے او خلافت خدا کی ذات کی
ساتھ کی ہے یہ تو آپ ہی کا کام ہے اس خوش بیانی کو ہمارا سلام ہے نہ ہمارا ایسا کلام ہے نہ
ہمیں الزام ہے قولہ خدا نے قصہ آدم کا جو بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت
انسانی کا بیان ہے جسکو نیچر کہتے ہیں الخ اقول آپ تو بالکل الٹی تقریر کرتے
ہیں اگر خدا کو قوی انسانی کا بیان قاعدہ نیچر کے طور پر منظور ہوتا تو کیا مشکل معاملہ تھا جسکو آدم
وہی بیان کرکے آپکو سمجھا سکتے مگر خدا تعالی آیات بینات میں ظاہر نہ کر سکے خدا بچائے آپ
ہر مقام میں نیچر نیچر کیا پکارا کرتے ہیں اور جو کچھ معنی حقیقی آیات قرآنی کی جمہور اہل اسلام نے
اب تک اختیار کیے ہیں وہ کیونکر قانون فطرت کے خلاف سمجھی گئی ہیں اور کس نیچرلسٹ کا قول
آپکے موافق ہے ذرا حوالہ تو دیجیے قولہ قرآن میں شیطان کا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت
و ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی اقول محض غلط ہے اوسکی حقیقت صاف بیان ہوئی
ہے کہ وہ ایک نوع ہے جن کی اور مادہ وجود اوسکا عنصر ناری ہے کما مر الخ اقول کچھ صفات
اوسکی قرآن اور حدیث سے پائی جاتی ہیں بڑی صفت یہ ہے کہ وہ دشمن
آدم ہے کما قال اللہ تعالی فبعزتک لاغوینہم اجمعین الخ قول ہاں یہی صفت

اوسکی ہے اور انہ عدو مضل مبین سے دشمنی بہی اوسکی ساتہ بنی آدم کی ثابت ہے اور بنی
آدم بہی دشمن شیطان کے ہین جو عباد مخلصین اور مومنین مین داخل ہین اور احادیث مین
سب کچہ حالات اوسکے بیان ہوتے ہین چنانچہ کسی قدر شروع رسالہ مین ہم لکہہ چکے ہین
قولہ یہی اوصاف حمیدہ اوس بزرگ ذات کے ہین الخ اقول ہان یہ بہی
صفات مذکور ہین اور علاوہ انکے بہت سے حالات موجود ہین کما عرفت سابقا اب ان
صفات کے ساتہ حضور کو اختیار ہے خواہ بزرگ ذات سمجہکر عین انسان قرار دیجیے خواہ بد ذات
سمجہکر لاحول پڑہیے مگر شق ثانی متعذر ہوگی کیونکہ عین ذات انسان مان لیا ہے تو بزرگی مین کیا کلام
ہے **قولہ اب ان صفات شیطان کا ہم اپنے مین اثر پاتے ہین مگر کبہی وجود خارجی
کو محسوس نہین پاتے الخ اقول** ہمنے مانا کہ حضور والا صفات شیطان کا
اپنے مین اثر بیشک پاتے ہین مگر انکار وجود خارجی صحیح نہین ہے وجود خارجی
سے اگر جسم اوسکا مثل اجسام بنی آدم یا حجر و شجر کے مراد ہے تو محض غلطی ہے کیونکہ مادہ وجود
ابلیس کا نار سے ہے نہ خاک سے اور مولوی مہدی علی صاحب آپکو صاف بتا چکے ہین
کہ وجود خارجی کے واسطے ہمیشہ وجود جسمانی ہی مراد نہین لیا جاتا ہے بس وجود ناری ہونا اور
اوسکی تاثیرات کا پایا جانا کافی ہے ورنہ وجود خارجی ملائکہ وجن سے بہی انکار کرنا پڑیگا معلوم
نہین ہے کہ آپ وجود خارجی کسکو کہتے ہین آیا یہی کہ ذہنی وخیالی نہو بلکہ عنصری ہو یا کوئی
وجود محسوس البصر خواہ مخواہ درکار ہے شق اول تو ہم خود ثابت کر چکے ہین اور شق ثانی مین
آپکا دعوی بلا دلیل ہے ہان اسقدر ہم اور بہی بیان کرتے ہین کہ شیاطین وجن کو صورت
انسان وحیوان وغیرہ کی بنا لینے پر بہی خدا نے قدرت دی ہے اور اسی طرح فرشتونکو بہی
وہی قدرت پائی جاتی ہے لہذا صورت مین آدمی کی جن اور ملائکہ اور شیاطین کا آنا
اور دیکہا جانا بہی ثابت ہوا ہے کما مر سابقا **قولہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو بدی سے
روکتی ہے پہیرتی ہے شیطان سمجہکر اوسکی داڑہی پکڑ لیتی ہین الخ اقول**
اوس قوت کے متعلق ہم بخوبی جواب دے چکے فلا نعیدہ اور شیطان کی جگہہ جو آپکے ہاتہ مین
کی داڑہی سفید آجاتی ہے اور اوسکے گال بدلے آپ ہی کا مونہہ لعل ہوجاتا ہے اسکا کچہ

تعجب نہین ہے کیونکہ آپ قوت انسانی کو شیطان ٹھہراتے ہین تو عین جزو انسان قرار پاوینگی پہر اپنی ڈاڑہی اگر ہاتہ مین آوے یا گال لعل ہوجاوی تو آپ کے اصول پر کچہ بعید نہین ہے نہ ہمارے اصول پر کہ ہم اوسکو جنی ٹھہراتے ہین فافہم قولہ میرے پیارے مہدی مین آپکو ہمیشہ کہا کرتا ہون کہ جو خراب اثر مشرقی تعلیم کا آپ کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے کبہی انہین نہین آپ سمجہتے ہین کہ نبی صلعم کو امی محض رکہنے مین کیا حکمت تہی الخ اقول آپ بیٹہے تو ہین بنارس مین مگر لندن سے حساب مشرق و مغرب کا کرتے ہین مشرقی علوم جو قرآن وحدیث وتفسیر واصول وفقہ وکلام وعقائد اہل اسلام ہین اون سے آپکو نفرت ہو تو ہو مگر ساری خدائی کے مسلمان تو اوسکو کمال دین سمجہتے ہین خدا نکرے کہ اوسکا اثر دل سے جاتا رہے اوسی کے حاصل نکرنے کی وجہ سے آپ اس خرابی مین پڑتے ہین کہ نہ تو موافق اہل اسلام کے کسی مسئلہ کی تحقیق بن پڑی تہی نہ علوم جدیدہ کی تحصیل کی ہے جو حکیمانہ وفلسفیانہ کوئی بات عمدہ نکلی اپنا جی تو چارون طرف آپ دوڑاتے ہین قرآن وحدیث کو بہی فلسفیت سو ہوہی سے ملاتے ہین مگر ہر مقام پر ٹہوکر کہاتے ہین کسی ایک قوم کے علوم مین بہی پوری استعداد ہوتی تو کچہ کر دکہاتی بعض معتزلہ کی بہی تقلید کچہ پاتو نہین اختیار کی باطنیہ کیطرف بہی رجوع کیا شیعہ امامیہ کی بہی مدد لی مگر ابتک کوئی طریقہ ٹہیک نہوا آمیری خطا معاف ہو حضور نے عقائد اہل اسلام لکہنے شروع کیے لوگ خوش ہوتے کہ افادات جدیدہ سے لطف اوٹہاوینگے مگر دوسرے عقیدہ کی تقریر دیکہتے ہی علما قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کم استعداد شک مین پڑگئے کہ شریک باری کی امتناع پر اگر یہی دلیل ہے تو ہماری الٰہی متکلمین پر افسوس ہے یعنے پہلے تو آپ نے فرمایا کہ بغیر سمجہے بوجہے خدا کو واحد مان لینا واجب نہین ہے اور یہ مسئلہ عقلی ہے بعدہ دلیل عقلی نہایت شدومد کے ساتہ بیان کرکے خود ہی ایک احتمال نقل کیا یعنے فرمایا ہان بیشک

ایک شبہہ اسپر وارد ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ قدرت سے جو ہم دیکہتے ہین اور سمجہتے ہین یہ خیال مٹ نہین سکتا کہ کیا عجب ہے کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ قدرت ہو اور کوئی صانع اور علت العلل اور موجود بالذات ازلی وابدی ہو الخ مختصراً اس شبہہ کے توڑنے کیلئے کچہ بہی قدرت نہ پائی اور یہ جواب دیا کہ ہم اس شبہہ کو تسلیم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بلا شبہہ

یہ ایک خیالی شبہہ ہے جو رفع نہیں ہو سکتا مگر اسلام اور ایمان کی بنیاد خیال پر نہیں ہے فلسفیہ
اور عقلیہ مباحث کو جو حالت غیر وجود ہے سے ہوتی ہین یقین سے اور ایمان سے کیہ مناسبت
نہین ہے مولانا روم نے اوسکے حق مین نہایت خوب فرمایا ہے شعر پای استدلالیان چوبین
بود پای چوبین سخت بی تمکین بود یقین کے لیے ضرور ہے کہ معترض اول اسباب کا تغیر
دلا سکے کہ درحقیقت ایسا ہی دوسرا کارخانہ قدرت موجود ہے اور اوسوقت کہے کہ خدا کی
توحید ثابت نہین مگر وہمی و فرضی باتون سے خدا کے متعدد ہونے کا ثبوت نہین ہو سکتا
الغرض بلفظہ مختصرا خاکسار عرض کرتا ہے کہ پہلے تو آپ نے خود ہی مان لیا تہا کہ یہ مسئلہ عقلی ہے
اور جا بجا پہر اور علوم جدیدہ و فلسفیت پر دار مذہب ثابت ہوتا چلا جاتا ہے معقول تو کوئی
چیز بہی نہین رہی تہی معقول ہی معقول پکارے جاتے تہے آخر کو جب ایک شبہہ حکیمانہ
وارد ہوا تو کس واسطے فرمانے لگے کہ دین و ایمان و مذہب اسلام سے عقلیہ فلسفیہ دلائل
سے کچھ علاقہ نہین ہے مولوی روم صاحب کے قدمون پر جا گرے اگر ایسا ہی کرنا تہا تو صاف
کہدیا ہوتا کہ قل ہو اللہ احد کافی ہے یا پاین شور اشوری یا پاین بے نمکی اس اپنی تقریر کو جو
آخر بحث مین لکہی ہے ذرا یاد رکہیگا آپ ہمیشہ دلائل عقلیہ سے دین و ایمان کے متعلق روحج
کیا کرتے ہین اب مین بہی کہدیا کرونگا جو آپنے خود فرمایا ہے خیر یہ تو آپ کی معلومات علم کلام
کا ذکر ہوت تہا اب مین پوچہتا ہون کہ معترض ممکن ہونا شریک الباری کا بیان کرتا ہے اور
آپنے اوس امکان عقلی کو تسلیم کر لیا اور اوس سے ثبوت موجود ہونے کا طلب کیا وہ بہی
اس خوبی کے ساتہ کہ حضور کو اگر نہ دکہاوے تو جہوٹا ہو جاے فرمائیے آپ نے تبیین الکلام مین
اقرار کیا ہے یا نہین کہ بہت سے مخلوقات ایسے ہیں جو پیدا ہو چکے ہین جسکا انکار نہین ہو سکتا
کیون نہین فرماتے ہو کہ اگر دوسرا خدا ممکن ہو تو عجز ایک کا خواہ عبث ہونا دوسرے کا خواہ دونون کا
ناقص ہونا اپنے تکملہ ذات مین خواہ معدوم ہو سکتا مخلوق ایک خدا کا دوسرے کی قدرت سے
خواہ اجتماع متضادین کا خواہ ناقص ہونا علم و قدرت دونون کا یا ایک کا لازم آتا ہے اس
اجمال کی بہت بڑی تفصیل درکار ہے کما یعلم من لہ وجدان سلیم و عقل مستقیم حضور والا نے
جو عالم موجود کو گورکہ دہندا اور گہڑی سے مشابہت دیکر مان لیا کہ ضرور ہے کہ اسکا صانع واحد

ف عقیدۂ اہل اسلام جو ثم کا جواب مخاطب کے متعلق رسالہ دوم میں کیا ہے تفصیل کی آج تک لکھی گئی ہے انشاءاللہ عنقریب شائع تفصیل سے گذر چکی ۱۳ منہ

عجز

عجیب تقریر ہے جائز ہے کہ ایک گہڑی کے پرزے متعدد کاریگر ملکر بنا دین اور صنعت مین
سب برابر ہون فقدیر معترض تو ممتنع عقلی ہونا شریک باری کا روکرتا تہا او ممکن الوجود ثابت
کرتا تہا سو اوس قدر اپنے خوشی سے تسلیم کرلیا پہر جو کچہ بحث کی وہ بہی منقول و مساوره علی المطلوب
پر تمام ہوگئی کیا کوئی جواب لیا کہ شبہہ معترض عقلا باطل ہو جاوی نہین ہوسکتا تہا جب اسقدر
مضطر ہوکر آمنا صدقنا پکارنے لگے یہ رسالہ مختصر اس قابل نہین ہو کہ امتناع شریک باری
کی دلائل مشرقی تعلیم یافتہ متکلمین کے اقوال سے ہم لکہدین اور اصل مقصود سے بعد واقع
ہوتا ہے لہذا اسقدر پر قناعت کیجاتی ہے افسوس ہے کہ آپ مشرقی تعلیم کو خراب اور
اوسکے اثر کو باعث ضلالت سمجہتے ہین اور اوسکے دفع کرنے پر کوشش کرتے ہین جب
ہم مسلمانونکا علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول دنیا سے جاتا رہا اور ہم نیچرل اسٹ خدا نخواستہ
ہوگئے تو پہر اچہے خاصے منکر معجزات و معاد ہو جاوینگے جس وقت کوئی آیت و حدیث کا ذکر
ہوا کریگا جسمین معاد یا معجزات کا ذکر ہوگا اور اوسکا ظاہر الشان نیچرل مین نہیگا تو مغربی
تعلیم یافتہ لوگون سے پوچہتے پہرینگے وہ فرماوینگے کہ یہ سب خلاف نیچر ہے تو ہملوگ خدا
جانے کس مذہب کے کنوئین مین گر پڑینگے فرماتیے اگر آج مشرقی تعلیم کا اثر نہوتا تو آپ کے خیالات
سے اصل کا جواب کہان سے لکہا جاتا اگر یہی نیچر ہے تو انبیا بہی ایک حکیم نیچرل اسٹ
ٹہرینگے نہ صاحب معجزہ نہ صاحب وحی کیونکہ قانون قدرت و فلسفیت سے جبرئیل کا
آنا کیونکہ محسوسات ظاہری کے موافق ہوگا اور کون مانے گا کہ خلاف قواعد انتظام عالم کے
شق القمر واقع ہوسکے یا وہ باتین صحیح ہون جو خاصیت اشیاء و علم طبعی کے ساتہ موافقت
نہین رکہتی ہین مثلاً قاعدہ قدرت ہے کہ ایک پیالہ بہر کہانے سے ہزار آدمی سیر ہوکر
نہین کہا سکتے ہین خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ کہانا بدستور موجود رہے یا جس بکری نے
ابہی بچہ نہین دیا ہے وہ دودہ دیسکے یا جانور انسان کا سا کلام کرسکین یا پلک مارنے مین
بلقیس مع تخت حضرت سلیمان کے پاس حاضر ہوجاوے یا پتہر سے ناقہ پیدا ہو یا ہوا
کسی انسان کی مسخر ہوجاوے یا لکڑی کا سانپ بن جاوے وغیر ذلک من المعجزات نہیں
معلوم یہ سب کچہ کیونکر نیچر سے موافق ہوگا اگرچہ آپ صاف صاف نہین فرماتے ہین اور

ابہی مسلمانوں کو نہیں بہڑکاتے ہین اور حتی المقدور تاویلات رکیک کرکے قرآن کو نیچر سے ملاتے ہین اور اقوال اکابر دین سے نفرت دلاتے ہین تاکہ نیچر کی طرف آہستہ آہستہ لوگ رجوع لاوین در پردہ تو آپ سب کچہ کر رہے ہین اپنے دوست سید مہدی کو نیچر کیطرف کہینچ بلاتے ہین اور ابہی اسی پر نیچر کی پابندی جماتے ہین تہوڑا عرصہ گذریگا کہ جو لوگ آزادی طبع کی حرص ہوا مین گرفتار ہین قید نماز و روزہ و پابندی احکام شرعیہ منقولی ہین عقلیات کو دخل دینا پسند کرتے ہین علوم شرعیہ سے بیزار ہو کر یکی سنا شریعت بن جاوینگے خصوصًا جس وقت کتب دین و ایمان کی جگہ نیچریون کے اقوال پر عقیدہ جمانے کی ٹہرے گی تو کوئی دہریہ کوئی ملحد ہوگا کیا عجب ہے کہ ہمارا دین اسلام ہی سلام کرکے رخصت ہو معاذ اللہ ہمارے رسول مقبول کیون حکیم نیچرل اسٹ ہونگے کسی ایک حدیث مین فرمایا کہ قوی ملکی و شیطانی کا قصہ قرآن مین مراد ہے نہ حقیقی ابلیس کا اور آمی ہونا تو حضرت کا اسواسطے ایک معجزہ ہے کہ الہامی کتاب آسمانی کی طرف دعوت کرتے تہے اور بربلا فاتوا بسورۃ من مثلہ پکارتے تہے سامعین حیران تہے کہ جو شخص خود امی ہے کسی سے تعلیم نہین پائی وہ کہان سے یہ کتاب لایا اور کس طرح ایسا کلام بلاغت نظام سنایا ضرور ہے کہ وحی آسمانی و تعلیم ربانی ہو اور اگر نیچرل اسٹ ہوتا کوئی بڑی تعریف کی بات ہے ہزارہا نیچرل اسٹ گذرے ہین اور ہوتی جاتی ہین خاتم النبیین کا اطلاق سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم پر کیونکر ہوسکیگا ہر ایک حکیم نیچرل اسٹ نبوت کا مصداق ہوجاویگا خدا نکرے کہ مولوی مہدی علی صاحب نیچر کی چشمہ کا پانی ہین جو جای جاری رکہنے کی ہم تو یہ دعا کرتے ہین کہ خدا ایسا مقلب القلوب ہے کہ آپکو بہی خیالات نیچریہ سے بچاوے اور اجماع امت کی طرف لاوے آمین یا ارحم الراحمین آور جس علم کی نسبت آپ حجاب الاکبر کا لفظ لکہتے ہین معاذ اللہ وہ علم قرآن و حدیث و فقہ و اصول ہرگز نہین ہوسکتا ہے ہان اوسکا خلاف حجاب الاکبر ہوگا قولہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج من الانسان مراد لیجاوے تو ضرور قرآن مجید کو نعوذ باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا الخ اقول ابہی کیا ہے آیندہ ارشاد ہوگا کہ احکام معاد و معجزات انبیا الخ حقیقت پر محمول ہون تو چونکہ خلاف قانون فطرت ہین قرآن مین حقیقت مراد نہین ہے تمثیلی زبان

سمجہا گیا ہے وہ بہ قرآن غلط و خلاف واقع ٹہریگا آپنے ابتک ثابت نہین کیا ہے کہ ایک
قوت بدن انسان مین ایسی ہے جو اطاعت روح کی نہین کرتی ہے بلکہ روح کے ساتہ
مساوات واقع ہے نہ آپنے اسکا ثبوت دیا ہے کہ حرارت غریزی سے کوئی قوت خاص کسیقدر
پاک مخلوق ہوتی ہے نہ منطوق آیات سے یا اتفاق جمہور امت سے یا احادیث صحیحہ سے
آپنے ثابت کیا ہے کہ قوت انسان کا نام ابلیس ہے پہر کیا فائدہ کہ اپنے خیالات وتوہمات کو
اگو جزم ویقین جو کچہ ہو جاے وہ مان لیا جاے اپنے دعوی مین آپ ہی مدعی ہین اور اسکی
برہان کوئی نہین ہے ہم تو اپنے دعوی کا ثبوت قرآن وحدیث واتفاق جمہور اہل ملت سے
دیتے ہین اور ظاہر الفاظ ومنطوق آیات سے تائید ہوتی ہے پہر آپکے مخترعات کو صرف نامعقول
کہدینا تو غنیمت تہا یون کہنا چاہیے تہا کہ انکار نصوص قرآنی کا ہے ہم نہین تسلیم کرتے ہین
کہ ہر جگہ تاویل مرفوع القلم ہے مثلا اگر کوئی کہے کہ صلوۃ وزکوۃ وحج وصوم سے معنی لغوی مراد
ہین نہ مصطلح شرعی یا خمر سے مراد یہ ہے کہ اسقدر پینا جو عقل کو زائل کردے مگر خمر قلیل جو فتور
عقل پیدا نکرے حرام نہین ہے تو وہ شخص کیا معذور رکہا جائیگا حاشا وکلا ظاہر ہے کہ اسقدر
ان مین آیات قرآنی نصوص قطعیہ ہین کہ جن بمقابلہ انس کے ایک مخلوق ناری ہے اور مکلف
ساتہ ایمان کے ہے اور جابجا قرآن شریف مین جو لفظ جن وانس کا وارد ہوا ہے انس سے
مراد اولاد آدم ہے جن سے مراد بنی جان ہین اور جن کی ایک قسم وہ ابلیس ہے جسنے سجدہ
نہ کیا اور تا قیامت زندہ رہیگا اور وہ مع اپنے تمام جنود وقبیلہ وذریت کے دشمن اور مغوی اور
اور موسوس بنی آدم کا ہے اور سجدہ سے مراد سجدہ حقیقی ہے نہ قوای بدنی کی اطاعت پہر
کیونکہ اسکے خلاف کا نام انکار نصوص قطعیہ قرآنی نہوگا ورنہ لازم آتا ہے کہ وجود خارجی
ملائکہ مین بہی کوئی آیت نص نہ ٹہری بلکہ آدم کا وجود بہی غیر منصوص ہو کیونکہ تمام تفصیل آدم
کی اور ساری تفصیل اونکی قرآن مین کب مذکور ہوتی ہے اور ملائکہ کی تصریح تمام وکمال کہان
موجود ہے اور نماز کی پوری ترکیب اور زکوۃ کی تفصیل اور بالکل احکام صوم رمضان کے
اور تمام مسائل مناسک حج کے کس آیت مین موجود ہین یہان تک کہ بصراحت تمام
اوقات پنجگانہ نماز کے بہی مذکور نہین ہین تو کیا نماز بہی منصوص نہوگی اور اونکا تاول

وہ ایک معذور سمجھا جاویگا کتاب و سنت کو ساتھ اجماع ایت کی ملا کر دیکھئے اور اوس تفسیر عبیہ سے
چشم پوشی نہ کیجیئے ورنہ سارا قرآن متشابہات مین داخل ہوگا کہ کوئی آیت محکم نہ رہیگی نہ کسی
لفظ پر تعریف ظاہر کی صادق آویگی قولہ یعنی لسیم اللہ قرآن مجید مین لفظ قال کا بہ نسبت خدا اور
فرشتون اور شیطان کے آتا ہے وہ اپنے معنی حقیقی مین مستعمل نہین ہے الخ اقول حقیقت کلام
کی باعتبار حقیقت ہر ایک ذات کی صحیح ہے خود حضور معلی نے تبیین الکلام کے صفحہ ۲۶ مین
فرمایا ہے ہم مسلمان اس ورس کی یون تفسیر کرتے ہین کہ یہ آواز خود اوسی خدا کی تھی
جو اپنی ذات مین اور اپنی صفات مین سب طرح پر واحد حقیقی ہے اور خود ہی بغیر کسی کی
معرفت کے ہم کلام ہوا اور وہ آواز خود اوسی کی آواز تھی نہ کسی دوسرے کی ہم مسلمان
یہ اعتقاد کرتے ہین کہ خدا تعالی کی تمام صفات جیسے سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا ہما
سا سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا نہین ہے بجز مناسبت اسمی کے اور کسی طرح کی مشابہت
نہین ہے وہ بولتا ہے مگر نہ بذریعہ کسی بولنے والی چیز کے وہ آپ ہی آواز ہے اور
آپ ہی اپنی آواز سنتا ہے الخ مختصرا غور فرمایئے کہ جب وہ خود ہی آواز ہے اور اسکی آواز
اور ذات حقیقی ہے اور خود ہی ہمکلام ہوا تو حقیقت قال ربک مین کیا شک رہ گیا ہان بذریعہ
آلات متکلم کے نہین بولتا ہے مگر اوسی سے نفی حقیقت کلام کی کیونکر مراد ہوگی اور مجاز
کس واسطے ٹھہریگا اور کیا فرماتین گے جناب عالی قرآن شریف کے باب مین آیا وہ کلام اللہ
حقیقی ہے یا نہین حالانکہ خود ہی تبیین الکلام کی جلد اول کے صفحہ ۳۰ مین لکھ چکے ہین مگر
ہمارے پیغمبر صلعم پر جو وحی نازل ہوئی اوسمین بالذات ایک ور معجزہ فصاحت کا بھی مقصود
تھا اسلیے ضرور ہوا کہ وہ وحی بلفظہ نازل ہوتا کہ اوسکی سی فصاحت انسان سے نہ بن سکے
چنانچہ قرآن مجید اسی طرح بلفظہ نازل ہوا اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
لوگونکو پڑھ سنایا اس سبب سے ہم مسلمانون نے اپنی اصطلاح مین کلام الہی کو ایک خاص
معنون مین سمجھا ہے یعنے وہ وحی کہ جسکے لفظ بھی خدا سے ہون اور ایسی وحی کو ہم
کہتے ہین وحی متلو یا کلام الہی انتہی بلفظہ باقی رہا کلام فرشتہ کا اوسکی بھی حقیقت آپ ہی کے
تبیین الکلام سے ہم نشان دیتے ہین صفحہ ۷ پر لکھا ہے دوسرے یہ کہ فرشتہ خدا کا اوسی
کی معرفت

کی صورت مین متشکل ہو اسے اور خدا کا پیغام پہونچاوے اور اس قول کی تائید مین آنا فرشتہ کا اور
کلام کرنا حضرت مریم کے ساتھ آیت قرآنی سے لکھا ہے انصاف کیجیے کہ کلام فرشتون کا کیونکر
حقیقی ہوگا اور شیطان کا کلام بھی باعتبار اوسکی ذات کی حقیقی ہے کیونکہ جن کا کلام کرنا قابل انکار
نہین ہے اور شیطان بھی ایک قسم ہے جن کی اور آدم کا کلام بھی باعتبار ذات آدم کے حقیقی
ہے نہ مجازی اگر حضور والا کے نزدیک حقیقت کا اطلاق بغیر ثبوت اجسام کے نہین ہے
تو وجود واجب الوجود کو بھی غالبا مجازی سمجھتے ہونگے اور لفظ شجرہ کا بھی معنی مجازی پر محمول
نہین ہے ہمنے مانا کہ بقول جناب کے الوکلو کا لگایا ہوا نہ تھا مگر الوکلو کے خالق کا پیدا کیا ہوا تھا
جب کہ خود آپ ہی اقرار کر چکے ہین کہ طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ سے مراد یہی ہے
کہ جنت کے پتون سے بدن کو چھپانے لگے تو وہ پتے کہان سے آئے فرض کیا کہ آدم
بقول حضور کے باغ دنیا مین تھے مگر اوسمین درخت بھی تھے جنکے پتون سے بدن چھپایا
پھر کیا وجہ ہے کہ وہ درخت تو حقیقی ہون اور ایک درخت مجازی ہو اور واسطے وجود حقیقی
درخت کے لفظ شجرہ کا دلالت مطابقی رکھتا ہے اور کوئی وجہ صرف حقیقت کی نہین ہے
پھر بغیر تعذر حقیقت کے منطوق الفاظ سے گریز کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے اس مقام پر یہی
لکھنا ہم مناسب سمجھتے ہین کہ الفاظ آیت قرآنی صرف وجود شجرہ کیواسطے نص ہین مگر قرآن
مین یہ نہین بتایا گیا ہے کہ اوس شجرہ کا مزہ کیسا تھا اور اشجار دنیا مین اوسکو سنبلہ یا عنب وغیرہ مین
کس کے ساتھ مماثلت تھی اور اوس شجرہ کے خواص کیا کیا تھے جائز ہے کہ اوسکی خاصیت
یا مزاج یا مزہ مماثل گندم کا ہو اور ہم لوگ اوسکا شجرہ گندم نام رکھین یا انگور کا سا ہو اور شجرہ عنب
نام لین یا اوسی شجرہ مین ایسے خواص ہون کہ انواع اقسام کے نیک و بد مزے دیتا ہو اور
چونکہ قبل اکل شجرہ سے حضرت آدم عم کو علم اوس قسم کے نیک و بد مزہ کا نہ تھا اور تجربہ جدید
سے اونکو علم اوسکا حاصل ہوا شجرہ علم کہا جاے یا اس اعتبار سے شجرہ علم کہا جاوے
کہ اوسکی خاصیت مزاجی ایسی تھی کہ قوت علم کو بڑھاتی تھی پھر کیف نام رکھنا کسی موجود حقیقی کا
باعتبار مناسب صورت و تاثیر و نوعیت کے ہوتا ہے مگر اوس سے نفی وجود حقیقی کی نہین
مراد ہوتی ہم دنیا مین دیکھتے ہین کہ بعض نباتات کے نام باعتبار محاورہ ہر ایک ملک کے

اکثر مختلف ہوتے ہین اور خواص بہی ایسے پائے جاتے ہین کہ بعض نباتات سے بہی تقویت
اعضاء رئیسہ وقوی بدنی کی بالخصوص ہوتی ہے اوسی اعتبار سے حکمای قدیم وجدید نام
بہی رکھہ دیتے ہین مثلاً اسطوخودوس کہ اوسکو دماغ کے صاف کرنے کی خدا نے خاصیت
دی ہے لہذا جاروب دماغ نام ہوگیا مگر اختلاف اسمار سے اصلیت وحقیقت شجرہ کا انکار
کرنا بالبداہت باطل ہے اس صورت مین مفسرین نے اگر نام اوس شجرہ کا یا تو اوسکی خاصیت
کے لحاظ سے خواہ دوسرے قسم کی مماثلت ومناسبت سے درخت گندم یا درخت عنب
یا درخت انجیر یا درخت کافور یا درخت علم استعمال کیا تو بہی حقیقت اصل شجرہ سے کچہ واسطہ
نہین ہے اور ایسا ہی حال حور وقصور وحوض کوثر وانہار وسدرۃ المنتہی او شجرہ ملعونہ وغیرہم کا
ہے اور ہمکو نہین معلوم ہے کہ یہ قاعدہ حضور نے کہان سے پایا ہے کہ بالفرض اگر کسی
آیۃ مین بعض الفاظ مجازی معنی پر بہی محمول ہون تو پہر سارے معنی آیۃ کے مجازی ہی
ٹہرائی جاوین علاوہ اسکے جو تفسیر آپ نے لکہی ہے وہ تو الفاظ آیۃ سے کسیطرح مطابقت
نہین رکہتی ہے کیونکہ قرآن مجید مین شروع حالات آدم وحوا وملائکہ وابلیس سے آخر تک بہی
ابلیس کا مردود ہونا اور اوسیکا آدم وحوا دونون کے دلمین وسوسہ ڈالنا مذکور ہے اسیطرح
حالتہ قال ابلیس کا بصیغہ واحد اور آدم وحوا کا بصیغہ تثنیہ ہر جگہہ مذکور ہوا ہے اور اسی سے
ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی ابلیس تہا جسنے سجدہ سے انکار کیا اور قیامت تک زندہ رہیگا او
اوسی کا فعل ہے کہ دونون کو اغوا کیا آپ ذرا انصاف کیجے کہ حضور نے جسقدر تقریر لکہی ہے
وہ قوت بہیمیہ آدم سے متعلق ہے نہ قوۃ حوا سے بلکہ حوا کا صغرسن سے جوان عاقل بالغ
ہونا اور اونکے سامنے ہی شجرہ علم وعقل کا پیش کیا جانا اور اوسکو اونکا منظور کرنا اور پورا واقعہ
ہرگز بیان نہین کیا ہے تو کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ قوۃ آدم نے وجود خارجی پیدا کیا اور حوا کو
بہی اغوا کیا بلکہ تبیین الکلام سے ایسا پایا جاتا ہے کہ حوا کی تحریک سے آدم نے شجرہ ممنوعہ
کہایا تہا حالانکہ حضور کا تقریر جدید مین یہ قول ہے کہ آدم ہی کی قوت بہیمیہ نے آدم کو اغوا کیا
تو ضرور ہے کہ کسی ایک کی قوۃ کا وجود خارجی واسطے اغوا دوسرے کے مان لیجے اور ابلیس
کے وجود خارجی سے انکار کرکے قوای جسمانی کا وجود خارجی تسلیم فرمائیے یا یون فرمائیے کہ

کہ مردود ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا گو وہ سجدہ بمعنی شرعیہ حضور ہی کیون نہو تو شق ثانی مین ضمیر واحد کی کچہہ بہی تاویل نہین بن پڑیگی اور کیونکر کوئی ذیعلم کہہ سکتا ہے کہ ایک ہی آیہ مین جس جگہ واحد مراد ہے وہان صیغہ واحد کا مستعمل ہوا اور جس جگہہ دو مراد ہے وہان صیغہ تثنیہ کا آوے پہر بہی معنی خلاف اوسکے مراد لیے جاوین اسی طرح شجرہ کا لفظ بہ صیغہ واحد آیا ہے کہین ضمیر تثنیہ یا جمع کی نہین آئی ہے اگر سن بلوغ تک پاہونچکر آدم کا گنہگار ہونا و شجرہ سے مراد دو قوہ علم و عقل کی ٹہرائی جاوین تو دو شجرہ کا استعمال تسلیم کرنا پڑیگا حالانکہ ظاہر الفاظ آیہ کے خلاف ہے اور یہ تاویل علیل جو حضور کے ارشاد سے نکلتی ہے کہ شجرہ واحد اسواسطے صحیح ہوگا کہ علم کیواسطے عقل لازم ہے اور حالت بلوغ مین عقل حاصل ہوتی لہذا شجرہ علم و عقل کا پیش کیا جانا و بری آدم کے مراد ہوگا اسکی نسبت خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کچہہ دفع دخل مقدر آپ کی تقریر سے پایا جاتا ہے اور جو ان اجمال کے ساتہ آپ نے لکہا ہے وہ ہرگز صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ علم کے واسطے کچہہ عقل ہی لازم نہین ہے بلکہ بہت سی قوتین لازم و ملزوم ہین اور یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ اگر مثلا قوہ واہمہ و حافظہ وغیرہ بیکار ہون تو مجرد قوہ عقل واسطے علم کے کافی ہے بلکہ ترکیب انسانی اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ بعض قویٰ کے فقدان سے عقل ہی قایم نہین رہ سکتی ہے تو عقل کے واسطے بہت کچہہ لازم و ملزوم ضرور ماننے پڑیگی اور لازم کا لازم بہی لازم ہوگا پہر کوئی وجہ تخصیص عقل کی نہین رہتی ا حرف اسی خیال سے یہ تقریر بنائی ہے کہ سن بلوغ مین عاقل و بالغ ہونا منشاء عصیان ٹہرجاوے اور شجرہ علم کو ساتہ عقل کے حیسبان کردیا جاوے اگر تنہا شجرہ علم مراد لیجاتی تو تفسیر مخترعہ مین فتور واقع ہوتا تہا اسی واسطے عقل کو دخل دیا اور ترکیب الفاظ قرآنی پر نظر نہی کما لایخفی علی اولی النہی قولہ کیا سچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ قبدت لہما سواتہما سے حضرت آدم کی اپنی لنبی گول گول چیز دکہائی دینی مراد ہے یا حضرت حوا کی شرمگاہ دکہائی دینے لگی الخ اقول خود جناب مستفتی

صاحب نے تبیین الکلام کے صفحہ ۲۵ امین لکہا ہے قرآن مجید مین بیان ہوا ہے کہ جب آدم و حوا نے اوس درخت مین سے کہایا تو اونکی برہنگی ظاہر ہوئی اس سے ظاہر ہے کہ کہانے ہی سے منع کیا گیا کیونکہ اگر پاس جانے سے بہی منع ہوتا تو مجرد پاس جانے کہانے سے پہلے اونکی برہنگی ظاہر ہوجاتی انتہی بلفظہ اب خاکسار نہایت ادب سے سوال کرتا ہے کہ جو الفاظ مستفتی

اور یہ کلمے خلاف تہذیب لاخلاق کے حضور والا نے زبان سے نکالے ہیں اور دا ب تحریر عالمانہ کہا ہے شاید رسول ایڈیشن اسی کا نام ہے جب حضرت آدم و حوا و بلکہ جناب باری تعالی کی نسبت فحش اور شتم سے حضور والا کو دریغ نہیں ہے تو ایک بیچ ہیں جو بہشت کو چکلہ اور حوروں کو کسبیاں اور امور معاد کو جاہلوں کی تخویف اپنے کسی دوست کے نام سے چھپوایا ہے کس حساب و کتاب میں ہو گا بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس قول میں خود بدولت بھی پہلے شریک ہوں اوس سے غافل بنکر تقریر الزامی قائم کریں اور حضرت اول الانبیاء علیہ السلام اور جناب حوا رضی اللہ عنہا کی شان میں فحش کلام لکہکر خوبی تحریر پر افتخار کیا جاوے اور مفسرین اہل اسلام پر طنز و تعریض کا حوصلہ پیدا ہو خیر یہ بیکار بولنا حضور ہی کو مبارک رہے اصل بحث کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں کہ تفسیر کبیر کی جس عبارت کا آپ نے نشان دیا ہے وہ متعلق معنی و مراد لفظ سوآتہما کے نہیں ہے بلکہ اصل عبارت یہ ہے البحث الثانی السوءۃ

فرج الرجل والمرءۃ وذلک لان ظہورہ یسوء الانسان قال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما

کانہما قد البسا ثوبا یستر عورتہما فلما عصیا زال عنہما ذلک الثوب فذلک قولہ تعالی فلما ذاقا الشجرۃ

بدت لہما سوآتہما انتہی بلفظہ اب تو پردہ فاش ہو گیا کہ تفسیر کبیر سے تو جناب میں بھی سوءۃ سے مراد عورۃ ہے ہاں مراد اغواسے ابلیس کی یہ تھی کہ آدم و حوا کو ذلت و نقص منزلت و زوال منصب لاحق حال ہو جاوے اور کچھ تخصیص امام رازی یا دیگر مفسرین کی نہیں ہے

بلکہ بخاری نے بھی اپنی صحیح میں جو تفسیر اپنے اسناد سے لکھی ہے اوسکے یہ الفاظ ہیں یوافان

الورق ویخصفان بعضہ الی بعض سوآتہما کنایۃ عن فرجہما ومتاع الی حین ہہنا الی یوم القیامۃ

الخ اور عبارت تفسیر کبیر سے وہ شبہہ بھی حضور کا رفع ہو گیا جو فرمایا ہے کہ کچا گیہوں کہانا اور ننگا برہنہ ہونا ظاہر ہو گیا کہ برہنگی بہ سبب عصیان کے ہوئی کہ حلہ جنت بدن سے اوتر گئے تو اب کیا استبعاد باقی رہ گیا جیسے تمغے اوڑا ے جاتے ہیں فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا اور بالفرض حلہ جنت ہی مراد لیجاوے تب بھی مجازی معنی کسواسطے ٹھہرینگے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہاں یہ معنی حقیقی ہیں اور مراد یہ ہے کہ کہل گئے عیب آدم و حوا کے اور وجہ کہل جانے عیب کی دوسری آیات سے ہم مطابق کر دینگے یعنے عصیان واقع ہونے سے برہنہ ہو جانا اور پتوں سے بدن کا چہپانا الخ

ف سوءۃ سے مراد ہے شرمگاہ مرد و زن کی اور یہی تفسیر ہے تمام علما کی اور بکار امعلوم … فرمایا ابن عباس نے وہ دونوں پہنتے ایسے کپڑے کہ چہپاتا تہا دونوں کی شرمگاہ کو پہر جب گنہگار ہوئے دور ہوا … دونوں سے … وہ لباس … معنی قول … یعنے … [illegible]

طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ وغیرہ سے بہی ثابت ہوتا ہے یعنی عیب ظاہر ہے ثابت ہوا
اور عیب عصیان کا بہی خود محتاج ثبوت نہیں ہے جسکے واسطے عصی آدم ربہ فغوی وارد
ہے بہت خوب معلوم کہ مجازی معنی آپ کے مذاق پر بہی کس طرح صادق آئینگی فقد بر قولہ اسی
سورہ میں آیا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا الی قولہ یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج
ابویکم الایہ الخ اقول دونون آیتین ہمارے ہی قول کی تائید سے ہو رہی ہے اور آپکی مراد حاصل
نہین ہوتی تفسیر معالم التنزیل مین پہلی آیت کی شان نزول یہ لکہی ہے کہ ایام جاہلیت مین برہنہ
ہوکر لوگ طواف کعبہ کا کیا کرتے تہے اور کہتے تہے لا نطوف فی ثیاب عصینا اللہ فیہا فقیل
طواف ننگے کپڑون کے ساتہ نہین نادانی کی ہے خدا نے ہمکو خدا تعالی نے منع فرمایا
اور اپنا احسان جتایا اور خلق حسن سکہایا کہ جیسے لباس پیدا کیا ہے تاکہ تم اپنی عورات کو چہپاؤ
اور مال و زینت بہی دیا گیا ہے اور سب سے اچہا لباس تقوی کا ہے الغرض سوا اسکے
کوئی دوسرے معنی موافق مذاق جناب مخاطب کے ثابت نہین ہوتے ہین پہر اس آیۃ کا
تذکرہ بہی عبث تہا باقی رہی بحث متعلق دوسری آیۃ کے وہ تو بالکل ہماری ہی دلیل ہے
یعنے خدا تعالی خبر دیتا ہے کہ ای اولاد آدم کہین تمکو گمراہ نہ کرے شیطان جیسا کہ تمہارے
مان باپ کو بہشت سے نکالا اور اوتروائے اونکے بدن سے کپڑے تاکہ کہل جاوین اونکی
عورات چنانچہ تفسیر معالم میں ہے ای یخرج کلا منہما لیرا الاخر اور اگر صاحب معالم کا اعتبار نہو تو
خود ہی حضور اپنا اعتبار فرما کر کہین لیظہر یہ من الکلام مین ننگی کا آپ بہی لفظ لکہ چکے تو
کہا مساوقہا لہما طویل کلام سے کیا فائدہ ہوگا مین نیک اگر کہل جانا عیب کا بہی مراد ہو تو عیب
بہی مجاز کیونکر ہو جاتا لا انکر لفظ مشترک المعنی ہے اور اوسکے متعلق آیت اوسے مین ہم ذریعہ
لکہ چکے مین قولہ اگر قرآن کے یہی معنی لیے جاوین تو بیچوری کہنا پڑیگا معاذ اللہ عالم بالاشیا علیم
حضرت کو بہکی پوشی بہی نہین آتی چہ جائی خدای الخ اقول اب تو ہمارے جناب عالی جاہی لمبی تو
خوب ہی کہل کہیلے معاذ اللہ معاذ اللہ خدا تعالی کی شان مین اپنے کلمات خاطر کو لکہنے لگے اور بہا
دتتم کہ تہہرے لگی واہ رے تہذیب الاخلاق او کیا کہنا ہے اس سبیل الرشین و تعلیم مفروضہ
سے شنعی جو ہوگا کیا ایسی ہدایت قدیمی ہو رہی ہے بہلا اور کچہ نہ سہی پہکڑ پوشی تو آپ کی تفاسیر ہے

کتاب ایک مرتبہ چہپا ہے جس میں وہ سب عبارت جس میں نقل کر دونگا فانتظروا انی معکم من المنتظرین ۱۲

لوگ سیکھ جاوینگے خیر حضرت آپ چاہین احکم الحاکمین کو خدائی کے لائق نہ ٹھہراوین چاہین فہم سے
نے بہرہ بتادین ہمارا تو وہی خدا ہے اوسیکو ہم مالک جن وانس سمجھتے ہین اوسی کے کلام بلاغت
نظام کی تفسیر بیان کرنا ہمارا کام ہے کہ حلہ بہشت کا اوترجانا بسبب نافرمانی کے واقع ہوا تھا جیسا کہ
عبارت تفسیر کبیر سے واضح ہے بعد ظہور نافرمانی کے جب حکم جنت سے نکلنے کا اور دنیا مین
اوترنے کا ہوا تو حلہ بہشتی کیونکر ساتھ رہ سکتا تھا نہ یہ امر بہشتی سے ٹھٹھے اوڑانے کا ہے نہ خدا کو نافہم بنانے کا
ہے تفسیر دانی حضور کی معلوم ہوگئی چہ جا اجتہاد و ایجاد دین **قولہ** جب زیادہ حقیقت جنت و آدم
وغیرہ کی بیان نہین کی گئی تو پہر آیات کو نصوص کہنا نچاہیے **اقول** حضور ہی ارشاد فرماوین کہ
وجود آدم کا منصوص ہے یا نہین اگر ہے تو وجود جنت و ملائکہ و ابلیس بہی منصوص ہے ہان اگر
نص کے واسطے یہی ضرور ہے کہ فوٹوگراف سے تصویر بہی لی گئی ہو اور ایلبم مین رکھدی جاے
تو بیشک نص نہین ہے مگر پہر بہی حضور سے یہ پوچھا جائیگا کہ دربارہ قواے انسانی کی نص کیونکر
مان لی گئی ہے ہان مین بہول گیا مبالغہ ربی کے ذریعے سے تشخیص ہوگئی ہے **قولہ**
یہ سب مضامین نیچر پر مبنی روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے جس طرح شیطان کا وجود خارجی
کوئی شخص خیال کرکے ایک لمبی تسبیح مثل شیطان کی دم کے لیکے لاحول پڑہے اوسیطرح ایک دانا
نیچرلسٹ اوس حقیقت کو خیال کر کے سمجھے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے دونو کو قرآن
سے فائدہ برابر پہونچیگا **اقول** الحمد للہ کہ ہم مسلمان قرآن سے فائدہ اوٹھاتے ہین تو بقول
حضور کے نیچرلسٹ صاحبون کے برابر ہین تو اب ہمکو اپنی تقررات و مسلمات کے ترک
کرنے کی کوئی وجہ نہین مگر جناب نیچرلسٹ کو اپنی خبر لینی چاہیے اور ثابت کیجیے کہ نیچر کی
مطابقت معنی قرآن شریف کی کیونکر صحیح ہوگی مہربانی کرکے کتب نیچرل سے قصہ پیدا ہونے
آدم کا اور اوسکے تمام حالات کا مجکو بتا دیجیے ورنہ مجبوری یہ کہنا پڑیگا کہ حضور اب تک اپنے دین سے
بہی ناواقف ہین چہ جاے مذہب اسلام اور مجکو کمال حیرت ہے کہ اہل اسلام کی تسبیح کو شیطان
کی دم سے کیا سمجہکر آپ نے تشبیہ دی ہے کیونکہ بازار سے کار کے لاحول پڑہنا شیطان رجیم پیدا یعنی
[illegible] اسلام کا [illegible] شیطان کو [illegible] ہماری تسبیح
[illegible]

کے صفحہ ۱۵۳ مین فرمایا ہے ہم خود ہی شیطان ہین اور ہم خود ہی رحمان ہین بلفظہ اور افادات جدیدہ مین جو کچھ ارشاد ہوا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ شیطان کی جگہہ اپنی ہی ڈاڑہی سفید دست مبارک ... ہے اور اپنا ہی گال لال ہو جاتا ہے جب حضور اپنی ریش سفید کو ایسی تشبیہات سے یاد فرماتے ہین تو تشبیح اہل اسلام کی کس شمار مین ہے ہان حقیقت اور مجاز کا فرق ہے کیونکہ ہملوگ شیطان کو عین انسان حقیقی نہین سمجھتے ہین مگر حضور شیطان کو انسان کا جزو لاینفک جانتے ہین لطیفہ جب ہمارے جناب مخاطب نے شیطان کی دم سے تشبیح کو تشبیہ دی تو وجود مشبہ اور مشبہ بہ کا مع وجہ شبہ بہی ضروری ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان کا لطائف و ظرائف مین بہی ثابت ہو گیا اور تقریر الزامی کا لطف سبکو معلوم ہو گیا فافہم **قولہ** اگر اسکا نام بدعت ہے تو ہدایت کسکا نام ہے الخ **اقول** شر الامور محدثاتہا کا نام بدعت ہے اور کتاب و سنت کا نام ہدایت ہے اب حضور والا اپنی تفسیر تیجریہ کو خود ہی مطابق کر لین کہ بدعت ہے یا ہدایت لوگون سے پوچہنے کی کیا حاجت ہے **قولہ** علماء سابقین نے مصلحتاً یہ سر ظاہر نہین کیا الخ **اقول** یہ شہادت علی النفی و تصدیق امر معدوم خالیا عما العنی ہی مین داخل ہوگی یا شاید تیجریہ کی کسی فتاوی مین اس قسم کا ارشاد جائز ہوگا خیر علماء سابقین کی سند تو آپ دیجیے مگر اپنی ہی تالیفات سابق کی خبر لیجیے کہ ہم آپہی کا قول تبیین الکلام کے صفحہ ۱۵۱ مین لکہا ہے نقل کئے

دیتے ہین لکہتے آپ فرماتے ہین رونا بچہ کا بوقت پیدا ہونیکے ہوتا ہے بسبب تحریک قوا بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چہونے سے تعبیر کیا ہے حضرت مریم و حضرت مسیح علیہما السلام کو اس بات سے اسلیے مستثنیٰ کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت جو انسانی ہے اوسکی عفت اور عصمت مین خلل ڈالتی ہے اوس سے اونکا پاک ہونا ہر طرح سے ثابت کیا جاوے انتہی بلفظہ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ قوای بہیمیہ سے حضرت مسیح ہر طرح سے پاک تہے اونمین وہ قوت ہی نتہی جسکو شیطانیہ قرار دیا گیا ہے اور ذرا آگے چلکر صفحہ ۱۵۴ مین جو لکہا ہے اوسکو بہی ملاحظہ فرمایئے حضرت مسیح نے بہی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ چالیس دن اور رات امتحان مین ڈالے گئے بلفظہ اب تو کچہ شبہ نہ رہا کہ یہ شیطان قوت بہیمیہ نتہی جسکا وجود ہی مفقود تہا تو امتحان مین ڈالنے والا شیطان وہ ہو گا جسکے وجود خارجی کے انکار پر جناب عالی

مستعد ہوتے ہین اور اپنے ہی کلام سے ساکت ہونا پڑا اس سے زیادہ کیا حجت یقین کیجائی
الحمد للہ علی احسانہ قولہ اب وقت فرصت عیسائیون کی گردن مروڑنے کی نسبت خط لکھونگا
الخ اقول آپ خود نیچرل اشٹ ہین تو حرام و حلال ذبیحہ و منخنقہ کی قید کیونکر ہوگی جو جو عقلا مفید بدن
انسانی اور باعث سرور و تقویت ہو بموجب نیچر کے موافق جائز ٹھہرے گی بعد اختیار کرنے
مذہب نیچر کے تسمیہ کی ضرورت کب باقی رہتی ہے اور تخصیص ذبیحہ اہل کتاب کی بھی عبث ہے
کیسی حدیث سنن ابی داؤد کی اور کہان کی آیت قرآن مجید کی نیچرل اشٹ صاحبون کی فتاوی
پر عمل ہوگا پھر عیسی کی کیا حقیقت ہے حضور تو بغیر ذبح کیے جانور حلال کرسکتے ہین پہ کچھ اور
اور روشنی تو آتا نہین مگر یہ ظاہر ہے حرام کیے وہ حلال ہے نہ یہ ہمارے جناب مخاطب کو شعور آت
و مسکرات اس قابل ہین کہ انکا ذکر کرنا ہے مشروب شریف ہے اول تمام تالیفات سے
ظاہر ہوتا ہے کہ جب خود کسی خیال کو تقویت دینا چاہتے ہین تو اپنے ہی اصول سے انکا
انکار کرتے ہین یعنے دعوی تو یہ ہے کہ جو اقوال محدثین و مفسرین و علمای دین و اہل سیر کے
ہین سب کہ اجماع امت و اقوال صحابہ و تابعین بھی ہم نمانینگے اور کسی کی تقلید نکرینگے جیسا کہ
رسالہ تہذیب الاسلام وغیرہ سے پایا جاتا ہے باقی رہی حدیث وہ بھی جب تک اپنے واسطے مفید
یقین نہو قابل تسلیم نہوگی خواہ صحاح ستہ کی ہو خواہ غیر صحاح ستہ کی اور مفسرین نے جو قصص
لکھے ہین تو یہودیون سے سن سنا کر لکھے ہین یا اپنے جی سے جوڑے ہین یا روایات کو اونکی
خیال کر لیا ہے اور سیر کی کتابین تو مہابھارت اور الف لیلہ سے زیادہ نہین ہین اسی واسطے
ہم مسلمان جب حوالہ مجرد اقوال علمای دین کا دیتے ہین یا اخبار صحیح الاسناد کو بھی پیش کرتے ہین
تو ارشاد ہوتا ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ و اشخاص جاہلیۃ الجہلا محض اندہاپن اور ضلالت اور ظلمت اور
پیروی رسوم اور تعصب کی ہے الی غیر ذالک من التشنیعات مگر خود بدولت کی یہ کیفیت ہے
کہ جب توریت کا مطابق کرنا ملت اسلامیہ سے منظور ہوا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کتب سماویہ
سابقہ پہ ہمارا مضبوط اعتقاد ہے تو تبیین الکلام مین تمام اقوال مفسرین ہر قسم کے نہایت شریف ذا
سی بلکہ بعض لیلی و مجنونین کے بھی اقوال اپنی سند مین پیش کیے اور اکثر جگہ لکھدیا کہ ہم
مسلمان کذا و کذا کہتے ہین اور فلان فلان کتب کے اس قول مین طرفدار ہین اور بعض مثلاً

ف ۵ دیکھو تہذیب الاسلام کو ذرا بموجب قصہ بازی

مین حوالہ تک نہین دیا تمام تبیین الکلام اسی عنوان سے مرتب ہوئی مگر جب ہم یہ عرض کرینگے کہ آپنے بھی مقبولہ و مستندہ عبارات کتب و احادیث کے تمام مضمون کو تسلیم کرنا چاہیے تو حضرت کیا اعتراض کرینگے مثلاً ہم یہ بیان کرتے ہین کہ تبیین الکلام کی جلد دوم کے صفحہ ۱۰ مین آپکی مستندہ و مقبولہ عبارت تفسیر سے وجود خارجی شیطان کا ثابت ہے یعنے آپ نے لکھا ہے

اسکی صحت پر ہمارے یہان کی کتابون کے موجب ایک یہ دلیل بھی لائی جاسکتی ہے کہ قابیل نے

بعد اس واقعہ کی آگ کی پرستش اختیار کی جو ایک قدیم پرستش اہل فارس کی ہے اسطرح پر کہ

یہودی مین فارس کے کہتا ہون تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ جب قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو

بھاگ گیا عدن کیطرف زمین یمن سے پھر آیا اوسکے پاس شیطان اور کہا کہ ہابیل کی قربانی جو آگ

کہا گئی اوسکا سبب یہ تہا کہ وہ آگ کی خدمت اور پرستش کرتا تہا الخ فتاملو اہل الانصاف غور فرماویں کہ اس سے زیادہ کیا اقرار وجود خارجی شیطان کا ہوگا مگر دیکھیے گا کہ حضرت اعلی اسکی تاویل مین کیسی کیسی عرق ریزی کرینگے اور پہر کہینگے یہ نفرماوینگے کہ ان عبارت تفسیر کبیر کی ہماری مقبولہ ہے اور شیطان کا آنا اور کلام کرنا وجود خارجی پر بخوبی دلالت کرتا ہے بہر کیف یہ حال ہمارے جناب مخاطب کا ہے کہ اپنے واسطے ایسی وسعت دے رکہی ہے کہ اگر کسی حدیث کی صحت بہی ملی ہو تو قول کسی شاعر کا بہی ہو تو اوسکو بہی بے تکلف قبول کر کے حوالہ دیتے ہین مگر ہم مسلمان کی زبان بند کر دینے کیواسطے کیسی کیسی تاکیدین ترک تقلید وغیرہ کی ہوتی ہین تاکہ نہ ہیپ پھیلیگا رواج ہوگا بات اسلامیہ سے تنفر پیدا ہوگیا اعلی حضرت سید صاحب اخلاق ہول گئے ہونگے کہ جناب

عالی نے ایک بڑے مجمع اہل اسلام مین خطبہ بلیغ سنایا اور اوسمین ارشاد فرمایا کہ نوشیروان

جو ایک آتش پرست بادشاہ تہا مگر عادل اوسکے عہد مین ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اپنی خوشی و خوشنودی ظاہر فرمائی ہے بلفظہ اب کوئی پوچھے کہ اس حدیث کی تنقید تو آپ کر چکے ہونگے ورنہ کس مونہہ سے دعوی اجتہاد ہے و ترک تقلید و اتباع اشخاص بلا تمیز الخطاء والصواب طعن تشنیع کا حوصلہ کیون پیدا ہوا ہے ذرا مہربانی کر کے ہمکو بہی حدیث مذکور کی سند عنایت کیجیے اور قواعد محدثین سے تصحیح کر دیجیے اگر خدا نخواستہ ہملوگ ایسا بیان کرتے تو پہر دیکھتے کہ کیسے کیسے الزام افترا و کذب کے لگائے جاتے اور حدیث من کذب علی متعمدا

دیکھو پرچہ دہم محرم ... مین وہ خطبہ جناب سید صاحب کا کہ ایک غرض خاص کے واسطے پڑہا تہا ۱۲

فلیتبوأ مقعدہ من النار پھر زور شور سے حضرت ارشاد فرماتے مگر اپنے واسطے سب کچھ درست ہے أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم اور کیا کسی نے تہذیب الاخلاق میں نہیں دیکھا ہوگا کہ مورخین نصاری کے اقوال کو کیا بے تکلف قبول فرماتے ہیں جیسے کہ ایک مورخ نے مذہب عیسوی کو حق اور مذہب اسلام کو باطل لکہا تہا اوسکے قول کو بہی آپنے تہذیب الاخلاق میں مان لیا اور حالات اہل اسلام پر طعن و تشنیع کرکے اوسکو مطابق کردیا حالانکہ یہ جواب دیسکتے تہے کہ مورخ عیسائی مذہب اہل اسلام کو ناحق باطل قرار دیتا ہے اگر بنظر حالات بعض اہل اسلام کے اوسکو ایسا خیال ہوا ہے تو افعال نامشروع و مخالف عقائد اسلام خود اسلام سے بے علاقہ ہیں مذہب اوسکا نام نہیں ہے مثلاً اہل اسلام شراب کو حرام سمجھتے ہیں مگر شامت اعمال سے اوسکے مرتکب ہوں تو مذہب اسلام کیوں خدا کی مرضی کے خلاف یا باطل قرار پائیگا قطع نظر اسکے جسقدر قول مورخ عیسائی کا نقل کیا ہے اوسمیں ہرگز حالات موجودہ جہلای اہل اسلام و فساق و فجار و مبتدع و فرق ضالہ سے بحث نتہی بلکہ ذکر بہی نتہا حضرت نے خود ہی دین اسلام سے مطابقت کردی اور مذہب حق سے ٹہرانے لگے اور اوسپر طرفہ یہ ہے کہ نام تک مورخ کا نہ لکہا اور نہ اوسکی کتاب کا حوالہ دیا اور جب حضرت کو یہ خطرہ ہوا کہ لوگ ہمکو بہی مجتہد سمجہکر ہمارے ہی اقوال سے تقلید ہماری باطل اور باعث ضلالت ٹہرائینگے تو شیعہ امامیہ کے مذہب کی طرف رجوع لاۓ اور ضرورت ایک مجتہد کی ہر عصر میں بیان کی اور پہر شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے استدلال کو تمام کیا اگر اپنے اصول پر قائم تہے تو کسواسطے نص سے مسئلہ مذکورہ کو ثابت نکیا اب مہربانی فرماکر جن لوگوں کے اقوال کا حوالہ کتاب انتباہ میں ہے اونکی کتب ہی کی عبارت نقل کرکے اپنا استخراج صحیح کردیں چہ جای نص قطعی آوے جس حدیث کا ذکر ہے اوسمین صاف ضرورت اجتہاد مذکور نہیں ہے نہ حضور کے اصول پر وہ حدیث مفید یقین ہے چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی مدح تہذیب الاخلاق میں اکثر دیکہی جاتی ہے لہذا اونہیں کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے ہم ثابت کرتے ہیں کہ شیطان کو خدا نے قوت اس قسم کی دی ہے کہ وہ صورتیں بہی بدل لیتا ہے اور خاصان بارگاہ ایزدی کو نظر بہی آجاتی ہیں اسیواسطے رسول صلعم

سطر ۵ ملحوظہ پرچہ یکم شوال ۱۲۹۰ ہجری صفحہ ۱۲

صلعم نے فرمایا ہے کہ شیطان اوسکے بائیں ہاتھ سے کہاتا ہے وغیر ذلک من الاحادیث عبارت
حجۃ اللہ البالغہ کی یہ ہے واعلم ان من قولہ صلعم ان الشیطان یاکل بشمالہ یحتمل ان یکون نسبۃ بعض ہذا الاعمال
الی الشیاطین علی ما فہمتی رحمک اللہ تبارک وتعالی ان الشیاطین قد اقدرہم اللہ تعالی علی ان یتشکلوا وان یاکلوا
ولابصارہم فی الیقظۃ باشکال تعطیہا امزجتہم واحوال طاریۃ علیہم فی وقت التشکل وقد علم اہل الوجدان السلیم
بالفاظہ اور کیا کسی نے گردن مروڑی مرغی کی باب میں اور طعام اہل کتاب کی بحث میں جناب
عالی کی تقریر نہ دیکھی ہوگی کہ کس کس قسم کے اقوال پر حلت کا فتوی دیا ہے حالانکہ یہ طریقہ
ہرگز دعوی کے مطابق نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کو مخالفت سواد اعظم
اور جمہور امت کی منظور ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ اپنے واسطے اس قسم کے امور جائز کر لیا کرتا ہے
کہ اگر کہیں شاذ قول بے اصل بلا سند بھی بطور احتمال کے کسی عالم یا شاعر یا کم استعداد
شخص کا بھی ملجای غنیمت سمجھکر افتخار کرنے لگتا ہے مگر جب طرف مقابل سے معارضہ اعم
ہوتا ہے تو الٹی بری منک پکارتا ہے دوم ہمارے جناب مخاطب کا طریقہ تحریر عجیب قسم کا واقع
ہوا ہے کہ پہلے ایک تمہید ایسی لکہتے ہیں جس سے عوام بلکہ اوساط الناس کو گمان ہو کہ پابندی شرع
بھی اون رسوم آبائی میں داخل ہے جو نہایت خراب ہیں اور جو شخص پکا پابند شریعت و سنت
نبوی کا ہو وہ بھی متعصب ہے مگر کسی مقام پر گول گول ایسا فقرہ بھی لکھدیتے ہیں جن سے
مفر باقی رہے تا کہ صاف کہدیں کہ تم تو خلاف شرع امور کی توہین کرتے ہو اور متعصب
اوسکو سمجھتے ہیں جو احکام خدا و رسول کا پابند ہو اور بدعت و شرک کے رواج پر کوشش کرے
پہر تو اہل اسلام میں یہ بحث ہونے لگتی ہے کہ جب کوئی رسم ناجائز صاف صاف حضرت اعلی
نہیں بتاتے ہیں تو خدا جانے کیا فرماتے ہیں کوئی سمجھتا ہے کہ فلاسفہ کی نیچرل تہذیب کے سوا
سب امور کو مذموم ٹھہراتے ہیں کوئی کہتا ہے نہیں جی امور نامشروع کو برا سمجھاتے ہیں
ایسی حالت میں واب تحریر سے بعید تھا کہ بالعموم طعن و تشنیع ہونے لگی اور ہر ایک بات کی
تصریح نکردی جاسے غرضکہ عجیب قسم کی عبارتیں دیکھتے ہیں آپ میں علی ہذا القیاس
پیری و مریدی [illegible] ہوتی ہے ایک عام لفظ اختیار کرکے [illegible]

واذکار واشغال ونوافل جو وصول الی اللہ کے ذریعے ہین عوام کی نظر مین خلاف وقت بلکہ تضیع
اوقات ہین مگر اونمین بھی جاہی گریز کر لیتے ہین کہ ہم تو ہمدردی قومی واکتساب علوم جدیدہ کو ترجیح
دیتے ہین حالانکہ خود بھی سمجھتے ہین کہ اونکا کیا مقصود ہے کیونکہ صاف نہین کہہ سکتے جانتے ہین کہ فی زمانہ
ضرورت تحصیل علوم جدیدہ کی بہت ہے جس طرح علم حکمت ومنطق کی تحصیل ہوتی تھی اب علوم
جدیدہ کی ہونی چاہیے پھر بھی اپنے علوم دینی تفسیر وحدیث وفقہ واصول وطریقہ ذکر وشغل و
وظائف وعبادات واخلاق حسنہ کو مقدم سمجھنا چاہیے کہ نجات اخروی اوسپر منحصر ہے اور ان باتون
حالات سے غافل نہ رہنا چاہیے اور کوئی زمانہ بعض اشخاص متصوفہ بھی ہین نہ صوفیہ حقیقی
مگر بمقتضای قلت لامشین ہر شخص کے پوستین مین پڑنا کیا ضرور ہے شعر خاکساران جہان را
بحقارت منگر ٭ توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ٭ جو امر خلاف شرع ہو اوس سے پرہیز کرو
اور شرک وبدعت وفساد وعقائد سے بچو شخص کے دھوکے مین بھی نہ آؤ کیونکہ بعض تو بنیاد پرستی
بھی دینداری کے پردہ مین ایسے امور سکھاتے ہین کہ اچھا خاصا ملحد وزندیق بنا لیتے ہین
بہر حال ایک عام اعتراض نکال رکھا ہے کہ اہل اسلام علوم جدیدہ ریاضی سے ناواقف
ہین لہذا جاہل اور جانور اور بدعقیدہ اور مکار اور وحشی اور ضال ومضل ہین غور کیجیے
کہ یہ طریقہ کس قسم کا ہے سوم تمام تالیفات مین بلفظ قانون فطرت وقانون قدرت نیچر مسلمانون
کو اپنے مذہب نیچر کی طرف بلاتے ہین اور ہر ایک بات مین نیچر نیچر پکارتے ہین کبھی زمانہ نیچر
کہ یہ مسئلہ نیچر کے خلاف ہے کبھی حکم ہوتا ہے کہ نیچر کے چشمہ کو جاری کرو مگر اصول وفروع نیچرل
تہذیبی کے صاف نہین لکھتے نہ بیان کرتے ہین کہ موجد ومقتدای نیچرل کے کون لوگ تھے
غرض اصلی یہ ہے کہ اگر اصل حال صحیح صحیح نیچرل کا مسلمانون کو پہلے سے معلوم ہو جائیگا کہ
نیچرل تہذیبی فلاسفہ کا مذہب ہے اور اکثر وہ لوگ دہریہ اور طبعیہ تھے اور بعض خدا کے منکر تھے
اور بعض عقلی بہشت ودوزخ کرتا ہے تھے اور بعث ونشر وحساب وکتاب وعذاب وثواب کے بھی منکر
تھے اور ان کے اقوال سراسر خلاف دین اسلام کے تھے تو تمام اہل اسلام سنتے ہی لاحول
پڑھین گے اور کان لگا کر بھی نہ سنین گے اسیواسطے پہلے آہستہ آہستہ اہل اسلام کے ذہن
نشین کرتے جاتے ہین کہ دوسری مذہب اور ملت کی بات نہ سنی اور اپنی ہی عقیدہ پر اڑجانا تعصب

تعصب اور پیروی رسوم آبائی کی ہے بعد جبکہ اس ایقاد وسوسہ سے فراغت پائی تو وقعت وعظمت اقوال اہل یورپ کی اور اونکے ساتھ ارتباط پیدا کرنیکی اور اونکی وضع بنانیکی تلقین شروع ہوتی تاکہ پابندی شریعت واتباع سنت جو سد راہ ہے ٹوٹ جاوے اور ہر رغبت ترقی دنیا وحب جاہ وحظ نفسانی وافتخار شرکت قومی اس قابل بناوے کہ آیندہ غرض اصلی اتباع نیچر سے متنفر نہونے پاوے آخرکار وہ شبہہ بھی دل سے نکالا جاتا ہے جو کہ جنت ونار وعذاب وثواب خوف ورجا کا لگا ہوا ہے کبھی کبھی تقریر اوسکے نفی حقیقت مین منظور کرکے چھپائی جاتی ہے کبھی دربردہ خود بھی اوسکی تائید ہو رہی ہے رفتہ رفتہ اہل اسلام اس قابل کیے جاتے ہین کہ اپنے عقائد اسلامیہ ومسلمات ومقررات مذہبیہ وحقیقت معاد کے احکام سے بیگانہ ہو جاوین اسکے بعد صرف ایمان خدا ورسول پر رہا جاتا تھا اوسکی بابت یہ بین ارشاد ہوا کہ رسول بھی نیچرل اسٹ تھے اور عقل ہی ہر بات مین حاکم ہے اور خدا بھی ایک علت العلل ہے اور واقعی وہ ہی بات ہے جو نیچرل سے ثابت ہوتی ہے اب مسلمان جو آزادنش اور قیود شرعیہ سے بھاگنے والے تھے وہ تو بڑی خوش ہونے لگے کہ بارہ سو برس کے بعد ایسا مذہب نکلا ہے کہ تخویف عذاب وخوف کفر ومحرمات ومنہیات کے احکام سے نجات ملی اور عقل ہی ہر بات مین حاکم ہے جو ہمارا جی چاہے یا جسکو ہم سب لوگ متفق ہوکر کمیٹی سے اچھا بُرا ٹھہراوین وہ ٹھیک ہے کہان کے ابوحنیفہ اور شافعی کہان کے عقائد وفقہ واصول وتفسیر وحدیث کیسی فتاوی اصل حاکم تو عقل ہی عقل ہے دیگر ہیچ بعض متوسطین کہنے لگے ہین کہ نیچرل تو بالکل کیا چیز ہوگی جسکی مخالفت مین کتاب وسنت واجماع امت بھی بیکار ہے بعض علمای محققین حیرت مین گرفتار ہین کہ الٰہی یہ کیسا زمانہ آیا ہے اور اس کا کیا انجام ہوگا شامت نفس سے ہزارون مسلمان خود ہی اتباع شریعت سے بے بہرہ ہوتے جاتے ہین مگر اب تو دہریہ وملحد وزندیق صاف صاف ہو جاوینگے خدا کی پناہ مانگتے ہین اور بربادی اسلام کا نپ رہے ہین اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ یا مقلب القلوب ہم ین اسلام قائم رہے کہین ہمارا مذہب بھی برہم سماجہ کا سا نہو جاوے آمین یا ارحم الراحمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ✦

[illegible]

علت ہی تمام ہو جاتا جاتا رہا اور خدا سے تعلق صرف مثل اول کاریگر رہ جاتا جیسا کہ حکما کا قول ہے کہ دیگر و زدل من الایرادات ۱۲ منہ

فائدہ جلیلہ

اب مجکو ضرور ہوا کہ جس نیچرل تہیالجی کے طرف ہمارے جناب نیچرل اسٹ دعوت کرتی ہین اور بتائید مذہب نیچریہ کی کر رہے ہین اور اوسکو ابہی صاف صاف کہنے کا موقع نہین پاتے ہین ہم اوسکو کسی قدر بیان کردین واضح ہو کہ لفظ نیچر کا معانی متعددہ مین مستعمل ہے لغت انگریزی کی کتب مین مجکو جسقدر معنی معلوم ہوے ذیل مین لکہتا ہون — مخلوق وکائنات علت ومعلول علت اول علۃ العلل خالق علت خیالیہ جسکو دنیا پر مالک سمجہتے ہین قوت وخواص اشیاء مادہ وجود اشیاء طبائع اشیاء قواعد انتظام عالم دستورات عالم وعالم دستور پیدائش وقدرت خواص انتظام عالم واقعیت وحقیقت اشیاء خواہش قلبی اصلی مادہ اشیاء ہیئت مجموعی ترکیب موالید ثلثہ اقتضای قوای حیوانات طریقہ وانداز حالات وحرکات وتاثیرات موجودات علم طبعی اور ایسی لفظ سے الفاظ ذیل مشتق ہین نیچرل یعنے مسائل علم طبعی نیچرل اسٹ پیروی کرنیوالا نیچر کا نیچرل تہیالجی علم طبعی متعلق مذہب نیچرلیسم مذہبی مسائل علم طبعی وغیر ذلک من المشتقات فلاسفہ متقدمین ومتاخرین کا اصلی طریقہ تہا پابندی قواعد نیچر کی اور اونمین اکثر کا یہ عقیدہ تہا کہ عالم ازلی وابدی ہے گو اوسکی تشخصات بدلتے رہین مگر نوعیت اوسکی اور مادہ وجود قابل فنا نہین ہے بلکہ ازلی وابدی ہے اور قاعدہ انتظام عالم وخواص اشیاء ودستور مستمرہ عالم کے خلاف ہونا ممکن نہین ہے اور چونکہ حاصل کرنا علم خواص اشیاء ومادہ وجود اشیاء وانتظام تمام عالم وحقیقت موجودات کا منحصر تہا عقول انسانی پر لہذا ہر ایک حکیم فیلسوف اپنے اپنے اقوال وعقائد مین اپنی رای کا پابند ہوا اور اختلافات کثیرہ اونمین پیدا ہوے جیسا کہ دستور اختلاف آرای انسان کا ہے اسی واسطے بعض فلاسفہ وجود واجب الوجود سے انکار کرکے عالم کو ازلی وابدی وغیر مخلوق مانتے تہے بعضے کہتے تہے کہ ابتدای عالم صحیح ہے اور اوسکی بدایت ایک علت اول سے ہے اوسکو چاہو جس نام سے تعبیر کرو خواہ خالق کہو خواہ علت العلل وعلت تامہ وعلت اول سمجہو لاکن اوس علت اول سے سوای صادر ہونے معلول واحد کے اور معلول اول سے متعلق ہونے علت آخر کی اور اسی طرح ہر ایک معلول وعلت کے ظہور مین آنیکی اور کوئی

تخلیق کسی علت کی علت العلل کی نسبت تسلیم نہین کرتے تھے تمام عالم سے علت العلل کو
تعلق تخلیق کا بالواسطہ سمجھتے تھے نہ استقلالاً بلا واسطہ ایسا کہ وہ ہر شے اور ہر جزو عالم کا خود خالق
ہو اور علت ہر معلول کی سمجھی جاے پس ایک ہی معلول اول کی علت اول خالق کو جانتی تھی
اور عالم کو لم یزل ولایزال ٹھہراتی تھی اور انتظام عالم کے خلاف ہونا کسی وقت مین تسلیم نہین
کرتی تھی اور فلاسفہ مذکورین نے روح کی باب مین اقوال شتی بیان کیے ہین اکثر انکا یہ قول تھا
کہ روح مادی اور فانی ہے بعضے متردد فیہ تھے اسقدر کہتے تھے کہ بعد مرنیکے کچھ نہ کچھ انسان کے
واسطے باقی رہ جاتا ہوگا بعضے کہتے تھے کہ دلائل فنا اور بقای روح کی قابل جزم و یقین نہین
ہین مگر فنا ہوجانا تمام عالم کا اور قیامت ہونی اور بعث و نشر و حشر اجساد و حساب و کتاب و
عذاب ثواب کا عقیدہ نہین رکہتی تھی اور بعضے تناسخ کے قائل تھے مگر یہ نہین جانتے تھے کہ کس جانور کا
جسم بعد مرنے کے ملیگا اور وحی و الہام و معجزات انبیا علیہم السلام پر یقین لانا خلاف قانون فطرت
و انتظام عالم تھا لہذا اونکا اعتقاد اس قسم کے امور پر پایا نہین جاتا اکثر اونکا یہ قول تھا کہ جو جو انسان کے
حق مین واسطے تفریح طبع و حظ نفسانی کے اور بقای قوت جسمانی کی عقلاً مفید ہے وہی اختیار
کرنی چاہیے اور جو کچھ عقلاً مضر ہو اوس سے پرہیز کرنا چاہیے یہی قاعدہ گویا اونکی شریعت سمجھنی
چاہیے اور چونکہ حسن و قبح افعال کا مدار بطور اعقل انسانی پر تھا اور تمام عقلا کا اجماع ہر شے کے
حسن و قبح پر محالات عادیہ مین سے ہے لہذا آپسمین اختلافات کثیرہ واقع ہوے بعض نے کہا
کہ زنا کرنا عند الضرورت جائز بلکہ ضروری ہے بعض کا یہ قول ہوا کہ تمام قوای جسمانی کا جو کچھ اقتضا
ہے وہ پورا کرنا چاہیے کسی قوت کا ضعیف کرنا نچاہیے لہذا جو کچھ جبلّ انسان کی طبیعت چاہی
وہی کرنا ضرور ہے اسی واسطے تمام امور نفس پروری مین مبتلا رہتے تھے اور چونکہ باریتعالی کی
احکام اور انبیا کے اتباع سے محروم تھے لذات پرستی اور افعال ذمیمہ سے اجتناب نکرتے
تھے اور بعض شخص اس قسم کے تھے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے ضرورت الہام کی سمجھتے تھے
اور خود بھی منتظر الہام کی رہتی تھی اور جب یہ حال اونکا تھا تو حکماے عیسائی بھی اوس ملت
نیچریہ کے باب مین دو قسم ہوگئی بعضے بلی چلی تقریر کرنے لگے اور ملت نیچریہ کو نہایت عمدہ سمجھکر کہنے
لگے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے خود خدا نے مجسم ہوکر مسیح کے جسم مین ظہور کیا اور مسیح کا

۱۲ ایسا ہی عقیدہ ہمارے [illegible] والا [illegible] پایا جاتا ہے [illegible]

۱۳ ایسا ہی [illegible] جناب [illegible] پایا جاتا ہے [illegible]

۱۴ ایسا ہی [illegible] جناب [illegible] عقیدہ ہے [illegible]

مسلوب ہونا ذریعہ نجات کا ہو گیا اب بتابع شریعت موسوی کا نظاہر ضرور نہ بار روحانی بہت
باقی رہ گئی ہے اور واسطے معرفت ذات خدا کے نیچر نہایت عمدہ ہدایت کرتی ہے دوسرے
قسم کے عیسائی کہنے لگے کہ یہ ملت نیچریہ مخالف ہے شرائع والہام واحکام انبیا کے اور فلاسفہ
کے حالات کا کتب نیچرل سے استدراک کر کے اونکی الحاد و زندقت و کفریات سے نفرت
کرنے لگے اور اونکے حالات کو اپنی کتب مین نقل کر کے یہ ثابت کیا کہ انسان تعلیم الہی کا محتاج
ہے اور الہام و وحی اور بعثت انبیا کی ضرورت ہے مجرد نیچر سے کوئی انسان نجات حاصل
نہین کر سکتا ہے الغرض عیسائی فلاسفہ بہی مختلف طور کی تقریرین لکہتے ہین رفتہ رفتہ یہانتک
نیچر کے مذہب نے یوروپ مین زور پکڑا ہے کہ فی زماننا ستر لاکہہ اہل یوروپ جنمین خاص انگلستان
کے چہیاسی ہزار اور خاص شہر لندن کے چالیس ہزار آدمی ہین اس بات پر متفق ہو گئے ہین
کہ خدا کوئی نہین ہے اور ہر قسم کی عبادت اور رسوم آبائی کو ترک کرنا چاہیے اور نتائج علمیہ
و قواعد عقلیہ پر عقیدہ رکہنا چاہیے اور واسطے حاجت روائی شہوات نفسانی کے نکاح کی
بہی قید نہین ہے مذاہب کی پابندی سے ذہن کند ہوتا ہے اور وہ لوگ بادشاہ یا کسی حاکم
کا اتباع بہی برا جانتے ہین الحاصل جب سے ہمارے جناب نیچرل اسٹ لندن کو تشریف
لیگئے اور اشخاص مذکورہ کی دوستی مین نیچر کی طرف رجوع لائے تب سے ہندوستان مین
اگر وہ ہی منصوبہ باندہا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمانون کو بہی ویسا ہی بناوین لیکن اگر پہلے ہی
صاف صاف فرمانے لگتے تو بڑا مطلب فوت ہو جاتا کیونکہ دفعۃً واحدۃً مقررات و مسلمات
مذہبی سے تمام اہل اسلام کا منحرف ہو جانا مشکل تہا لہذا آپ ہی خدا کو علت اول اور رسول کو نیچرل
اسٹ ماننے جاتے ہین باقی اتباع احکام شریعت کو پابندی رسوم آبائی و تعصب قرار دیتے ہین
اور علم اصول و تفسیر و حدیث و فقہ و تقلید و اعتماد اقوال علماء دین و زہد و عبادت وغیرہ کا اچہی
طرح استیصال کرتے جاتے ہین اور اپنے نام سے خواہ غیرون کے نام سے اس قسم کی تقریرین
بہی چہپاتے ہین جنمین احکام اخروی و حقیقت معاد و جنت و نار وغیرہ سب باطل ٹہہر جاوین
اس تمہید کو خیال کیجیے کہ تو ہر سے بڑا عمدہ کام کیا کہ دین کو سنبہالا اور ابدلنس نے نہایت مفید
اخبار جاری کیا ہم بہی وہ ہی کر رہے ہین حالانکہ تو ہر وہ شخص ہے جسنے دین پروٹسٹنٹ

بجای رومن کیتھلک کے جاری کرتے ہین کوشش کی تھی اور ایڈیس صرف ایک منشی اور
نثار آدمی ہے اوسکی تحریرات صرف واسطے زبان دانی انگریزی کی پڑہائی جاتی ہے نہ وہ محقق
مسلم الثبوت امر دین ہین سے نہ بڑا حکیم فیلسوف ہے ہان نیچرل کا مداح ہے وہ بہی ساتھ اعتقاد
تثلیث کے اوسکی تقریرات وتحریرات سے ہرگز کوئی ہدایت اتباع احکام انبیائی و بابت توحید
ونجات اخروی وامور معاد کی نسبت توحید کی پائی نہین جاتی البتہ اس پاس کرنیوالے لڑکون کو
فن انشا سکہانے کے واسطے اوسکے اسپیکٹیٹر پڑہائی جاتی ہے دگیج فرض کیا کہ اپنے
اخبار مین ہر قسم کے توہمات وخیالات لکہتا ہے تو کس کام کے ہین بہتیرے اخبار نویس کیا
کیا کچہ نہین لکہا کرتے ہین غالبًا ایڈیس ثانی کہنے سے حضور والا اسی واسطے خوش ہوتے
ہین کہ تہذیب الاخلاق اور ایڈیس کے اخبار کا مضمون واحد ہے اور لوتہر ثانی قرار پانیکا
اسی واسطے افتخار ہے کہ جس طرح لوتہر نے بنا دین پروٹسٹنٹ قائم کردیا حضور بہی حالت
موجودہ اسلام کو مثل رومن کیتہلک کے سمجہکر ملت نیچریہ پر اہل اسلام کو قائم کیا چاہتے ہین
مگر ہم لوگ خدا سے امید رکہتے ہین کہ ہمارا دین اسلام جسطرح فلاسفہ قدیمہ کے ہاتہ سے بہی محفوظ
رہا او معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ سے نقصان نہ پہنچا اب بہی غالب اور قائم ہی رہیگا جبکہ
فلاسفہ نیچرل اسٹ کے خرافات کا بیان محض تضیع اوقات ہے ہم مسلمانون کو اونکی اتباع
سے کیا غرض ہے نہ وہ ہمارے مقتدا ہین کہ اونکی جرح وتعدیل سے بحث کیجاوی نہ وہ
ہمارے اصول مذہب کے موافق ہین کہ اونکی ملت نیچریہ ہماری اقتدا ہین کچہ حقیقت رکہتی ہو
مگر مجبوری ہے کہ ہمارے جناب فلسفت مآب ہر مسئلہ شرعیہ مین نیچر نیچر کے سوا کچہ بہی نہین
کہتے لہذا بعض کتب سے بقدر ضرورت تہوڑا سا حال فیلسوفان نیچرل اسٹ کا لکہا جاتا ہے
اسٹارو صاحب کا کلام مندرجہ کتاب اپڈوانسڈ ریڈر یہ ہی کہ مذہب نیچر اپنے
بعض شکلون مین اکثر تربیت یافتہ لوگونکو مرغوب ہے مگر وجوہ ذیل سے واضح ہوگا کہ بہ تقویت
مذہب حقیقی کے نیچر سے پرہیز کرنا مناسب ہے یہ مذہب طبعی اس لائق نہین ہے کہ آدمی کو
نیک پاک اور بناسکے فلاسفہ قدیم وجدید کی مکاری اور دروغگوئی اور نفس پرستی اور بد ذاتی
اور ضعف ایمان وعادات وخصائل اگر بیان کیے جاوین تو اونکو زیادہ تر باخبر بنادینگے جنکے

بڑے حکیم اور عقلمند غیر اقوام کی ہمیشہ انسان کی جہالت کی معرفت اور خدا کی تعلیم کے محتاج رہے ہین
کیا یہ ثبوت کافی نہین ہے کہ اکثر عقلاء مذہب نیچر کی ناقابلیت کے معترف رہے ہین اور کیا فی حد ذاتہ
خود نیچر بالبداہت باطل نہین ہے وہ اسقدر سوالات کے جواب مین عاجز ہے کہ خدا کون ہے
اور خدا کو مخلوق کے ساتھ کیسا اور کس قدر تعلق ہے اور عالم کب اور کیونکر بنا اور انسان کیونکر
پیدا ہوا اور اوسکی ہدایت کب ہوئی ہے انسان کی فنا اور بقا کا کیا حال ہے یہ مذہب نیچر زمانہ
آئندہ کی نسبت سخت تاریکی مین چھوڑتا ہے یہ نہین بتا سکتا کہ گناہ کیا ہے اور کیونکر معاف
ہو سکتا ہے اور انسان کس طرح خدا کے نزدیک راست باز ہو سکتا ہے اور انسان کی بھلائی
کس بات مین ہے اور نیکی و بدی کیا ہے یہ مضطرب کم زور بخشش کرنے والون کی
رہنمائی کے لیے کوئی قاعدہ معین نہین رکھتا ان سوالون کے جواب ہمیشہ غیر مقرر اور مختلف
ہوا کیے ہین جیسے کہ ایک شہر عظیم کی ہلچلی آوازین نیچے سے اوپر کو جاتی ہین پس ایسی حالت مین
کہ آفتاب کلام الٰہی کا آسمان پر تابان موجود ہے انسان کو کیا ضرور ہے کہ عقل اور نیچر کی کمزور رہنمائی
کی پیروی کیا کرے انتہی محصلا و مختصرا و مترجما از کتاب ہارن صاحب انٹر ڈکسن تو اسکے جیب مین ہے
افسوس صد افسوس کہ نیچر خاص خاص ضروری سوالون کے جواب دینے مین سراسیمہ و بغلین دیکھتے
نہین جانتے کہ نجات کسے کہتے ہین کیونکر مل سکتی ہے اور کسکو اوسکی ضرورت ہے اور عقبے
کیا ہے اور سزا و جزا کس چیز کا نام ہے اگر تسلیم کیا جاے کہ ہر زمانہ مین عقلا ہوتے رہے تو ممکن
نہین کہ کسی نے خدا کی ہستی کا اقرار نکیا ہوگا اور اپنے مذہب کی سچائی اور مذہب نیچر کے
بطلان پر بھی اقرار نکیا ہو سقراط اور پلیٹو جو بڑے فیلسوف تھے الہام ربانی کے محتاج تھے اور
کہتے تھے کہ کوئی ترکیب انسانی ایسی نہین ہے جو اوسکے اخلاق کی اصلاح کر سکتی وہ امید
رکھتی تھی کہ خدا سے ضرور کوئی الہام ہوگا جس سے یہ تاریکی دور ہو جاے گی گو ہماری عقل
ثالث اول کو ثابت کر سکتی ہے مگر یہ دھندلی روشنی اوسکی مشیت اور ارادونکو جو ہر ایک
کام مین مخفی ہے چھپا نہین سکتی جو کچھ فلسفہ و انتظام عالم سے معلوم ہوتا ہے بالکل ناکافی
ہے۔ اگر زمانہ سلف کے فیلسوفون کی تحریر کو ملاحظہ کیا جاے تو معلوم ہوگا کہ نہ وہ صرف ضروری
دقائق مذہبی سے ناآشنا تھے بلکہ ضروریات مین اختلافات نا متناہی پھیلی ہوئی تھی بعض کی

تعلیم اور مسائل ایسے تہے جنکی پیروی سے دنیا گناہ عظیم سے بہر جاتی کوئی خدا کی ہستی کا قائل تہا
کوئی منکر تہا کوئی بہت سے خدا مانتا تہا جسکو ہوائی یا جنی یا خاکی یا ناری قرار دیتا تہا کوئی خدا کو
جسمانی او مادی کہتا تہا اور اوسکو جوہر کے ساتہ ایک علاقہ لابدی مین گرفتار سمجہتا تہا اور خدا کو
تابع ایک غیر متغیر قاعدہ تقدیر کا سمجہتا تہا اور چونکہ ہر ایک ملک کے خاص خاص معبود ہوا کرتے تہے
فیلسوف ظاہرا سلطنت کے مذاہب کی پابندی کیا کرتے تہے اور اوسی کی پیروی کرنے نے
دستور آبائی کو سرگرمی سے انجام دیتے تہے اور بت خانون مین عبادت کو جاتے تہے نیچہ سے
علم پیدائش خلقت کا صحیح دریافت ہونا دشوار ہے اور اس امر کا خیال کہ ایک ایسی طاقت ہے
جو سب سے نیست اور چیز سے ناچیز کر سکتی بعید از قیاس ہے یہی وجہ ہے کہ بعض فیلسوف دنیا ہی کو
قادر لایزال قرار دیتے تہے بعض اوسکی پیدائش کی وجہ ذرون کا اتفاقیہ یکجا جمع ہو جانا بتلاتے
تہے اور بعض جو عالم کی ہدایت کے قائل تہے وہ نہین جانتے تہے کہ یہ کیونکر اپنی اس حالت اور خوبی
موجودہ کو پہونچا ہے فیلسوف نہین جانتے تہے کہ برائی کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کیا وجہ اوسکی
ہوئی وہ نہین جانتے تہے کہ خدا مین اور انسان مین کیونکر ارتباط پیدا ہو سکتا ہے گناہون
بخشے کی کوئی ترکیب اونکے پاس نہ تہی اور نہین جانتے تہے کہ خدا کس طرح راضی ہوتا ہے
اور اوسکا غضب کیونکر فرو ہو سکتا ہے بعض فیلسوف اپنے تئین معبودون کے برابر ٹہراتے
تہے اتنا فرق تہا کہ معبودونکی لیاقت جبلی اور اپنی کسبی کہتے تہے سسرو کہتا ہے کہ فلاسفہ کی
رای اسقدر مختلف ہے کہ اوسکا شمار دشوار ہے مختصر یہ ہے کہ ایک فرقہ کہتا تہا کہ نیکی ہی خاص
بہلائی ہے اور خود اپنی اجر ہے دوسرا فرقہ کہتا تہا کہ حالت مصیبت مین نیکی کرنا جائز نہین ہے
بلکہ دنیا کی عمدہ چیزونکو انسانکی خوشی کی بنا سمجہتا تہا تیسرا فرقہ رنج و درد سے آزاد رہنے کو خوشی
کہتا تہا جب اونکا ایک ایسے امر مین یہ اختلاف ہے تو تمام قواعد زیست انسانی کے متعلق
اختلافات کسقدر ہون گے — بقای روح کی نسبت فلاسفہ کا خیال بالکل تاریک و
بے بنیاد تہا ارسطا طالیس کے پیرو روح کا بعد موت کے قایم رہنا نہین ٹہراتے ہین اور
بڑے فیلسوف کی بہی ایسی ہی رای معلوم ہوتی ہے ایپیکٹ اوسکی نسبت بالکل خاموش
ہے اور جنہون نے اسکی نسبت کچہ کہا ہے نہایت مشکوک ہے جیسے سقراط نے تہوڑی

قبل اپنی وفات کے اپنے دوستون سے کہا مین امید رکہتا ہون کہ مین ہیکیونگو پاس جاونگا
اور اپنے حاکمون کے پاس جو سراسر نیک ہین مگر یہ امر یقینا نہین کہہ سکتا اگر اعتقاد کرنا ایسی
امور مین جایز ہو تو اعتقاد اکرتا ہون مین امید کرتا ہون کہ کچہہ اونکی لیے باقی ہے جو مر گئے ہین اور جو نیک
کے لیے مفید اور بد کے لیے مضر ہی ممکن ہے کہ میری رای غلط ہو مگر اس امید سے تا زیست
مجہکو بہت قراری رہی اور میری خطا میری زیست ہی کے ساتہ طے ہوجائیگی سسرو کی تحقیقات
بقای روح کی نسبت بہت فیلسوفون سے زائد ہے پہر بہی جب وہ قیام روح کی نسبت
رای دیچکا تو کہا کہ خدا جانے کہ انہین سے کون سچ ہے اور یہ ایک بڑا سوال ہے کہ انہین
سے کون شدنی ہے وہ ہمیشہ کہا کرتا تہا کہ جب تک مین بقای روح کی نسبت دلایل
پڑہا کرتا ہون تب تک میری دلجمعی رہتی ہے لیکن جب چہوڑتا ہون اور دل مین سوچتا ہون
تو سارا ثبوت ذہن سے جاتا رہتا ہے پس جب فیلسوف لوگ بقای روح کی
نسبت اسقدر مشتبہ اور مشکوک ہین تو اونکی رای سزا و جزا کی نسبت کیونکر صاف ہو سکتی ہی
وہ فلاسفر شہوات نفسانی کی ادا کرنے کو بہلا سکہاتے تہے ارسٹس حکیمون کے
واسطے چوری اور زنا کرنا بوقت ضرورت کہی جایز ٹہرایا تہا مسٹر بلونٹ جو سترہ صدی کے
اخیر مین تہا خدا کو مانتا تہا مگر دنیا کو ازلی و ابدی قرار دیتا تہا خدا کی عبادت اور دعا مانگنا
خدا سے ضروری نہین سمجہتا تہا بقای روح کا قائل تہا مگر اوسکو مادی جانتا تہا جو کہ اسپر
ناممکن ہے مسٹر کالنس جو اوسی صدی کے اخیر مین تہا اور جسنے بہت سے اعتراض
الہام پر مشتہر کیے ہین کہتا ہے کہ انسان صرف ایک کل ہے اور روح فانی اور مادی
ہے اور انبیا تو تقدیر کا حال بیان کیا کرتے ہین لارڈ ہربرٹ تمام الہامی مذاہب کو بے بنیاد
قرار دیتا ہے مسٹر ہابس کہتا ہے کہ کتاب انجیل خدا کا کلام تو ہے مگر اسپر دعوی کرنا بیہودگی
ہی اور جایز ہے کہ کوئی شخص مجسٹریٹ کے سامنے اپنے اعتقاد کا انکار کرے خدا ہے
مگر جو شے مادی نہو وہ کچہ قابل اعتبار نہین ارل اف شفٹسبری کہتا ہے کہ نجات ایک ہنسی
کی بات ہے اور الہام بہی الہامی ہے مذہب کو ماننا چاہیے اگر حاکم اوسکو قائم کرے
ڈاکٹر ٹنڈل کہتا ہے کہ مذہب نیچر ایسا صاف عمدہ ہے کہ خدا بہی اس سے زیادہ صاف

نہین کرسکتا ہے مذہب نیچر کی تحقیق بہت لوگون کو نہین ہوتی جیسے خدا کی نہین ہوتی
ڈاکٹر مارگن جو ہم عصر ڈاکٹر ٹنڈل کہتا ہی کہ ممکن ہے خدا الہام کرے مگر ثابت نہین
ہے کہ خدا نے الہام سے اپنی مرضی ثابت کی ہو لہذا ہمکو نہین چاہیے
کہ کسی بات کو بذریعہ الہام کے تسلیم کرین مسٹر جب کہتا ہی کہ خدا دنیاوی کامون مین
دست اندازی نہین کرتا ہے نہ اوسکو دنیاوی نیکی و بدی سے کچھ تعلق ہے اور روح فانی
اور مادی ہے انسان اپنے چال چلن کا جوابدہ ہے مگر خدا ناترسی او ناشکری خدا کا جوابدہ
نہین ہے ہر ایک مذہب یکسان ہے اس امر کی تلاش مت کرو کہ کون مذہب قابل قبول
ہے خدا کی رزاقی کا امیدوار رہنا نہ چاہیے اور قضا پر راضی رہنا فرض نہین ہے لارڈ بالنگ
بروک بعد بہت سے لغویات کے کہتا ہے کہ روح فانی اور مادی ہے مذہب نیچر خوب شے
ہے مگر بہت لوگ اس سے لاعلم رہ گئے ہین اور کہتا ہے کہ تہذیب کا اصول اپنے جی کو
خوش کرنا ہے ہر قسم کی اومنگ اور قوی او نفس پروری اور لالچ اور ہوس سے آسودہ
ہونا چاہیے اگر محفوظی کے ساتھ آسودگی ممکن ہو اور خاکساری بیہودگی ہے اور انسان
صرف دنیا ہی تک ہے غرض ہماری فطرت کی صرف رغبت و میلان طبعی کا پورا کرنا ہی
کثرت ازدواج قانون فطرت و مذہب نیچر کا ایک خاص حصہ ہے اور زنا بھی کرنا قانون
فطرت کے خلاف نہین ہے ڈیوڈ ہیوم جو اٹھارھوین صدی مین تھا کہتا ہے علت و معلول
مین کسی قسم کا لگاؤ نہین خیال علت اول کے تعلق کا ایک شعور کی بات ہے ورنہ تجربہ سے
ہرگز ایسا ثابت نہین ہوتا ہے ہم لوگ ایسا خیال نہین کرسکتے ہین کہ جب ایک نتیجہ ایک وقت مین پیدا
ہو تو پھر ویسا ہی ہوا کرے خلقت کے طریقے سے ایک قسم علت اول کا قائم کرنا بے فائدہ ہے
بلکہ ناممکن ہے عقل قبول نہین کرتی کہ دنیا کی علت سے پیدا ہوتی ہے کوئی تقریر ایسی مضبوط
نہین ہے کہ خدا کی ہستی کو ثابت کرے نفس کشی اور عاجزی نیکی مین داخل نہین ہے
بلکہ قوت مدرکہ کو کمزور کرنے والی ہے غرور اور دانائی اور فصاحت اور صفائی اور استعمال
قوای جسمانی کا نیکی مین زنا کرنا بامقدرت بہت ضروری ہے اگر زنا کثرت سے انجام
ہو جاوے تو برا نہین معلوم ہوگا اور زنا اگر خفیہ کیا جاوے تو رفتہ رفتہ اوسکو گناہ اور برائی کا خیال

جاتا رہیگا اسی زمانہ مین والٹر اور ڈایڈہی راٹ اور دی البرٹ اور فریڈرک وغیرہ بہت
تہے ان لوگون کی باہمی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر متصوف اور بباطن ملحد تہے گو
خدا کا ذکر کرتے تہے مگر اکثر دل لگی اور مضحکہ مین خدا کو علت اول بتاتی تہی مگر عالم سے جدا نہ
جانتی تہی. روح کو مادی سمجہتے تہے اور بعد مرنیکے انسان کو معدوم مطلق جانتے تہے اور قیامت
اور سزا و جزا کے قایل نہ تہے والٹر ہلوٹیس شہوات نفسانی کا آسودہ کرنا ضروری سمجہتا تہا اور
زنا کرنا بنظر انتظام نیچر کے جائز سمجہتا تہا اور کہتا تہا کہ انسان اگرچہ اوسکو گناہ سمجہتا ہے مگر بعض
وقت ضروری اور مفید ہے روسو نی اُس کہتا ہے کہ جو کام تم کرو سوچو کہ تمہاری طبیعت
اوسکو اچہا سمجہتی ہے تو بہتر ہے برا سمجہتی ہے تو برا ہے ہر فعل کے حسن و قبح کو عقلی ٹہراتا
تہا انتہی مختصراً و منتخباً و محصلاً الطولہ اور کتاب نیچرل تہیالجی مولفہ ڈاکٹر چامرس صاحب مین
بحوالہ ڈائلکس نیچرل ریلیجن بعض نیچرل اسٹ کا یہ قول لکہا ہے کہ جہانتک ہمکو اب تک علم و تجربہ
ہوا اوس سے یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ مادہ و ترتیب و اصل انتظام عالم مین بہی ویساہی ذہن
ہو سکتا جو ایک ذہنی اور عقلی خدا سے ہو سکتا ہے یہ بات سوچنی کچہ زیادہ مشکل نہین ہے
کہ عناصر کی ترکیب خفیہ طور پر عمدہ ترتیب و انتظام عالم کو پیدا کر سکتی ہے بہ نسبت اس اشکال
کے کہ واجب الوجود کو ترتیب و انتظام عالم کا سبب بطریق نامعلوم مان لیا جاوے بلکہ دونون
بات کو مان لینا از روی قیاس کے برابر درجہ رکہتا ہے اگر یہ مادی عالم قیاسی ذہنی علت
کی علم پر منحصر ہو تو اوسکا بہی ایک دوسرا سبب دوسرا عالم ماننا پڑیگا اور اسی طرح الی غیر النہایت
تسلیم کرنا ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اس مادی عالم کے باہر نظر کو نہ دوڑا اور جب ہم
یہ سوچ لینگے کہ ترتیب انتظام کا مادہ اسی عالم مین موجود ہے تو فی الحقیقت ہم ایسے عالم
کو خالق قرار دینگے اتنی دور جانا کہ علت ہوتے ہوتے ایک علت العلل تک پہونچ گیا
ضرور ہے اس سے قریب تر یہ ہے کہ پہلے ہی عالم کو اصلی علت مان لیا جای مگر جب ہم
اس ازلی عالم سے آگے قدم رکہو گے تو تمکو استدراک کا ایسا شوق پیدا ہوگا جو کبہی ختم نہوگا
خیالات متفرق و اصول جداگانہ دلائل کا واسطے اثبات خدا کے پیش کرنا ایک بے
معنی اور مبہم بات ہے اور قابل قبول نہین ہے یہ کیون نہ مان لیا جاوے کہ اس مادی

جاتا

جہان کی ترتیب حصص کی ایسی ہی جو خود بخود منتظم ہوجاتی ہی جیسا عالم کے وجود کے واسطے اثبات کسی علت کا ضروری ہے
ویسا ہی علۃ العلل کیواسطے بہی ہی اور اگر دونوں کی ترتیب مساوی ہی تو علت بہی مساوی ہوسکتی ہے انتہی
محصلاً اس تقریر پر مصنف کتاب مذکور نے جو اپنی رای لکہی ہے اوسکا حاصل تقریر یہ ہے
کہ جہان کی ہدایت معلوم ہے لہذا اوسکے واسطے علت اول درکار ہے مگر خدا کی ہدایت نہین
ہے بعدہ باب نقائص و فوائد نیچر لیبین مین لکہتا ہے کہ اس عالم سے جسقدر صفات
خدا کی ہم پا سکتے ہین یہی ہین کہ وہ ازلی اور حاضر و ناظر اور واحد اور قادر اور دانا ہے مگر اسکے
سوا یہ نہین پا سکتے ہین کہ وہ پاک اور عمدہ بہی ہے نہ اوسکا رحیم ہونا پاتے ہین نہ کسی دوسری
صفت کا ثبوت ہے کیونکہ عالم مین صرف مفید اشیا ہی نہین ہین بلکہ تکلیف و ضرر کی بہی
ترکیب عالم مین موجود ہے جس سے کہ سکتے ہین کہ گو حکیم مطلق ہے مگر ہر جگہ نیکی کی طرف
رجوع نہین ہے مثلاً سانپ کے منہ مین زہریلا دانت ہے کہ مقصود اوسکا نیکی سے بہرا
ہوا نہین ہوسکتا گو عالم کی ترتیب سے خدا کی یاد ہوسکتی ہے مگر یہ کہا جاویگا کہ یا تو وہ
رحیم ہے یا تو ظالم ہے پاک یا ناپاک ہے صفت عدل بہی ہم ٹہیک نہین پاتے ہین آدمی کی
ترتیب اور سلسلہ و حالات سے ہمکو کسی قدر خدا کا عادل اور پاک ہونا خیال ہوتا ہے مگر
نہ ایسا کامل جیسا کہ چاہیے بعض نیچرل اسٹ نے اس بات مین کوشش کی ہے کہ خلقت
کی برائی اور بہلائی کو تولے تو بہلائی کا پلہ گران ہوگا اور وہ لوگ علم حساب کو بہی دخل دیتے
ہین تا کہ خدا کا رحیم اور مہربان ہونا دکہا وین مگر ہم لوگ اوسکا فیصلہ نہین کر سکتے کیونکہ ہم کچہ
نہین پاتے ہین اس خلقت سے کہ خدا عادل اور نیک سچا ہے اور نیکی کا پلہ بہاری ہوتا
بہی قابل قبول نہین ہے علاوہ اسکے یہ بہی مشکوک ہے کہ نیکی زیادہ ہے یا بدی بعض لوگ
یہ دلیل لاتے ہین کہ انسان زندگی کی خواہش کرتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکی بہت
زیادہ ہے مگر یہ دلیل غیر کافی ہے بلکہ خواہش زندگانی کی بخوف تکلیف موت کی ہوسکتی
ہے الخ بطولہ محصلاً قدر الضرورۃ الغرض فلاسفہ نیچر اسٹ کے توہمات کا کہانتک بیان
کیا جاوے زمانہ جو کیفیت ہے وہ سن لیجیے کہ تہذیب یافتہ قومین ایسے ہی خیالات عقلیہ
و تجربہ سے کہان تک الحاد و زندقیت کی نوبت پہونچی ہے یعنے مسٹر کارپنٹر صاحب

صاحب ممبر پارلیمنٹ نے جو حال بیان فرمایا ہے اور ہندو پیٹریٹ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۸۸۱ء کے
کالم ۳ مین نقل کیا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ ہم بہت خطرہ کرتے ہین اس حال سے کہ ایک
بڑا گروہ سیکولرالکہ اہل یوروپ جسمین انگلنڈ کے چھیاسی ہزار اور خاص لندن کے چالیس ہزار
آدمی ہین اس بات پر متفق ہو گئے ہین کہ خدا کا انکار کرتے ہین اور ہر طرح کی عبادت اور رسوم
آبائی کو ترک کرتے ہین اور بجای عقائد کے نتائج علمیہ کو اور بجائے قانون خدا کے
قانون عقل بشری کو قائم کرتے ہین اور ازدواج و سلطنت کے منکر ہین اونکے اصول مین حقوق
صرف محنت کے ہین اور وہ کہتے ہین کہ اب ہم مذہب کو نہین مانتے ہین کیونکہ مذہب ہمارے
ذہنون کو کند کرتا ہے الخ مختصراً فقد ثقا لضرورۃ عقلای اہل اسلام تمام تقریرین تہذیب الاخلاق
کی ملاحظہ کرین کہ جو اقوال اون لوگون کے بیان ہوئے ہین وہی تعلیم رفتہ رفتہ ہم لوگون کو
جناب نیچرل اشاعت ہی کر رہے ہین یا اور کچھ ہے پہلی رسوم آبائی و مذہب کے اصول و فروع کو
خاک مین ملایا بعدہ یقین کر کے مذہب اسلام پر قائم رہنا داخل حماقت ٹھہرایا اور پھر یہ تلقین
ہوئی کہ دیگر مذاہب کو بھی جانچنا چاہیے جو مذہب موافق نیچر کے ہو اوسکو قبول کرنا واجب ہے
اجماع امت و جمہور اہل اسلام کا اتباع بھی غیر ضروری ٹھہرایا حدیث صحاح ستہ بھی جس اصول
سے صحیح و معتمد سمجھی جاتی ہے اوس اصول کو محض ناقابل وثوق قرار دیا تھا خواہ نخواہ کسی حدیث کا
عقل پر رہ گیا علم اصول و فقہ و سیر و پابندی قواعد کے واسطے اخذ معانی حدیث و قرآن کے
سب بیکار کر دیے گئے ایک قرآن رہ گیا تھا وہ بھی تعلیم روحانی و اصول نیچرل پر مبنی
کیا ہے نہ حقیقت و ظاہر پر بلکہ جس اصول پر اشخاص جائز الخطا کی اقوال و اجتہادات و اجماع غلط
ٹھہرائے گئے ہین قرآن شریف کا بھی ساتھ الفاظ و ترتیب موجودہ کے قائم رکھنا نہایت مشکل
ہے فرائض پر عمل کیسا اور حلال و حرام کے احکام کا استخراج کیا چیز ہے ہر مسئلہ مین آیات
قرآنی متشابہ او مجمل ٹھہرینگے جب احادیث کی طرف رجوع لاوینگے ارشاد ہوگا کہ قطعی الصدور
کوئی بھی حدیث نہین ہے جب اجماع امت کی طرف ہم لوگ چلین گے تو حکم ہوگا کہ اجماع
ثانی ناسخ اجماع اول کا ہوتا ہے لہذا ضرور ہے کہ پہلے کوئی شخص اختلاف کرے سو وہ شخص
ہم ہین جیسا کہ آرٹکل تہذیب الاسلام سے واضح ہوتا ہے اور احکام معاد جنکا خوف ہر مسلمانکو

وہ تو تہذیب الاخلاق کی بدولت ایسے واہیات ٹھہرے ہین کہ جاہلون کے ڈرانے کیو اسطے
بناتے گئے ہین جنت اگر حقیقت پر محمول ہو تو رنڈیون کا چکلہ ہے اور حورین کشمیر کی کسبیان
ہین لوہترانی وایڈلسن لاثانی بنجانے پر اور موجد دین ٹھہرنے پر افتخار ہے مسلمانون کی صورت
اور وضع اور اخلاق وعلوم وزہد وعبادت وپیروی ومریدی ونشست برخاست وتمام حالات
پر سب وشتم کی بوچھار ہے غور کیجیے تو دین اسلام مین حضرت اعلی نے کیا باقی رکھہ چھوڑا ہے
اور آئندہ جلسہ اجانے کیا کیا ہوتا ہے ابتدا سے انتہا تک تہذیب الاخلاق کی سب تقریرونکو
تدبر و تعمق کے ساتھ سوچکر دیکھیے اور اون سبکے نتائج کو جمع کیجیے تب معلوم ہو جائیگا کہ حضرت
کیا چاہتے ہین اور اس بھروسہ پر نہ رہنا کہ کہین کہین محرمات شرعیہ سے اجتناب رکھنا ہے
ارشاد ہوا ہے یا صرف نماز روزہ کے جواز کا فتوی بھی لکھدیا ہے کیونکہ محرمات شرعیہ سے
اجتناب کا تعین جسوقت بحث مین آئیگا اوسوقت سارا ملمع کہل جائیگا قرآن تو خود ہی ظاہر پر
محمول نہین ہے نعمای جنت وحالات دوزخ سے زیادہ کیا بعید ہو گی اوسکو کسنے مانا ہے
جو کسی دوسرے حکم حرام وحلال کے اثبات کا حوصلہ رہیگا باقی رہی حدیث سو قطعی بصدور
ٹھہرنا کسی حدیث کا ممکن ہی نہ رہا رہ گیا جواز وہ تو عقلی ہے اور حسن وقبح اشیا کا جب عقلی
ہے تو نیچرل انسٹ صاحبون سے پوچھتے پھرا کیجیے کہ آپ لوگ کسی چیز کو جو مفید بدن انسان ہو
حرام جانتے ہین یا نہین جیسا کہ کمیٹی سے حکم ہوا کریگا جاہو بان لیجیو جاہو پھر بھی جلسہ آئندہ کے
منتظر رہنا علی ہذا القیاس نماز فرض کی ترکیب وتعین کو سمجھہ لو اوس قسم کی نماز نہ سمجھنا جسپر تہذیب
یافتہ قومین ہمکو حقارت سے دیکھین جنکی خاطر تمام دین وایمان کو سلام کرکے رخصت ہونے
آتے ہو بلکہ وہ ہی نماز ہو گی جو روحانی تربیت سے متعلق ہے ایسا ہی روزہ کا حال ہے اور
زکوۃ تو خود ہی حضرت نے اپنی ایک تقریر مین اوڑادی ہے اور حج تو کسی طرح جائز ہی نہوگا
وہان تو بہت باتین قبیح موجود سمجھی گئی ہین اسی واسطے ایک تقریر مین صرف نماز روزہ کی قید
لگادی ہے زکوۃ اور حج کو اوڑا دیا ہے اور بالفرض وہ بھی فرض ہون مگر اونکی تفصیل مسائل
کا ہرگز ثبوت ممکن نہین ہے خیر یہ تو سب کچھ ہے ذرا حضرت انسان کی ہدایت کا حال سنیے کہ علوم
جدیدہ کے ذریعہ سے جنکے مقابلہ مین قرآن بھی حجت نہیت ہے کیا تحقیق کیا گیا ہے کتاب

ڈسنٹ آف مین جو لفٹننٹ داروِن صاحب کی ہے اور اوسمین علم طبعی متعلق حیوانات
کا ذکر ہے اوسمین لکہا ہے کہ آدمی پہلے جانور تہا بندر اور لنگور سے صورت بدلتے بدلتے
انسان ہوگیا ہے اسی واسطے ہمارے جناب نیچرل انسٹ نے پہلے سے تمہید شروع کردی
ہے یعنے سرگذشت آدم مین حضرت آدم کا پایا جاتا دنیا کے جانوروں مین اور اونہین مین
رہنا بسنا پڑا ہونا ارشاد ہوا ہے ایک کنایہ سی ہزار تصریح کا کام نکالا ہے یہ تو قصہ نیچریہ پر قوای
ملکی و بہیمیہ کا اسواسطے نکالا ہے کہ شیطان کے خوف سے لوگ یہ نہ سمجہین کہ مذہب حق کا منکر
کرنا خطرہ شیطانی ہوگا ورنہ کیا استقدر خود حضور عالی نہین سمجہین ہین کہ کسی کتاب علم حکمت
وشریعت مین کوئی قوت ایسی نہین مذکور ہے جو روح کی اطاعت نہ کرے اور دشمنی نفس
انسان سے رکہتی ہو اور نفس انسان اوسکا دشمن ہو اور سوای وسوسہ فاسدہ دلون مین
ڈالنے کے اوسکا اور کچہ کام نہو پہلے تو تبیین الکلام کی تصنیف کے وقت قوای بہیمیہ کو
بصیغہ جمع شیطان ٹہرایا تہا اب اچہا خاصا ایک ابلیس آدم کے جسم مین قایم کردیا اور اس
نام کی قوت بہی پیدا کردی قطع نظر قرآن وحدیث کے بڑا وثوق اعتماد درسوخ عقیدت
جناب حالی کو مستر ایڈیسن کے اسپکٹیٹر پر ہے جسکی مماثلت تہذیب الاخلاق کے ساتہ قایم
کرکے افتخار ہوا ہے حالانکہ اوسکا بہی کوئی قول ایسا نہین لکہا جس سے قوت مخترعہ جناب
کا ثبوت دیکہا جاتا مین نے جہانتک غور کیا استقدر قول حکما کا پایا کہ انسان مین دو قسم کی قوتین
ہین شریفہ و رذیلہ اول کو ملکیہ دوسری کو بہیمیہ کہتے ہین کیونکہ قسم ثانی مشترک ہے درمیان
حیوانات اور انسان کے مگر کوئی یہ نہین کہتا کہ قوای بہیمیہ عداوت روح سے رکہتی ہین
یا اونہین سے کوئی قوت خاص موسوس اور مخالف روح کی ہے بلکہ قوای مذکور کی حفاظت کرنا
اور اونکے فوائد سے بقای زندگی اور اونکو خیرخواہ طبیعت جانتے ہین اور اونکو بمنزلہ ایک روح
انسان کی سمجہتی ہین علی ہذا القیاس بعض علماء اہل اسلام کا یہی قول ہے کہیں محقق نے
کوئی قوت موافق ایجاد جناب عالی کے ثابت نہین کی ہے اور ہم پہلے یہ لکہ چکے ہین اور
بیان کرتے ہین کہ صوفیہ کرام جو اپنے ہی نفس کو اپنا دشمن اور بمنزلہ شیطان سمجہتے ہین اوسکی بہی
وجہ ہے کہ وہ لذت دنیاوی کی طرف میل کرکے خدا کی یاد سے کبہی غافل ہونے پر راضی

ہوجاتا ہے لہذا نفس کشی پر آمادہ رہتے ہین کوئی صوفی محقق ہی جو وابلیس حقیقی کا منکر نہین ہے جسکا ذکر
قرآن شریف مین آیا ہے اوسکا مین نے اسکے مین ایک تقریر نمبر ۱۹ مین دیکہی اوسکا بہی ماحصل مطلب ہے
کہ نیچر نہایت عمدہ ہے سقراط کا مدار غور و فکر کا اوسی پر تہا افعال ذمیمہ جو انسان سے سرزد ہوتی ہین
وہ سب عقل کے کام نہین ہوتے ہین بلکہ نیچر سے ظہور مین آتی ہین لیعنے جوش اور امنگ
سے اوسکو عقل کے ساتھ وہ نسبت ہے جو جہاز کو ہوا کے ساتھ ہی نیچر عقل کو اوبہارتا ہے اور
اوسکو اکثر برباد بہی کردیتا ہی اور کبہی عقل کو اوس سے مدد ملتی ہے کبہی خطرہ مین پڑجاتی ہے نتیجہ
انسان کو ایک سلسلہ متوسط بین الملائکۃ البہائم مین قائم کیا ہے انسان کی ترکیب روح اور
جسم سے ہے اوسمین ہمیشہ تنازع قوای غضبیہ کے قائم رہتے ہین چونکہ انسان کبہی مائل طرف قوائے
بہیمیہ کے کبہی جانب قوای ملکیہ کے ہوتا ہے لہذا ملقب بہ نیک و بد ہوتا ہے اگر محبت و رحم دلی
و خوش مزاجی اوسمین ہو تو وہ اثر قوای ملکیہ کا ہے اور اگر عداوت و سنگدلی وغیرہ غالب ہون
تو تاثیر قوای بہیمیہ کی ہے بعض حکماء قدیم کی یہ رای ہے کہ چونکہ انسان اس زندگی مین قوای بہیمیہ
اور ملکیہ کا تابع ہوتا ہے پس جسطرح سے اوسکا میلان اس زندگی مین زیادہ ہوگا بعد موت کے
وہ بہی ایک یا دوسرا ہوجائیگا یہ خیال کیا زیبا ہوگا کہ جو حیوانات ہم دیکہتے ہین وہ پہلے انسان
بخیل یا متکبر وغیرہ ہی اصلیت قوای بہیمیہ کی ہر شخص مین ہے گو اوسکا اثر بعض موانع سے نہو مگر
تخم اصلیت کا موجود ہے لہذا تہوڑی تحریک سے ظہور ہوجاتا ہے مین نے ایک اچہے مذہبی شخص کا
حال سنا ہے کہ اوسنے بکری کے دودہ سے پرورش پائی تہی اور خلوت مین اوچہل کود کیا کرتا
الی قولہ مگر خبردار رہنا چاہیے کہ اس قوت کو ایسا کمزور نکردو کہ ضرورت احتیاط کی جاتی رہی کیونکہ
قوت مدرکہ نہایت سست ہے وہ خود اپنا کام نہین کرسکتی ہے اوسکو حرکت مین لانے کیواسطے قوائے
غضبیہ ضروری ہین جو اوسکو کند ہونے سے باز رکہتی ہین یہ قوی درستی ذہن کیواسطے ایسی
ضروری ہین جیسے جسم کے واسطے روح حیوانی کی گردش ہے یہ ذہن کو کام مین آمادہ کرتی ہین
بغیر اونکے ذہن ہرگز اپنا کام انجام نہین کرسکتا ہی یہ قوی لوگون کے واسطے ایک چہوٹی روح ہین
ہمارے ساتھ پیدا ہوتی ہین ہمارے ساتھ مرجاتی ہین یہ قوی بعض اشخاص مین حلیم اور بعض
مین سرکش اور تند ہوتی ہین عقل اور نیچر مین ہم ایک مناسبت پاتے ہین پڑے چہے

دیہین لوگون مین اکثر ہمتین زیادہ اور چہوٹون مین کم ہوتا ہے جسمین وہ ہمتین تند ہو اوسکی جوانی کی آگ بجہہ جاتی ہے اور اوسکے بڑے ہونے کی امید نہین ہے زور کا گہٹ جانا بڑا نقص ہے لہذا ہمتین کی حفاظت کرنی چاہیے اوسکو بالکل بجہا دینا نہ چاہیے نہ بالکل اوسکے موافق کام کرنا چاہیے اسکول مین طالب علمون پر زیادہ سختی کرنے سے ہمتین زائل ہوجاتا ہے ہمتین کی بی تربیتی قلیل کو گوارا کرنا اور اوس کے حفظان کی اعانت کرنا ضرور ہے ورنہ عمدہ عمدہ ہمتین کیونکر پیدا ہونگی انتہٰی مختصراً و محصلاً قدر الضرورۃ غور فرمایئے کہ قوای بہیمیہ خواہ ہمتین پر کیونکر ابلیس کی تعریف صادق آئیگی جو آیات قرآنی مین مذکور ہے اور کیونکر کہا جائیگا کہ وہ مصداق اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ اور فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا وغیرہ آیات کا ہوسکتا ہے وہ تو بمنزلہ روح انسانی کی ہے اور کوئی قوت ایسی نہین پائی گئی جسکی تعریف حضور والا نے لکھی ہے علاوہ برین اسکے جب قوائی بہیمیہ انسان کے ساتہ مرجاتے ہین تو آدم و حوا بہی انسانیت سے خارج نہ تہی اونکی قوت تا قیامت زندہ نہین رہ سکتی حالانکہ ابلیس جسکا انکار سجدہ سے قرآن مین مذکور ہے اور جسنے آدم کو اغوا کیا تا قیامت زندہ ہے اور ہمتین ایسی چیز ہے جو مخصوص واسطے قوای بہیمیہ کے نہین ہے بلکہ قوای شریفہ کے جوش کو بہی ہمتین کہتے ہین مثل جوش رحم جوش سخاوت جوش محبت وغیرہ لامحالہ قوت بہیمیہ ہرگز ابلیس نہین ہوسکتی اور سالکین مسلک نیچر بہی موافقت ساتہ ہمارے جناب نیچرل اشٹ کے نہین رکہتے ہین ہان بعض قدمای فلاسفہ کا یہ قول معلوم ہوا کہ وہ بعد مرنے انسان کی تناسخ کے قائل تہے اسکی تائید حضور معلے سے ابہی باقی رہتی ہے شاید انکار معاد کا اسی دن کے واسطے کنایہ اور اشارہ مین ہو رہا ہے مخفی نرہے کہ ہمارے جناب حالی نے نیچرل تہیالجی کو مسلمانون کے دہوکہا نے کیواسطے رشی کا سانپ بنا رکہا تہا وہ تو خوب معلوم ہوگیا اب یہ بہی بیان کرنا ہمکو ضرور ہے کہ نیچرل فلاسفی کو مذہب سے بہی زیادہ یقینی خود ہی اپنی تحریرات مین تسلیم کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ وجود افلاک اور سکون ارض اور حصر عناصر اربعہ کا او مضمون مندرجہ تفسیر آیت کریمہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ الخ خلاف علوم جدیدہ کے ہے مگر اسقدر عرض خاکسار کی بہی یاد رہے کہ انکار وجود افلاک کا ہرگز قطعیات مین نہین ہے اور کوئی استحالہ عقلی ثابت نہین ہمیشہ آپس مین رای فلاسفہ

کی اونکی نسبت بدلتی رہتی ہے چنانچہ شروع رسالہ مین کسیقدر لکہا گیا اور سکون ارض کے
باب مین کوئی آیت قرآن شریف مین نہین ہے اور عناصر اربعہ کا حصر موجود ہے ہان فلاسفہ قدیمہ
وجدیدہ مین کچہ بحث جاری ہے وہ مانحن فیہ سے خارج ہے پہر بہی اسقدر عرض کیجاتی ہے
کہ اپنے کلام کو ساتہ براہین کے مدلل فرمایئے اور زیادہ عناصر کا نام لیجیے تقلید نبی چہوڑکر تقلید قومی پر بیجا سے
سنی سنائی باتون سے الزام دینا اچہا نہین ہے جس مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کرنی منظور
ہو اپنی تحقیقات بیان کیجیے پہر اوسکا جواب لیجیے اس سے کام نہین چلتا ہے کہ فلان صاحب
نے ایسا خیال کیا ہے اور فلان حکیم نے یون سمجہا ہے کسی کتاب کی عبارت بہی نقل
کیجیے اور دلائل بہی ظاہر کردیجیے افسوس ہے کہ اقوال علماے اہل اسلام بلکہ جمہور بلکہ اجماع
امت وکتاب وسنت کو تو کسی استناد مین پیش کرنے سے قیامت غصہ آتا ہے اگر اقوال
اہل یوروپ پر اعتقاد جم جاتا ہے حتی کہ غیر مرکبات ماسواے عناصر اربعہ کے بیان تو
کیجیے کہ کیا کیا ہین اور کیا ثبوت اونکے وجود کا ہے کہین مرکبات عناصر اربعہ کو تو آپ نے
عنصریات مین داخل نہ سمجہہ لیا ہو اور اپنا مشاہدہ جو حضور نے لکہا ہے کہ انڈون مین بچ
ہوے نطفے سے لیکر بچہ تک ہمنے دیکہے ہین عجیب استدلال ہے خدا جانے آپ نے کیا دیکہا
ہے اور کیا سمجہا ہے کتب علم التشریح کے مضامین کا حوالہ دیجیے ورنہ اس قسم کی استدلال
سے ہمکو معاف کیجیے جب حضور معلی کسی مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کا ارادہ رکہین اپنے کلام
کو ناتمام اور غیر مدلل نہ چہوڑین ورنہ مجرد خیالات حضور کے اہل اسلام کی نظر مین کچہ وقعت نہ رکہینگے
ہمنے مانا کہ جناب بہی نیچرل اسٹ ہین مگر پہر تو ارشاد فرمایئے کہ معجزات انبیاء کے باب مین جناب
عالی کا کیا اعتقاد ہے اور قیامت کا آنا اور تمام نظام عالم کا فنا ہو جانا کس قاعدہ نیچر کے موافق
ہے اور یہ بہی فرض کیا کہ خدا کو آپنے ایک علت اول مانا منکرین علت اول کو غلطی پر سمجہا ہوگا
یا اونکو ملحد جانا ہوگا نیچرل اسٹ حکما مین بہی بعض کا یہ قول ہے کہ علت اول کا وجود ضروری
ہے تو بہی فنا ہو جانا تمام نیچر کا کس دلیل سے حضور نے سمجہا ہے اور اگر نیچر مین یہ بات
جائز ہے کہ اوسکے خلاف بہی ظہور مین آتا ہے یا ماسواے مادیات ومحسوسات کے غیر محسوسات
پر بہی یقین لانا درست ہے تو وجود ابلیس کی بحث بیفائدہ ہے اور ہمکو یہ بہی سمجہا دیجیے کہ

کہ وجود خارجی ملائکہ کا نیچرل کے کس قاعدہ سے مطابقت رکہتا ہے اور حضور کی تحقیق اس باب مین کیا ہے
کہ بذریعہ نیچرل کے علم انسانی ختم ہو گیا ہے یا آیندہ اسرار نیچر کے کہلتے جاتے ہین اگر شق اخیر صحیح ہے
تو مخبر صادق کی تکذیب کی کوئی وجہ نہین ہے نہ تعدد حقیقت معنی قرآن و حدیث مین ہو سکتا ہے اور
میرا یہی سوال ہے کہ انسان کی پیدایش کی ابتدا اور تمام کیفیت اوسکی نیچرل کی کس کتاب سے
جناب نے تحقیق کی ہے جو صاف دعوی کر دیا ہے کہ قرآن مین نیچر انسان کا بیان ہی مین بہت
مشتاق ہون کہ نیچر کی کتب سے مطابقت مضامین کی کر دیجیے اور کیا آپکے نیچرل تہا لجی تصدیق
کر سکتی ہے کہ انبیا صاحب وحی تہے اگر تہے تو کیا دلیل اوسپر قائم ہے اور ختم ہو جانا نبوت کا حضرت
نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نیچر کی کس اصول پر سمجہا گیا ہے یا حضور کو ختم رسالت سے بہی
انکار ہے اور جناب نے جو خطبات احمدیہ مین دعوی کیا ہے کہ جو مذہب موافق نیچر کے
نہو وہ غلط ہے لہذا میری یہ گذارش ہے کہ نیچر کے عقائد تو پہلے بیان کر دیجیے اور یہ بہی ضرور
ارشاد کیجیے کہ نیچرل سٹ فلاسفر مین باہم اختلافات اقوال مین ہین یا نہین اگر ہین تو پہر حضور
مقتدا اور مسلم کون کون حکیم ہین اور کس کس کتاب نیچر پر حضور کو اطمینان ہے اور آپس کے
اختلافات نیچرل اسٹ صاحبون کا کیا علاج حضور نے سمجہا ہے خود بہی تحقیق کر لیا ہے یا وہ
بہی ایک شخص بلمی جو لندن مین حضور کا دوست تہا اور مسیح کے ذکر پر ہنستا تہا سب کچہ
اعتقاد درست کر گیا ہے اور جو قاعدہ تنقید منقولات کا حضور نے اسلام کے احادیث
و کتب سیر و اجتہادیات وغیرہ مین بڑے زور شور سے لکہا ہے اور اجتہادیات صحابہ تک کو
بیکار ٹہرائے ہین اور اشخاص جائز الخطا کے اتباع اور تقلید کا نام ظلمت اور ضلالت ٹہرایا ہے
آیا وہ منقولات فلاسفہ و اقوال حکما کے باب مین بہی جاری ہے یا وہ لوگ خدا و رسول
سے و صحابہ کرام سے زیادہ معتمد ہین کہ جس کتاب مین جو کچہ لکہا ہو یا جسکا مقولہ بیان ہوا ہو
وہ امنا و صدقنا کہنے کے لائق سمجہا گیا ہے اور تبیین الکلام کی جلد اول مین واسطے تصدیق
ہر نسخہ بیبل کے جو قاعدہ جناب نے بیان فرمایا ہے او سمین سلسلہ اسناد کیوا سطے ضروری
نسمجہا گیا اور وہ بہی قاعدہ کتب سیر اہل اسلام کے واسطے کیون نہین ارشاد ہوا اور بیبل کے
منسوخ اعتقاد حضور کا کس اصول پر ہو گیا تہا و اتفاق جمہور اسلام و اجماع امت محمدیہ کو جو حضور نے

اسواسطے بیکار سمجھا ہے کہ اپنی متبعین وہم مشرب اشخاص کا اجماع کس لائق ہے اور جائز ہے
کہ غلط ہو مفید یقین نہین ہے اور آزادی رای کو بڑی وہوم دہام سے رونق دی ہے تا کہ کوئی
مسئلہ قطعیات مین نہ سمجہا جائے فرمائیے کہ اقوال فلاسفہ کے باب مین بہی وہ ہی قواعد شرعی مین اجمع
اور قاعدہ ہے ہمکو اونکی مسلمات کو قطعی کر دکہائیے اور ممنون منت فرمائیے وہ دونہ خیر یا القضا
اور میری سمجہ مین نہین آیا کہ جناب الانے دیباچہ خطبات احمدیہ مین شاہ ولی اللہ صاحب کے تین
قول درباب تکالیف شرعیہ کی نقل کرکے دو قول مردود اور ایک قول مقبول کیا سمجہ کر لکہا ہے
کیونکہ قول ثانی جو شروع صفحہ ۲۵ تہذیب اخلاق مین ہے اوسکا حاصل مقصود یہ تہا کہ خدا تعالی
نے اپنے بندونکو ایک حالت مرض کفر وعصیان وارتکاب امور غیر مرضیہ مین مبتلا سمجہکر اپنی طرف سے
مع ادویہ انبیاء کو بطور طبیب حاذق کے بہیجا اور اونکو وہ علم دیا اور کتاب عنایت کی جو اوس
مرض سخت کے اسباب علامات وکیفیات حدوث وتدابیر دفع مرض واصلاح سوء مزاج
عباد وتدابیر معالجہ جمیع اقسام وخواص ادویہ مرکبہ ومفردہ ومزاج وتاثیرات وبدلہ ومنافع ومضار
ومقدار وتعینات اوقات استعمال ادویہ وتدبیر پرہیز وانتظام ستہ ضروریہ وغیرہ قواعد کے جامع ہے
اگر وہ مریض اوس طبیب کی طرف رجوع نہ لاوینگے اور اوسکی دوا نکرینگے تو خود ہلاکت مین
پڑینگے کیونکہ نافرمانی کا نتیجہ ہلاکت ہے اس قاعدہ سے کوئی ذیعقل انحراف نہین کرسکتا ہے
کیونکہ عقل انسان کی اگر بہت کام آوے تو وجود باریتعالی و وحدانیت بعض اخلاق مناسب حال
انتظام معاشرت وتمدن وسیاست کو سمجہ سکتی ہے مگر ادراک تمام امور مرضیہ الہی کا اور طریقہ
نجات اخروی واحکام معاد وغیرہ فوائد کثیرہ کا عقلاً محال ہے اور کوئی نہین سمجہ سکتا تہا کہ
عبادت معبود حقیقی کی کس طریق پر مقبول ہے بلکہ عقول عباد مین اختلافات کثیرہ واقع ہوئے ہین
یہانتک کہ جو لوگ ضرورت بعثت انبیاء کے قائل نہین اب تک وجود باریتعالی و وحدانیت
وصفات باری واخلاق انسانی مین بہی مختلف ہین حکماء نیچرل اسٹ کے حالات جانی و حال
کے زمانہ مین بہی وہی کیفیت موجود ہے اور جمع ہونا تمام عباد مکلفین کا ایک سلسلہ اور
قاعدہ پر متعذر ہے جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہے لامحالہ کوئی صاحب شریعت والہام الہی آنا چاہیے
کہ اس مرض اختلاف کے بہی دفع کرنیکا معالج ہو اور یہ بہی ظاہر ہے کہ مریض کو ضرورت طبیب

حاذق کی رہتی ہی کیونکہ وہ اپنی عقل سے اگر اپنا علاج خود ہی کرنے سکیگا تو ضرور غلطی واقع ہوگی اور
اگر مریض خود ہی علم طب کو کماحقہ سمجھتا ہو تو دنیا مین بھی کسی طبیب کی حاجت نہ ہے بلکہ
ہر مریض طبیب سمجھا جاوے ادویہ محالات سے ہے اور احکام الٰہی کا عقل سے سمجھ لینا بغیر علم
انبیاء کے ممکن نہین ہے پہر جبکہ جملہ مریضون کا ادویہ کے نفع وضرر اور امراض کے رفع
ہونیکی تدابیر اور سبکا متفق ہونا طریقہ علاج واقعی پر متعذر ہے ایسی حالت مین جناب والا
کا یہ فرمانا کہ مین اسکو نہین مانتا اور پوچھتا ہون کہ دوا کا کرنا باعث نجات کا تھا یا مصاحب
کے حکم کا ماننا تھا اگر بے حکم مصاحب کے بھی وہ دوا کرتا تو نجات ضرور پاتا اسلیے کہ اوس دوا سے
نجات پانا قدرت کا قانون تھا جو کسی طرح بدل نہین سکتا فقط نہایت حیرت انگیز ہے کیونکہ
بالبداہت ظاہر ہے کہ صرف دوا کا استعمال واسطے شفا کے کافی نہین ہوتا ہے جب تک
دونون باتین اختیار نکی جاوین یعنی طبیب جس امر کو منع کرے وہ ترک کیا جاوے اور
جسکا حکم دے وہ اختیار کیا جاوے اور جو دوائی وہ استعمال کیجاوے پس اوس سول
طبیب حاذق کا حکم ماننا اور اوسکی تجربیت پر بہی معتمد ہونا اور اوسکے طریقہ علاج کو قبول کرنا
ضروری کوئی مریض ایسا نہین ہے کہ وہ علم طب خود ہی جانتا بہی ہو اور خود ہی خواص ادویہ و
طریقہ استعمال سے واقف ہو ورنہ تمام عباد انبیاء کے برابر ٹھہرینگے حالانکہ ایسا کسی کا قول نہین ہے
نہ ممکنات عادیہ سے ہے اور جب ایسا نہین ہے تو مریضون کو وہ دوا یعنی شرع مرضی الٰہی
کیونکر خود بخود مل سکتی ہے جس سے مرض کفر و عصیان دفع ہو جاتا آخر کسی نہ کسی ماہر فن سے
مریضون کو دوا پوچھنی پڑتی اور جانتے ہے کہ بسبب اختلافات رای بتانے والون کے مریض
کی مٹی خراب ہوتی پہر کیونکہ وہ طبیب حاذق نہ سمجھا جاتا جسکا علم قطعی ہو اور علاج واقعی اور
وہی ادویہ اور خواص ادویہ کے بھی بیان کرے اور اسکے ذریعہ سے شاگردون کو معلوم ہو
اور بالفرض کوئی دوا کسی کو عقلاً معلوم ہی ہو جاے مگر تمام ادویہ و تدابیر علاج خود بخود کیونکر حاصل
ہو سکتی تھی وہ اوسی طبیب کا کام تھا کہ ہر مرض کی تدابیر اور جملہ ادویہ کے خواص وطرق استعمال
بیان کرے آپکی تقریر سے نہ ضرورت بعثت انبیا کی باقی رہتی ہے نہ تعلیم شرائع کی بلکہ ہر ایک
فیلسوف نہین ہین ہر ایک کافر و مشرک و فاسق و فاجر انبیاء سے مستغنی قرار پاتا ہے جیسا

منکرین انبیا کا گمان تہا کہ الہام کی ضرورت نہین ہے اور اپنا مذہب جو حضور نے یہ لکہا ہے کہ نبی
کی ایسی طبیب کی تمثیل ہے جو نہ تو خود کسی چیز کو امرت بناتا ہوا ور نہ کسیکو ہلاہل ٹہہراتا ہو بلکہ صرف خبر
قدرت نے جو اثر رکہا ہے اوسیکو بتاتا ہوتا ہے کہ جو لوگ صحیح ہین اپنی حفظ صحت کے اصول
جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کی دوا کو پہچانین اور مذہب بہ نسبت اسکے کہ صرف بیمار
علاجون ہی کے لیے ہو سب کے لیے عام ہو جانے الخ اور بعد اس تحریر کے یہ بہی ارشاد ہوا کہ
یہ مذہب قانون قدرت و کتاب و سنت کے موافق ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حلت حرمت
جملہ اشیاء کی عقلی ہے یا شرعی اگر عقلی ہے تو اوسکو ثابت کیجیے ورنہ قبول کیجیے کہ شارع نے بعض اشیاء کو امرت
اور ہلاہل بہی بتایا ہے کیا آپ غافل ہونگے کہ بلحاظ اختلاف اوقات و مصالح و حکمت الہیہ کے
بعض اشیاء بعض انبیاء کیوقت مین حلال اور بعض کے وقت مین حرام کیے گئے ہین اور ہمیشہ
تبدیل ہوتی رہی ہے علی ہذا القیاس عبادات کا حال ہے ایسا ہی حال مریضون کا ہے کہ ہر
وقت کے مناسب استعمال ادویہ کا اور تدبیر علاج کی بدلنی پڑتی ہے بعض اوقات مین جو دوا
سم قاتل ہے اوسکو دوسرے کسی وقت اور حالات مرض کے لحاظ سے طبیب حاذق امرت
ٹہہرا دیتا ہے وکذا علیٰ ہذا و صرف اثر بتا دینے سے ہر وقت اور ہر مریض کے حالات اور ہر زمانہ
کے فساد کا علاج ممکن نہین ہے مثلاً تجربہ کے ذریعہ سے معلوم ہے کہ سنکہیا قاتل انسان زہر ہے
لاکن جائز ہے کہ اوسیکو ایک ایسے مرض مین دیا جاوے اور اس تدبیر سے استعمال کیا جاوے
کہ وہ امرت ہو جاوے علاوہ اسکے ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ قبل بعثت انبیاء کے یا بحالت
نہ مبعوث ہونے کسی نبی کے تمام عباد مرض سے خالی اور صحیح المزاج تہے یا ہو سکتی تہے خود
حفظ صحت کر سکتی بلکہ غایۃ الامر یہ کہا جاویگا کہ ایک مرض انکار وجود باریتعالی یا شرک سے حفظ
کر سکتی تہی لامرض ارتکاب امور نامرضیہ الہی کا علم ہی نہ تہا جو بذریعہ انبیاء کے مرض ٹہہرایا گیا
اور صاف صاف بتایا گیا دیکہو بہت آدمی ایسے ہین کہ بسبب ناواقفیت اقسام امراض کے
نہین جانتے ہین کہ بہت پڑکنا چہرہ کا مقدمہ ہے لقوہ کا یا ہوا کی کیفیت مزاج ایسی ہو گئی ہے
کہ ضرور فلان قسم کا مرض خاص قسم کے امزجہ مین پیدا ہوگا تو وہ حفظ صحت خود نہین کر سکتے ہین
لامحالا کوئی طبیب حاذق اونکو پہلے سے تدابیر مناسبہ ٹہہرانے کیواسطے آنا چاہیے اور

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اخلاط مین فساد موجود ہوجاتا ہے اور مریض مسہل سمجھتا ہے بلکہ ناواقف ہوتا ہے حالانکہ وہ مریض ہی ایسی طرح عباد کا حال ہے کہ اپنے اوہام وظنون سے کسی فعل کو حسن اور کسی کو قبیح سمجھتے تہے اور پہر بہی اتفاق ارا نہین ہوتا تو کیونکہ یہان لیا جاے کہ ہر فعل کا حسن و قبیح ٹہرانا اور احکام مرضی و نامرضی الٰہی کا بتانا بذریعہ انبیاء کے ضروری نہین ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ کسی نبی کے وقت مین کوئی حکم شرعی تبدیل نہ کیا جاے کیونکہ ہر نبی بقول آپ کے صرف تاثیرات ادویہ کا موافق قاعدہ عقلیہ نیچریہ کے بتانے والا ہے دیکہو سجدۂ تحیت کہ انبیاء سابقین کے زمانہ مین حرام نہ تہا اور شریعت محمدیہ صلعم مین حرام ہے یہ وہی ایک دوا ہے کہ اب ہلاہل ہوگئی ہے اور سبت کے روز جو امر حرام تہے وہ اکثر اب حلال ہین توریت کو قرآن شریف سے ملا کر دیکہیے کہ انبیاء نے ایک شی کو کبہی امرت اور کبہی ہلاہل ٹہرایا ہے یا نہین اور آپکے مسلمہ تقریر کی مخالفت کتاب و سنت سے شاہ ولی اللہ نے خود ہی بیان کی ہے اوس سے چشم پوشی کسواسطے اختیار فرمائی ہے مہربانی فرما کتاب و سنت سے اپنے دعوی کو ثابت کر دیجیے اور حجۃ اللہ البالغہ کی تمام عبارت کو دیکہ کر ارشاد فرمایئے کہ آپ کی مقررات عقلیہ و تاویلات بعیدہ کو وہ کس خوبی سے رد کر چکے ہین اونکا جواب بہی تحریر کر لینا مناسب ہے فافہم چونکہ آپ کا اعتقاد فلاسفہ کے عقول پر ہے اور نیچرل اسٹ اکثر انبیاء کے منکر ہین اور بعضے اونکو بہی مثل ایک حکیم کے جانتے ہین لہذا آپ بہی ہمارے سید عالم صلعم کو نیچرل اسٹ سمجہتے ہین اور خلاف نیچر کے جو قول قرآن و حدیث مین نظر آتا ہے اوسکو صاف باطل کہنا خلاف مصلحت جانکر تاویلات بعیدہ سے ابطال کر دیتے ہین اور پہر بہی صاف صاف فرماتے ہین کہ جو مذہب نیچرل کے خلاف ہو وہ باطل ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور کی تحریر مین ہر ایک قول فلاسفہ کی تصدیق موجود ہے مگر کہین صاف صاف کہین در پردہ کنایہ اور اشارہ مین ہے اور حضور کی بدولت وہی سامان نظر آتا ہے جو یوروپ مین ستر لاکہہ آدمی کا حال ہوگیا ہے ابہی تو قریب دہی برس کے اجراے تہذیب الاخلاق کو گذرا ہے نہین آیندہ دیکہا چاہیے کہ کیا افادات تازہ ہوتے جاتے ہینگے اب حضور والا کی خدمت مین کمترین نہایت ادب سے دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ اپنے عقیدہ نیچریہ کیطرف دعوت کرکے ۲۱

اہل اسلام کو مسلمات و اجماعیات و عقائد و حدیث و تفسیر و تقلید ائمہ دین سے باز رکھنا چاہتے
ہین تو یہ بھی صاف ارشاد فرما دیجیے کہ کس کس حدیث کو آپ مفید یقین سمجھتے ہین تاکہ باقی
احادیث سے انکار صریح آپکا معلوم ہو جاوے اور منجملہ عقائد کے صرف وجود باریتعالی و حکیم
فلسفی ہونا رسول صلعم کا آپ کے نزدیک اسلام ہے جیسا کہ گول گول عبارت سے مترشح
ہے یا فرائض و واجبات و حلال و حرام بھی آپ کے نزدیک ثابت ہین اگر ثابت ہین
تو ہیئت مجموعی نماز کی اور تمام مسائل زکوٰۃ و صوم و حج کے حضور والا کے نزدیک مسلم ہین
یا نماز سے مراد کوئی ترکیب خاص ہے اور زکوٰۃ وغیرہ بھی قابل اصلاح ہین جو مسئلہ چارون
فرائض کا آپ تسلیم کرین اوسکی نسبت میرا وہی سوال ہے کہ آپ کے نزدیک کس کس
اصول پر قطعی ٹھہرا ہے اور اوسکی نسبت کیونکر تاویلات و احتمالات کا انسداد کیا گیا ہے
آخر وہی احادیث ہین جن پر یقین کرنے کی آپ نے کوئی راہ نہین رکھی ہے اور وہی
اجماع اشخاص جائز الخطا کا موجود ہے جو مسئلہ استغراق و وجود ابلیس مین تھا اور جیسے
رجم کا مسئلہ قائم تھا اور آپ نے بے تکلف سبکو اوڑا دیا اور قول مجتہدین و صحابہ و تابعین تو
آپ کے نزدیک محض واہیات ہے لہذا ضرور ہے کہ چارون فرائض کے وہ مسائل
لکھ دیجیے جنکی نسبت مرتبہ یقین کا بلحاظ آرٹیکل آزادی رای و مفید احادیث وغیرہ کی حاصل
ہو سکے بعدہ اسیطرح حلت و حرمت اشیاء کی اگر کل نہین تو بعض ہی بیان کر کے اسطرح
ثابت کر دیجیے کہ آیت قرآنی مین تاویل ہو سکے اور آزادی رای کا اوسمین دخل نہو اور اگر حدیث
سے بھی حرمت کسی شے کی آپ کے نزدیک ثابت ہو تو اوس حدیث کو بھی اپنی اصول
سے مطابق کر کے قطعی کر دکھائیے نہ تو روایت بالمعنی ہو نہ احتمال غلطی فہم راوی کا ہو
نہ وہ نقص موجود ہون جو آپ نے بحث حدیث کی آرٹیکل مین لکھے ہین اور اگر آپ مجبور ہین
تو پھر صاف لکھ دیجیے کہ ہمارے نزدیک سوای نام صلوٰۃ و زکوٰۃ و صوم و حج کے اور کچھ
نہین ہے علی ہذا القیاس حلال و حرام کی نسبت بیان صریح فرما دیجیے اتنک مسلمان ہمارے
ایسے دھوکے مین پڑے ہین کہ حضور والا کے نزدیک نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ بہیئت مروجہ موجودہ
قطعی اور یقینی ثبوت سے فرض یا واجب ہے اور بعدہ مجھکو بھی سمجھا دیجیے کہ فرائض

تو عقلاء نیچرل کے ذریعہ سے سمجھہ ہین آپ نے مشکل ہین یہ چارون دوا الطبیب حاذق محمد صادق صلعم نے
بطور اشارہ ارشاد فرمائی ہین یا دوا موجود تہی اوسکے استعمال سے خود ہی قاعدہ نیچر سے شفا ہوسکتی
تہی اور یہہ اگمان یہہ ہے کہ جناب شیخ الاجل اسلام کے ایمان کو اسنے ایک ارٹکل ہین قطعی نہین
ٹہہراتے ہین بلکہ باعتبار منقولات کے اونکا ایمان لانا قرار دیکر الزام لگاتے ہین مگر خود حضور کے
ایمان کا جز یا و یقینیات ان لینا محتاج برہان ہے اور ترجیح بلا مرجح لازم آتا ہے بلکہ عدم امکان وجود شریک
باری کا عقیدہ دوم سے صاف نہین پایا جاتا صرف عدم موجودگی ہین گفتگو کی گئی ہے اور یہ امر بہی
ہنوز محل گفتگو ہین ہے کہ موالید خواہ عناصر کا آخر تک پہونچکر جو اصلی مادہ ہر ایک کا باقی رہتا ہے
وہ ضرور ہے کہ ایک ہی علت سے ظہور ہین آوے بلکہ استحالہ عقلی اصول نیچرل سے نکلتا ہے کیونکہ
علت واحد سے معلول واحد ہی قائم ہوسکیگا نہ متعدد اور کیونکر ثابت ہوسکتا ہے کہ تینون موالید
آخر ہین واحد رہ جاوینگے چنانچہ خود ہی حضور کی تقریر سے واحد رہ جانا یقینی نہین معلوم ہوتا ہے
رہ گیا تعلق کسی نسبت کا انہین وہ تو ذات موالید سے علیحدہ داخل صفات ہوگا اور صفات
موالید اوسی وقت تک مان لیے جاوینگے جب تک تشخصات وصور نوعیہ کا اطلاق رہیگا مگر
بعد معدوم سمجھنے تمام تشخصات کی سب ایک ہی علت پر تمام کیا جانا فرض کیا جاویگا تو بجز ذات ایک
کے موالید ثلثہ ہین سے کچہ نہ رہیگا پس ضرور ہے کہ ہر ایک کی علت اخیر جداگانہ ہو پہر کس طرح علت
اول کا لفظ کہکر ذات واحد باری تعالی پر آپ کے مذہب ہین یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہوسکتا ہے
ہان احتمال کے طور پر اقرار ممکن ہے باقی رہا رسول اول تو اصول نیچر سے کیسے ایک انا ہم
سے بڑہ کر ہونگے مانا جس قدر امور کا نام آپ کے نزدیک اسلام ہے اور وہ مجموعہ موجودہ
مراد نہین ہے جو ہم لوگ مانتے ہین اور کسقدر کی تعلیم کیواسطے بعثت انبیاء کی ضرورت نہ تہی
بلکہ عقلاء نیچرل اسکو سمجھتے تہے اور وہ لوگ باتفاق الہام و وحی و نبوت کی طرف رجوع کرنے سے ہی
دور بہاگتے ہین اور بالفرض نبی کی ضرورت بہی ہو مگر تمام انبیاء کیواسطے دلیل نبوت اور کچہ
نہین ہے سوای معجزہ کے اور معجزہ صریحا خلاف نیچرل کے ہے یعنی آتش کا واسطے ابراہیم
کے سرد اور سلامت ہونا اور موسیٰ کی لکڑی کا سانپ بن جانا اور آسمان سے سوا بے
پانی و ژالہ و شبنم وغیرہ معمولات کے دوسری چیزونکا برسنا اور ہوا و طیور کا سلیمان علیہ السلام کے حکم

تابع ہوجانا اور جانورونکا کلام کرنا اور پتہر مین سے ناقہ کا پیدا ہونا اور مردہ کا جی اوٹہنا اور شق القمر واقع ہونا اور تہوڑے سے کہانے کو بہت سے اشخاص کا سیر ہو کہ کہانا اور پہر اوسکا بدستور باقی رہجانا وغیر ذلک مین المعجزات کوئی حلیم نیچرل است ہرگز تسلیم نہین کر سکتا ہے کیونکہ خلاف قانون فطرت ہے اور جو مذہب خلاف قانون فطرت و قواعد قدرت ہو وہ آپ کے نزدیک باطل ہے لامحالہ نبوت پر ایمان لانا آپکا یا تو بلا دلیل اور غیر قطعی تقلیدًا ہوگا یا بالکل نہوگا اور جب نبی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ حشر اجساد و فنا ہی نظام عالم وغیر محسوسات وغیر مسلمات فلاسفہ امور معاد مین سکہاتے تہے تو اونکا خود ہی مذہب اصول جناب پر صحیح نہوگا یہ حال تو آپ کے اقرار خدا و رسول و عذاب ثواب و حلت و حرمت اشیاء و فرائض واجبات کا ہے پہر آپ کس دین کیطرف دعوت کر رہے ہین اور بیفائدہ پردہ اسلام مین کتاب و سنت کا کیون نام لیکر عوام کو شبہ مین ڈالدیا ہے جب تک آپ کے اصول و فروع ملت نیچریہ کا حال اہل اسلام کو معلوم نہتہا ہوگا کہ کیا رہے تہے مگر اب ذرا سوچ سمجہکر ہمارے اصول و فروع سے بحث کرنی چاہیے اور جب تک کسی دعوی کو برہان سے ثابت نہ کیجیے ہرگز اقوال اشخاص جائز الخطا کا حوالہ نہ دیجیے ورنہ یہ کہنا پڑیگا کہ ابتک حضور کسی ایک مذہب پر یقین نہین کرتے ہین وہی حالت باقی ہے جو پرچہ پندرہوین ذیحجہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین آپ نے لکہا ہے کہ مجہپر میری

عمر مین ایک زمانہ ایسا گذرا کہ تہوڑی دیر کے لیے مین نے خیال کیا کہ شاید جینی مذہب سچ ہی

الی قولہ اور سفر کی سیر مین مجہپر ایک ایسا زمانہ گذرا کہ تہوڑی دیر کے لیے مین نے خیال کیا

کہ شاید عیسائی مذہب حق ہے کیونکہ ہر مقام پر جو خوبی اور عزت اور برکت خدا نے عیسائیون کو دی ہے وہ اور کسی کو نہین دی بلفظہ گستری عرض کرتا ہے کہ اسقدر اور بہی فرمانا ضرور تہا کہ جب سنا کہ ملحدونکا حال لندن مین سنا اور بعض سے ملاقات اور دوستی ہوگئی اور اونکے معقولات پر دل جم گیا تو یقین ہوگیا کہ مذہب نیچرل تہیا لجی حق ہے اور ابتک وہی بہر وثوق ہے مگر پہر بہی خاکسار یہ امید رکہتا ہے کہ جب مذہب کے باب مین حضور کی ایسی طبیعت واقع ہوئی ہے کہ بہت جلد انقلاب ہوجاتا ہے تو کیا عجب ہے کہ میرے اس رسالہ کی تالیف مین سعی مشکور ہو اور حضور والا انصاف کر کے تابع معقول ہو کر ہمارے مذہب

اسلام کو ساتھ تمام اصول کے اور مع اکثر فروع کے قبول کرلین خدا سے میری تو یہی تمنا ہے
کہ ایسا ہی ظہور مین آوے آمین یا ارحم الراحمین خاتمہ آب مین اپنے بھائی مسلمانون کی
خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ہمارا دین اسلام مثل ایس چراغ کے ہے جسپر ہزارون پروانے
گرتے ہین اور بجھانے کا قصد کرتے ہین مگر آپ ہی جل مرتے ہین فلاسفہ اور ملاحدہ اور زنادقہ
اور فرق ضالہ نے ہمیشہ چاہا کہ اسکے اصول و فروع کو مٹا دین مگر الحق یعلو ولا یعلی ابتک بدستور
قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیامت قائم رہیگا مگر ہمارے زمانہ مین علوم دینی کی تکمیل بہ نسبت
سابق کے کم رہ گئی ہے اور ایسی وجہ سے اکثر اہل اسلام اپنی کتب سے ناواقف ہوتے
جاتے ہین لہذا جب کوئی تقریر کسی مخالف مذہب کی سنتے ہین مشتبہ خاطر ہو جاتے ہین آج کل وقت
پرآشوب دور ہی آگیا ہے جسمین ضرور ہے کہ کتاب و سنت و اجماع امت و صراط مستقیم شریعت
و سواد اعظم پر عمل کرنے مین کوشش بلیغ رہے اور علما جو وارث انبیا کہلاتے ہین اونکو ہمیشہ
وقت ظہور آفات جدیدہ کی تقویت اسلام و تائید دین فرماتے ہین ہدایت امت مرحومہ پر
زیادہ متوجہ ہون ایسا نہو کہ تھوڑی سی غفلت مین کوئی فاسد العقیدہ ہو جاوے اور خدا
و رسول صلعم کے سامنے منہ دکھانے کی جگہ نرہے ای بھائیو سیدھی بات یاد رکھو کہ کروڑون
علما و مفسرین و محدثین و مجتہدین و مرشدین ابتک گذرے سبکا طریقہ اعتقاد یہی قرآن
و حدیث و اجماع امت اتباع سواد اعظم رہا اور اسی پر قائم رہنے کی تاکید قرآن و احادیث
صحیحہ مین وارد ہے کیا کوئی عاقل خیال بھی کر سکتا ہے کہ تمام امت مرحومہ جو بارہ سو برس تک
گذرتی چلی آئی ہے سب کے سب معاذ اللہ ضال اور مضل اور ظلمت اور جہالت و فساد عقیدت
مین گرفتار تھے حاشا و کلا ہرگز نہین یہ دعا ہے کہ ہمکو اپنے اکابر دین کے ساتھ قیامت کی روز خدا تعالی
اوٹھاوے فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی
بالصالحین ہمیشہ شیطان رجیم ہمارے پیچھے پڑا ہے اور عبادات الہی سے ہمکو باز رکھنا
چاہتا ہے مگر لاحول پڑھو اور باقیات صالحات کی فکر رکھو اتباع سنت و التزام شریعت سے
ہرگز منہ نہ موڑو فساد عقائد سے ہوشیار رہو جب احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا
ہونا ہے کتاب و سنت پر عمل کرنے سے نجات ہے نہ تو اوس روز سقراط و ارسطو بچاوی

اوسنکے نہ مسئلہ علم وحکمت کے پوچھے جاینگے وہی عمل خیر کام آویگا جو زمانہ مشہود بالخیر سے اب تک مسلمات اہل اسلام سے چلا آتا ہے ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لوگوں کے واسطے بڑا قانون حکمت حقیقی الٰہی کا قرآن شریف چھوڑ گئے ہیں اور اوسکی بڑی شرح اپنی احادیث سے عنایت فرما گئے ہیں ہمکو فلاسفہ ملاحدہ کی حکمت سے امید نجات آخروی رکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ان باتوں میں نے دردِ دینی سے اور اظہار کی خیرخواہی سے حق کو باطل سے جدا کردیا اور صاف صاف سمجھا دیا ہے کہ غلطی میں نہ پڑو فساد عقائد وضعف ایمان سے بچو حب جاہ ودنیا طلبی کے واسطے مذہب اسلام کو خراب و تباہ نہ کرو میرا اسیقدر کام ہے تو بعد اسکے جو نہ مانے اوسی پر الزام ہے جس وقت یہ چند صورتیں علما کی باقی نہ رہینگی اور زمانہ آئندہ کا رنگ بدلا دیکھوگے تو فقیر کی یہ نصیحت بھی یاد آجائیگی اور یہ میری ہمدردی وخیرخواہی دینی کسی وقت تو ضرور یاد آویگی انشاء اللہ تعالیٰ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۰ ٭٭٭

قطعہ تاریخ ریختہ قلم اعجاز رقم محمد صفدر حسین صاحب ناظر تخلص

زہی تصنیف مولانا علی بخش — کز او تایید دین ہر آن بادا
چو شد مطبوع ناظر گفت تاریخ — شہاب ثاقب شیطان بادا

تقریظ وتاریخ کتاب شہاب ثاقب از نتائج افکار عالی مولوی غلام محمد خان صاحب تپش ایڈیٹر اودھ اخبار

ہزار شکر کہ روشن ہے ملتِ اسلام — ابھی ہے ہند میں باقی حرارتِ اسلام
جناب خان علی بخش افضل العلما — کہ جسکی ذات سے قائم فضیلتِ اسلام
وہ پاس شرع سے ہردم نگاہ رکھتا ہے — کہ کس طرح ہو زمانہ میں حالتِ اسلام
مجال کیا کہ خیال وقیاس سے کوئی — چلے خلاف طریق وشریعت اسلام

فلاسفہ سے ہی مطلب نہ کچھ تعصب سے
اوسی تو چاہیے تقلید سنت اسلام

لکھی کتاب اونھون نی ہی کیا بآب تو
بجا ہے کہیے اگر اوسکو حجت اسلام

یقین ہے اونکو بہی آتے یقین اب اس پہ جو
سلام کرتے ہین جو بعض حضرت اسلام

سکے ہے عام جنہین فی قلوبہم مرض
خدا کرے کہ اونہین ہو ہدایت اسلام

فروغ پائی نہ کیون یہ کتاب عالم مین
ہے واقعی سبب فخر و عظمت اسلام

مجھی خیال تہا تاریخ کا کہ کیا لکھئے +
فزون ہو جس سے زمانہ مین سطوت اسلام

کہا یہ دل نی رقم کر تو یہ مصرع سال
کتاب انور زیب حمیت اسلام

۸۹
۱۲ہجری

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب شہاب ثاقب جسکے مصنف مولانا بالفضل و الکمال اولانا حضرت مولوی محمد علی بخش خان صاحب بہادر جج ماتحت گورکہپور ہین ماہ جنوری سنہ ۷۳ عیسوی مین مطبع جناب منشی نولکشور صاحب مین تمام ہوئی یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد خان بہادر سی ایس آئی جج ماتحت بنارس کے اون خیالات کے جواب مین ہے جنکو وقتاً فوقتاً مولانا ممدوح نے اخبار تہذیب الاخلاق مین چہپوایا چنانچہ وہ مضمون بہی اول اس کتاب مین نقل ہوکر بعدہ اوسپر حاشیے چڑہائے گئے ہین جو عام کے عقاید کے لیے نافع ہین و اللہ ولی التوفیق ۔

صحیحنامہ شہاب ثاقب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲۳	اشعار	شعار	۳۵	۱۰	خلقت	خلقت	۵۳	۱۰	اصلی	چپل
۵	۸	اونہون	انہین	〃	〃	وصف کم	وصف لکم	〃	۱۸	حال	حاصل
〃	حاشیہ	جملہ	حواہ	۳۶	۲	اطلاق براد	اطلاق مراد	۵۴	۱۲	چیزین	خبرین
۶	حاشیہ	اجسام نہین ہین	اجسام ہین یا نہین	۳۶	۱۳	اور مگر دو مفسرین	اور دیگر مفسرین نے بھی	〃	۱۵	قوہ کا عقل	قوہ عقل
〃	〃	موت	قوت	۳۶	۱۶	خفنا	جبنیاً	۵۵	۱	فائدہ	قاعدہ
۷	۲	پہر	پر	〃	〃	معمورا	مشہورا	〃	۲	کام ہین	کام لینے ہین
〃	۱۱	بانع	بالغ	۲۸	۵	عبادت	عادت	〃	۱۱	اور ایسا	ایسا اور ایسا
〃	۱۳	جہیت پہنچر	جہٹ پنجر	۲۸	حاشیہ	پوچہنے	پوجنے	〃	۱۸	اتباع	اتّباع
۹	حاشیہ	کیا جاتا ہی	کہا جاتا ہی	۳	۴	دونون وقت شمس	دو دو لکم شمس	〃	۲۳	احاد	احباد
۱۰	حاشیہ	متعلق	منطلق	〃	۲۳	زبیا	اپنا	۵۶	۱۹	اگرچہ	دیگر ہیچ
۱۱	۳	الخلیفۃ القبیحہ	الحلۃ القبیحہ	۳۱	۱۹	بدل نہین ہوسکتی	بدل نہین سکتی	〃	۲۳	کتب جیسات مین	کتب جیہات
۱۱	حاشیہ	من شاء فلیرجع الیہ	من شاء فلیرجع الیہ	〃	۲۲	ارسارا	تو سارا	۵۸	۲۳	مین	رسن
〃	〃	لتوالانسان	لیسو الانسان	۳۶	۱۴	کئی سو غلطی	کئی غلطی	۶۴	۴	آیات کے	آیات سے
〃	۱۰	یعنی	معنی	۳۷	۲۱	بہرا	نبترا	۶۶	۲۱	کہیگا	ہوگا
۱۱	۱۷	بڑی	جڑی	〃	〃	واسطواست	واسطے تعلیم امت	۶۸	۱۳	بیان کیا گیا ہی	بیان نہین کیا گیا ہی
۱۲	۱۲	فرمائش	فرمائش ہی	۴۳	۳	ابلیس کا تسلیم قائل	ابلیس کا قائل	〃	۱۸	فرمایا جاہی	فرمایا جاے
۱۳	۱۳	شہارت	شبہات	〃	۱۰	محالہ	لامحالہ	۶۹	۸	رکہیگا	رہیگا
۱۴	۱۹	بیٹہنا	بنہا	۴۵	۱۲	مین	بن	۷۰	۱۳	مگر	اگر
۱۶	۱	نہین	ہین	〃	۱۹	چلتی	بیٹہتی	۷۱	حاشیہ	مسیلہ	مسئلہ
۱۷	۶	اعتراض	اعراض	۴۸	۲۰	نہین ہی	مفید نہین ہی	۷۳	۱۸	اپنی ضروری	ضروری
۱۸	۲۳	اورتہی	اوربہی	۴۹	۵	ایاقرانی	آیات قرآنی	۷۴	۶	میعاد	معاد
۱۹	۲۱	اربالی	زرنالی	۵۱	۱۰	خارجی	خارجی ہی	〃	۱۷	حدیث	خدمت
۲۰	۱۰	مجدد	مجدد	۵۲	۳	اول	اون	۷۶	۱۲	بنیہ بنہیا	[illegible]
۲۱	۳	رہتی	ابہی	〃	۱۲	وس	والبلیس	〃	۲۰	سرگذشت	سرنوشت

صحیح نامہ شہاب ثاقب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۹	۲۱	جبش	جس	۱۰۴	۱۹	تسبب	تعصب	۱۱۷	۱۹	دنیا کی	دنیا کے
۷۹	۲۱	نہو	ہو	〃	۲۳	کیسی ہیں	کہتی ہیں	۱۱۹	۴	ہدایت	ہدایت
۸۴	۲	بیں الجبر	بین الجبر	۱۰۵	۷	تقابل	قابین	۱۲۱	۴	پہردی	پہیری
۸۵	۹	زبیر	زہر	〃	۱۵	[illegible]	ہیں	۱۲۳	۱۳	وہ بہی	وہ ہی
۸۶	۵	انسانی	آسانی	〃	۱۶	گیا	کیا	〃	〃	زیبا نہوگا	نازیبا نہوگا
〃	۱۰	خاک	خاکسار	۱۰۷	۱۵	تم تو	ہم تو	۱۲۵	۲	اور عناصر	اور نہ عناصر
〃	۱۰	خاص لفظ	خاص بین لفظ	〃	〃	ہو	ہیں	۱۲۶	۱۴	وہ بہی	وہ ہی
〃	۲۱	کرنے میں	کرتے ہیں	۱۰۸	۱۳	مین	ہیں	〃	۲۱	کیواسطے	کسواسطے
۸۸	۲۰	کہ	کیہ	۱۰۹	۱	ایقار	اقار	〃	۲۲	بہی	ہی
۸۹	۱۱	خدا کبھی کی	خدا کی	〃	۱۰	بہی	ہی	۱۲۷	۱۵	حدانیت بعض	وحدانیت بعض
〃	۱۱	اقول	قولہ	〃	حاشیہ	رضا	خدا	۱۲۸	۱	کرنے سکیگا	کرنے لگے گا
۹۳	۳	مساورہ	مصادرہ	〃	۱۴	بہی	ہی	〃	۱۱	دوائی	دوادی
〃	〃	علی الطالب	علی المطالب	۱۱۰	۱۲	نیچرل الحن	نیچرل ریلیجن	۱۲۹	۲۰	بیبیت ثقفیت	بیسطپہ و ثقفیت
〃	۴	جرب	جو آپ	۱۱۱	۱۴	مرار شہر اعقل	مدار عقل	۱۳۰	۲۲	نہیں آئیندہ	آئیندہ
〃	۲۱	بلقیس مع	بلقیس کا	۱۱۳	۲۲	ایڈیشن	ایڈیسن	۱۳۱	۱۶	ہوسکے	نہو سکے
۹۶	۱	اجتماع ایت	اجتماع ہمت	۱۱۳	۱	کرتے ہیں	کرنے میں	۱۳۲	۷	کسب میں ہی	بحث میں ہی
〃	۱۴	الات منکلم	الات تکلم	〃	۸	ریڈیس	ایڈیس	〃	۱۸	کسقدر کی	اسقدر کی
۹۷	۲۲	مناسب	مناسبت	〃	۹	ایڈرسن	ایڈیسن	〃	۲۲	موسی اگی	موسی کی
۹۸	۷	تو بھی حقیقت	تو بھی انکار حقیقت	〃	۲۳	پاک ور بنا سکے	پاک بنا سکے	۱۳۳	۱۵	چنیبی	جنیبی
۱۰۰	۲	رسول ایڈیشن	رسول ایڈیشن	۱۱۴	۱	معرفت	معترف	〃	۱۶	سفر کے	مصر کے
〃	۲۰	ویبکوا	ولیبکوا	〃	۹	بخشش	تجسس	۱۳۴	۱۷	ضیال	ضال
۱۰۱	۸	جدر	خدا کی اس	〃	۱۰	ہلی جلی	ملی جلی	۱۳۵	۱	مشہود بالخیر	مشہود لہا بالخیر
۱۰۳	۱۳	داتہ	داتا	۱۶	۱۳	اکہتا ہوں	رکہتا ہوں	〃	۴	بی حکمت	کی حکمت
۱۰۳	۱۳	مقصود	معقود	〃	۵	ڈاڑہی	بتیر ارزی	〃	۵	اخروانی	اخروہی